قادیانیت کا سیلاب

اور

ہماری بے بسی

اسرار وڑائچ

DATA ENTERED

جملہ حقوق محفوظ ہیں

۲۹۷۶۸۲
۳۸۷ ق
۳۶۷۵۶

ناشر .... پائرا

پرنٹر .... طیب اقبال رائل پارک لاہور

تعداد .... ایک ہزار

Progressive International Research Association

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-1	دیباچہ	5
-2	کچھ کتاب اور صاحب کتاب	10
-3	بابا جی	12
-4	اہل نظر دعا کیجئے اور دوا بھی	13
-5	قادیانت کیا ہے	15
-6	قادیانیت اسلام کے لیے سنگین خطرہ	43
-7	قادیانی مسلم کشمکش	117
-8	قادیانیت کفر ہے ۔ قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ	163
-9	امتناع قادیانیت آرڈی نینس	199
-10	مرزا طاہر احمد کی لندن منتقلی	227
-11	قادیانیت کا سیلاب	231
-12	قادیانیت اور ہماری حکمت عملی	261

★ ★ ★

انتساب

خاتم النبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام

Marfat.com

دیباچہ

اسرار احمد ایک نڈر اور بے باک لکھاری ہے۔ مظلوموں کی حمایت کا جذبہ ہمیشہ سے اس کے دل میں یوں رہا ہے جیسے پانی میں مچھلی فقط اسی وجہ سے اس نے ایک ایسے موضوع پر قلم اٹھایا جس پر لکھنے سے بڑے بڑے مصنفین اجتناب کرتے ہیں۔ اسرار جانتا تھا کہ کتاب کے منظر عام پر آنے سے قارئین کا ردعمل کیا ہوگا۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ اس کی اس کاوش کو سراہنے کی بجائے اسلام کے نام نہاد علمبردار اسے انمول فتووں سے نوازیں گے۔ مگر وہ راہ فرار اختیار کرنے والوں میں سے نہیں۔ اس کے ضمیر کی آواز ہمہ وقت اس کے ساتھ رہتی ہے اور ضمیر اس کا ایسا ہمسفر ہے جسے اس کی صحبت میں رہنے والا واضح طور پر محسوس کرسکتا ہے اور یوں اسے احساس تنہائی بھی نہیں ہوتا۔ بقول مظہر حسین سید۔۔

میں اپنے قرب ذات میں رہتا ہوں ان دنوں
تنہائی کی کیا بات ہے تنہائی نہیں ہے

قادیانی جماعت کا قافلہ دنیا بھر میں جس تیزی سے اپنے ہمراہیوں میں اضافہ کررہا ہے' اسرار نے اس کا بہترین تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے اس نے اہل کارواں کی تعداد میں اضافہ کی وجوہات کے ساتھ ساتھ اس امڈتے ہوئے سیلاب کے نتائج بھی قارئین کے سامنے پیش کئے ہیں۔

کتاب کا آغاز قادیانی جماعت کے عقیدے کی وضاحت سے کیا گیا ہے۔ پیرے کی شکل میں بیان کردہ قادیانیت کا یہ تعارف مفصل اور جامع ہے۔ بعدازاں اس نے قادیانی جماعت کے جدامجد مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات زندگی کا جائزہ لیا ہے۔ کتاب کا ہر صفحہ اس بات کا عملی ثبوت فراہم کرتا ہے کہ مصنف فن تحقیق میں کمال رکھتا ہے۔ وہ ہر بات کو تاریخی شواہد کے ساتھ سامنے لایا ہے اور اس نے کہیں بھی کوئی من گھڑت قصہ شامل نہیں کیا جو عام طور پر تاریخی کتب میں مل جاتے ہیں۔

کتاب میں ہر اس سوال کا تسلی بخش جواب موجود ہے جو عام طور پر قادیانیوں سے کرنے کی بجائے ہم آپس میں کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ "فلاں مولوی صاحب یوں فرما رہے تھے" بھلا مولوی کیا جانے کہ دین کیا ہے۔ اور خود میں اتنی جرات نہیں

کہ کسی کے سامنے جاکر سوال ہی کریں۔ ان نازک ترین مذہبی امور اور ہر چند پھیلتی ہوئی تشویش ناک صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے اسرار نے بڑی محنت سے اعلیٰ تحقیقی کتب کے مطالعہ کے بعد یہ کتاب مرتب کی ہے۔

مصنف نے کتاب میں اسلام کے علمبرداروں کی وہ تمسخر انگیز گفتگو بھی شامل کی ہے جو انہوں نے مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے عدالت میں کی۔ ان علماء میں مولانا مودودی' مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری' مولانا احمد علی اور مولانا عبدالحامد بدایونی کے نام قابل ذکر ہیں۔ تمام علماء کی تعریف ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ یہ تمام وہ علماء تھے جو Anti Ahmadyia Agitation میں پیش پیش تھے۔

بعدازاں امت مسلمہ کے روحانی پیشوا جناب حضرت مولانا جنرل محمد ضیاء الحق نے مسلمان کی ایک نئی تعریف کی اور اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص توحید' نبی اکرمؐ کی نبوت اور ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہے اور آپؐ کے علاوہ کسی بھی شخص کو نبی یا مصلح تسلیم نہیں کرتا مسلمان ہے۔" انہوں نے مسلمان کی تعریف کی وضاحت کرنے کی زحمت گوارا نہ کی اور اس امر کو ضروری خیال نہ کیا کہ مسلمان ہونے کے لئے تمام انبیاء اور ان کی کتب' یوم آخرت اور ملائکہ پر ایمان لانا بھی ضروری ہے قارئین کو یاد رہے کہ مولانا کی ہستی وہی ہے جس نے ملک کو اپنی لپیٹ میں لینے کے بعد سائیکل سواری کا باوردی مظاہرہ کیا جبکہ ان کے محافظین فضا میں ہیلی کاپٹر میں موجود تھے۔

اسرار نے اپنی کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات پر کئے جانے والے اعتراضات بھی شامل کئے ہیں پھر اس نے قادیانی جماعت کی جانب سے ملنے والے اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے۔ اس نے اس امر مسلمہ کی ضرورت کو محسوس کیا کہ آج جبکہ ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو رہے ہیں' جھوٹ کو جھوٹ کہنا اور ثابت نہ کرسکنا صرف اور صرف جہالت ہے اور کچھ نہیں۔ اور اسلام کے نام نہاد علمبرداروں کا مدت سے یہی شیوہ رہا ہے بلکہ یہ کہنا قطعاً" غلط نہ ہوگا کہ ہم سب یعنی پوری قوم حق پہچاننے سے عاری ہے۔ کیا حقیقت ہے اور کیا فسانہ یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے مگر اپنے موقف کے حق میں مدلل گفتگو کرنا ضروری ہے۔ یہاں مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عصر حاضر کے بڑے بڑے نام اس موضوع پہ گفتگو کرنے سے اجتناب

Marfat.com

کرتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ حقیقت سامنے لانا کس کا کام ہے؟ کب تک ہم سب بھٹکتے رہیں گے؟ کب تک ہم لاٹھیوں کے سہارے جئیں گے؟ آخر کب تک ہم خود فریبی سے جی بہلائیں گے؟ ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ تحقیق کریں' حق پہچاننے کی سعی کریں اور محتاجانہ طرز زندگی ترک کر دیں۔

اسرار نے "قادیانیت اور ہماری حکمت عملی" کے عنوان سے کتاب لکھ کر مذہب کی آڑ میں ہونے والے سنگین جرائم کو بھی بے نقاب کیا ہے۔ ایک چھوٹی سے بات جو ایک کند ذہن بھی سمجھ سکتا ہے لیکن افسوس کہ اسے بڑے بڑے اذہان بھی نظر انداز کر رہے ہیں کہ برطانیہ میں مقیم ایک مسلمان کی یہ کیسے جرات ہو سکتی ہے کہ وہ عیسیٰؑ کی توہین کرے' بھارت میں مقیم کسی مسلمان کی کیسے جرات ہے کہ وہ رام اور ستیا کی بے حرمتی کرے اور ان کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرے۔ چلئے یہ تو غیر مسلم ممالک ہیں تاہم مسلم ممالک سے بھی ایسی خبریں نہیں آتیں جیسی آئے دن پاکستان کے اخبارات و رسائل کی سرخیاں بنتی ہیں۔ ایک قادیانی یا عیسائی کی یہ کیسے جرات ہے کہ وہ ایک مسلم مملکت میں جہاں وہ واضح اقلیت میں ہے نبی اکرمؐ کی توہین کرے۔ یہ فقط تمثیلی انداز ہے جو ہم سب نے اختیار کر رکھا ہے۔ مذہب کی آڑ لے کر ذاتی دشمنیوں کو ختم کرتے ہیں اور پھر عدالت سے بری بھی ہو جاتے ہیں۔

اور یوں پاکستان میں آئے دن بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ قادیانیوں کے خلاف سیاسی سازش تو ہو ہی گئی ہے لیکن انسانی سازشوں کا سلسلہ بند ہونا چاہئے۔ سیاسی سازش کے حوالہ سے کہنا چاہوں گا کہ سیاستدانوں اور حکمرانوں کی اخلاقی جرات ملاحظہ فرمایئے کہ 1974ء میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے بعد اس ساری کاروائی کی اشاعت پر 20 سالہ پابندی لگائی گئی اور آج قریباً 22 سال گزرنے کے بعد بھی اس کی اشاعت پر پابندی ہے کیا آپ جانتے ہیں کہ ایسا کیوں کیا گیا۔ صرف اسی لئے کہ ——— قادیانیوں کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ وہ کلمہ تو پڑھتے ہیں مگر دل سے نہیں پڑھتے اور یہ بہت ہی خوش آئند بات ہے کہ پوری اُمت مسلمہ کی نگاہیں X-Ray سے بھی زیادہ تیز ہو گئی ہیں جو احوال قلب بھی دیکھ لیتی ہیں۔

ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ نبی اکرمؐ خاتم النبین ہیں اور اب کسی نبی کے آنے کی گنجائش باقی نہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ صرف انبیاء کا خاصا ہے کہ

Marfat.com

وہ اللہ کے خاص کرم سے احوال قلب دیکھ لیتے ہیں مگر دل کی باتیں جان لینے کے حوالے سے تو پوری قوم ہی نبوت کی مدعی ہے۔ ہم دعویٰ تو اس نبیؐ کے امتی ہونے کا کرتے ہیں جس نے اپنے حسن خلق سے باغ جہاں مہکا دیا۔ عیسائی مہمان کا پاخانہ اپنے دست مبارک سے صاف کیا' عیسائیوں کو مسجد نبویؐ میں عبادت کی اجازت دی' فتح مکہ پر کس کس کو معاف نہیں کیا مگر گمان گزرتا ہے کہ جیسے ہم حضور اکرمؐ کے امتی نہیں بلکہ چنگیز خان کے امتی ہیں۔ ہم نے اسلامی تعلیمات کو اس حد تک بھلا دیا ہے کہ اپنے مفادات اور تعصبات کی بنا پر جسے دل چاہے کافر کہہ دیتے ہیں۔

مولانا کوثر نیازی (مرحوم) 26 مئی 1983ء کو روزنامہ جنگ کراچی میں شائع ہونے والے اپنے کالم میں یوں رقمطراز ہیں۔

"کسی مسلمان کو کافر قرار دے دینا انتہا درجے کی سنگدلی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف کے اکابر علماء و فقہاء اس سلسلے میں بہت محتاط تھے۔ مشہور حنفی فقیہ علامہ شامی نے اپنی کتاب "ردالمحتار" میں لکھا ہے کہ "ایک مسلمان کے کسی قول اور عقیدے کی سو تاویلیں ممکن ہوں جن میں سے ننانوے کفر کی ہوں اور صرف ایک احتمال ایمان کا ہو تو اس کی تکفیر جائز نہیں" مشہور صوفی بزرگ حضرت گنگوہی اپنے مکتوب "انوار القلوب" میں فقہاء کے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اگر کسی کے کلام میں ہزار احتمال ہوں جن میں سے نو سو ننانوے کفر کے ہوں اور صرف ایک احتمال ایمان کا ہو تو اس کی بھی تکفیر جائز نہیں"۔

تاریخی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر دور میں علماء نے اعلیٰ سے اعلیٰ ہستیوں پر کیچڑ اچھالا اور کفر کے فتوے دیئے۔ "حربہ تکفیر اہل قبلہ" "تطہیر الاولیاء" "مقام جنید" "تذکرہ اولیاء" "حسام الحرمین" اور "رود کوثر" کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ کفر کا فتویٰ حاصل کرنے والوں میں درج ذیل ہستیاں بھی شامل تھیں۔ ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے تاہم میں یہاں چند نام درج کروں گا۔

1 حضرت ابوبکر صدیقؓ 2 حضرت عمر فاروقؓ 3 حضرت عثمان غنیؓ 4 حضرت علیؓ 5 حضرت امام حسینؓ 6 حضرت امام ابوحنیفہؒ 7 حضرت امام مالکؒ 8 حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ 9 حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ 10 حضرت امام بخاریؒ یہ سارا تماشہ اسلامی تاریخ کے اوائل سے لے کر آج تک جاری ہے اور اس کے پس منظر

Marfat.com

میں صرف اور صرف ذاتی مفادات ہیں۔ ہمارے مختلف مذہبی مکاتب فکر نے امت مسلمہ میں صرف انتشار و افتراق پیدا کیا ہے اور انہیں اتنے گروہوں میں منقسم کر دیا ہے کہ اب اتحاد ممکن نہیں۔

اسرار نے اپنی کتاب میں ان تمام نظریاتی مسائل کی نشاندہی کی ہے جن کے باعث صورتحال خراب ہو گئی ہے اور روز بروز مزید تشویشناک ہو رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کا یہ جرات مندانہ قدم اسے نڈر مصنفین کی صف اول میں لے جائے گا اور وہ مذہبی حلقوں کی بیداری کا باعث بنے گا۔ اور اس وقت ہم سب کو حقیقی طور پر ضرورت بھی اسی بات کی ہے کہ ہم ہر طرح کے خوف اور مصلحت سے بے نیاز ہو کر حقیقت کو سامنے لائیں اور مستقبل کے خطرات اور مختلف عوامل کے ردعمل کی پرواہ نہ کریں۔ کیونکہ ویسے بھی ہر اہل قلم کی ازل سے یہی تقدیر ہے بقول عباس تابش

رہیں خاموش تو ہونٹوں سے خوں ٹپکتا ہے
کریں کلام تو کھالیں ادھڑنے لگتی ہیں،

(تنویر دانش)

Marfat.com

کچھ کتاب اور صاحب کتاب کے بارے میں

"قادیانیت کا سیلاب اور ہماری حکمت عملی" اسرار احمد وڑائچ کی پہلی کاوش ہے۔ جس کے ذریعے اس نے اندھوں کے شہر میں آئینہ بیچنے کی روایت کو زندہ رکھنے کی سعی کی ہے۔ اسرار کو جاننے والے اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ وہ ہمیشہ ہی سے زمانے کے مروج اصولوں اور قوانین سے ہٹ کر چلتا ہے۔ اس کے مزاج میں شامل ہے کہ وہ ان حقائق کی تلخیص کیلئے کوشاں رہتا ہے جن کو عام لوگ "اسرار" یا "راز دروں" کا نام دے کر ان سے خائف رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی پہلی ہی تصنیف میں ایسی خوفناک سچائی کو منظر عام پر لانے کی جسارت کی ہے جس کی طرف دیکھنا بھی ہمارے گرد و نواح میں گناہ عظیم سے بھی کہیں زیادہ بدتر تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی کتاب کو پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کفر، جہالت اور گمراہی کی "جنت" میں رہتے ہوئے اس نے دیدہ دانستہ ایسے "شجر آگہی" کا پھل کھالیا ہے جس کے نتیجہ میں اسے "جنت" سے نکالا بھی جاسکتا ہے اور یہیں "دفن" بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود اس کی دیدہ دلیری کی انتہا یہ ہے کہ وہ نہ صرف آگہی کے اس پھل کو ہضم کرتا جارہا ہے بلکہ دوسروں کو بھی اس جرم میں شریک ہونے کی دعوت دے رہا ہے جبکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کا انجام اس کے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔

قادیانیت کے پھیلاؤ کو سیلاب سے موسوم کرکے اسرار نے پاکستان کے اہل علم و فکر مسلمانوں کو تدبر و حکمت سے اس کے آگے بند باندھنے کا مشورہ دیا ہے اور اعداد و شمار سے ثابت کیا ہے کہ اسلام کے نام پر پھیلنے والی اس تحریک کو روکنے کیلئے ہمارے نام نہاد اور مفاد پرست علماء نے تشدد، دہشت اور جبر کے جس راستے کو اب تک اپنایا ہوا ہے وہ نہ صرف انسانیت کے بنیادی اصولوں کی ضد ہے بلکہ یہ راستہ اسلام کے حقیقی اور منطقی طریقہ کار کی بھی نفی ہے۔ اس نے حقائق و واقعات کے پس منظر کی مدد سے کبر و نخوت اور جبر و تشدد پر مبنی ان پالیسیوں کو ہدف تنقید بنایا ہے جنہوں نے رحمت للعالمین، خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو متعصب اور بنیاد پرست گروہ کی صورت میں اقوام عالم کے سامنے پیش کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ان کے مقابلہ میں اس نے امت مسلمہ کے اہل حکمت کو خبردار کیا ہے کہ تدبر، تحمل، بردباری، رواداری، ایثار، عفو و درگزر اور وسعت قلب ہی ایسے اصول ہیں جو نہ صرف قادیانیت کے اس سیلاب کو روکنے کا باعث ہو سکتے ہیں بلکہ راہ حق سے بھٹکے ہوئے ان لوگوں کو صراط مستقیم پر لانے میں کامیاب رہیں گے جنہیں "قادیانی" یا "احمدی" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو

Marfat.com

بدقسمتی سے یہ سیلاب اپنے راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو خس و خاشاک کی مانند بہالے جائے گا۔

بلاشبہ اپنی اس تصنیف کے ذریعے اسرار نے فرقہ پرستی، تعصب اور جہالت میں جکڑے ہوئے معاشرے میں حق بات کہنے کی جسارت کی ہے جو زبان کٹوانے کا باعث بن جایا کرتی ہے۔ لیکن اسرار کو سمجھنے والے جانتے ہیں کہ اس جیسے لوگوں کا عقیدہ حیات ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ

ہزار خوف ہوں لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

آخر میں اسرار کے حوالے سے صرف اتنا کہوں گا کہ میرا اور اسرار کا ایک عرصے سے تعلق ہے۔ "اسرار شناسی" کے اس دور سے گزر کر میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اسرار ان دیوانوں میں سے ہے جو پتھر سے سورج اگانے کا فن جانتے ہیں اس لئے اگر وہ خوف، دہشت، دیوانگی، جبر، نخوت اور قہر کے اس کربلائی معاشرے میں روایت حسینی پر عمل کرتے ہوئے صداقت کی اس مشعل کو بلند نہ کرتا تو شاید وہ مرہی جاتا۔ اس لئے "قادیانیت کا سیلاب اور ہماری حکمت عملی" لکھ اس نے دراصل اپنی زندگی کو حق کے دشوار گزار راستے پر ایک قدم آگے بڑھنے کی بنیاد فراہم کی ہے۔ خدا کرے کہ اس کا یہ پہلا قدم پتھر کے شہر میں ساکت نہ ہو بلکہ اپنے گرد و نواح میں بکھرے پتھروں کو بھی سچائی کی حرارت سے ہمکنار کر کے انہیں زندگی کی طرف لانے میں ممد ہو۔ (آمین)

اشرف سہیل

Marfat.com

یوں تو اسرار احمد میرا ہی ہم عمر ہے۔ لیکن میں اور میرے علاوہ اس کے جتنے بھی قریبی دوست ہیں اسے باباجی ہی کہتے ہیں۔ وہ اس لئے کہ اس کی فکر کی رفتار اس کی عمر کی رفتار سے تیز تر ہے۔ اس کا ذہن عنفوان شباب کے چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھنے کی بجائے حیات و کائنات کے بڑے بڑے مسائل سے نبرد آزما ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس کا شعور بھی کمال ہے۔ اس کی سوچ کی عمر اس کی اپنی عمر سے زیادہ ہے۔ وہ ہمیں اگر کہیں وقت کی گرہیں کھولتے ہوئے نظر آتا ہے...... تو کہیں ہم اسے زندگی کی کنہ محرومی' بے بسی' یکسانیت اور تنہائی پر غور کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ میں جب بھی اس کے پاس جاتا ہوں تو اسے بے چارے پاکستان کی نہ سنورنے والی تقدیر کو سنوارنے کی سوچ میں غرق پاتا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ انقلابی ہے...... اور انقلاب کے لئے تگ و دو کر رہا ہے...... اور پاکستانی قوم میں خود غرضیوں کے تعصب کے کانٹوں کو اپنے ہاتھوں سے چن رہا ہے۔

آج پاکستانی قوم جس قدر منتشر ہے' پریشان ہے' ڈسٹرب ہے۔ معاشی' اخلاقی اور روحانی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ دنیا کی کوئی اور قوم نہیں ہے۔ اس کی کوئی ایک وجہ نہیں ہے بلکہ بے شمار وجوہات ہیں۔ جن میں ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ پرانے اور موجودہ لکھاری حق کی شہادت سے منکر ہیں۔ میرا خیال ہے...... اور میرے خیال سے شاید بہت سے لوگ اتفاق کریں کہ اس وقت پاکستان کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانے کے لئے انقلابی لکھاریوں کی اشد ضرورت ہے۔ اسرار احمد ان تمام لکھاریوں کی کمی تو پوری نہیں کر سکتا...... لیکن پھر بھی جب تک وہ سانس لے گا۔ انقلاب کے لئے سوچتا رہے گا۔ لکھتا رہے گا۔ کیونکہ وہ کہتا ہے...... "سچ کی شہادت سے انکار' جھوٹ کا اقرار' ظلم سے خوفزدہ ہو کر خود میں سمٹ جانا در اصل انسان کا انسانی سطح سے نیچے گر جانا ہے"۔

قادیانیت ایک انتہائی حساس موضوع ہے۔ جس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور نہ جانے ابھی کتنا کچھ لکھا جائے گا...... لیکن اسرار احمد نے "قادیانیت کا سیلاب اور ہماری حکمت عملی" ایک سچا اور کھرا مسلمان ہوتے ہوئے بالکل غیر جانبداری سے لکھی ہے۔

مجھے یقین ہے۔ ایک دن آئیگا۔ کہ اسرار احمد اپنے موضوعات' شعور' فکر' اسلوب اور زبان کی وجہ سے بہت نمایاں' منفرد' الگ اور ممتاز نظر آئے گا۔ اور ایک نئے طرز احساس کا نمائندہ کہلائے گا۔

نوید احمد نوید

Marfat.com

اہل نظر دعا کیجئے اور دوا بھی

زندگی کی پر خطر شاہراہ پر سفر شروع کئے کچھ زیادہ دن نہیں ہوئے کہ ابھی سے جسم شل ہو چکا ہے اور پاؤں آبلوں سے بھرے پڑے ہیں مگر کیا کریں کہ ٹھہرنا ہم نے سیکھا ہی نہیں۔

ہم دوہری اذیت کے گرفتار مسافر
پاؤں بھی ہیں شل شوق سفر بھی نہیں جاتا

آبلے پڑ گئے ہیں تو کیا ہوا ...... جسم شل ہے تو اس کا بھی غم نہیں۔ بڑی بات یہ ہے کہ عزم جواں ہے کچھ کر گزرنے کی تمنا ہے۔ اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے۔ اس طبقے کے لئے جو صدیوں سے ظلم اور جبر کی چکی میں پس رہا ہے۔ ہمیشہ اسی طبقے کو ہی تبدیلی کی ضرورت رہتی ہے۔ یہی وہ طبقہ ہے کہ زندگی جس کے لئے خوشگوار تجربہ نہیں۔

یوں سمجھ لیجئے کہ جب ایک محدود حلقے کی بے وجہ نفرت کا سامنا کرنا پڑا۔ بہت تھوڑے لوگوں نے ہم پر بلاجواز ستم ڈھائے اور ہماری جوانی کی سفید قبا کو اپنے اپنے مفادات کی خاطر داغ دار کیا تو ہم اس درد سے آشنا ہو گئے جس کا ہر دور کے مظلوموں کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پھر بہت سے حقائق ہم پر عیاں ہو گئے۔ زندگی ایک نئے روپ میں ہمارے سامنے آئی اور ہم بہت سی باتیں بغیر تجربے کے جان گئے اگرچہ یہ آگہی بہت مہنگی پڑی ہے بقول تنویر دانش۔

زندوں میں بھی نہیں رہا مر بھی نہیں رہا
اک زخم آگہی ہے کہ بھر بھی نہیں رہا

لیکن اس سے یہ ہوا کہ ہمارے ذہن میں موجود
تمام بت ٹوٹ گئے۔
سارے خوف دور ہو گئے۔
یہاں تک کہ ہم نے موت سے بھی ڈرنا چھوڑ دیا۔
زندگی کی حقیقت سمجھ میں آگئی۔

بس اسی دن سے ہم نے غلط بات کو غلط کہنا شروع کر دیا۔ آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب مندرجہ بالا سطور کی آخری اور منزل کو حاصل کر لینے کی پہلی کڑی ہے بس اے ہمارے رب (جس کی مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی حرکت نہیں کر سکتا) ہمیں اپنے مقصد میں کامیاب کر دے۔ (آمین)

لہٰذا اہل نظر دعا کیجئے اور دوا بھی۔

اسرار وزائچ

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمان الرحیم

قادیانیت کیا ہے؟

احمدیت' قادیانیت اور مرزائیت ایک ہی فرقے کے تین نام ہیں جس کی بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی نے رکھی۔ فرقہ کے بانی نے اس کا نام احمدیت رکھا لیکن بانی فرقہ کے نام کے ساتھ مرزا اور قادیانی کے الفاظ کی مناسبت سے اس فرقہ کو مرزائیت اور قادیانیت کے نام سے بھی پکارا جانے لگا اور اس حوالے سے اس فرقہ سے تعلق رکھنے والوں کو مرزائی اور قادیانی بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں نام زیادہ تر ان کے مخالفین استعمال کرتے ہیں جبکہ فرقہ سے تعلق رکھنے والے خود کو احمدی کہلوانا پسند کرتے ہیں اور اپنے فرقہ کو احمدیت کا نام دیتے ہیں۔ فرقہ کے تمام افراد اور مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام پیرو کار ایک جماعت سے منسلک ہیں۔ اس فرقہ کو سلسلہ احمدیہ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے ان دنوں اس فرقے' سلسلے یا جماعت کی سربراہی مرزا طاہر احمد کے ہاتھ میں ہے جنہیں امام جماعت احمدیہ یا مرزا غلام احمد قادیانی کا چوتھا خلیفہ بھی کہا جاتا ہے۔ قادیانیت کی بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی نے رکھی تھی اور اس حوالے سے قادیانی جماعت اپنے بانی کی ذات کے گرد ہی گھومتی ہے اگر قادیانیت سے مرزا غلام احمد قادیانی کو نکال دیا جائے تو پھر قادیانیت کا وجود ختم ہو جاتا ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت کی اہمیت کے پیش نظر ہمیں قادیانی عقائد پر بحث کرنے سے قبل مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات کے متعلق بھی جاننا ضروری ہے۔

مرزا غلام احمد کون تھا؟

مرزا غلام احمد قصبہ قادیان میں 13 فروری 1835ء کو ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جو زیادہ تر حکمران وقت کے قریب رہا قادیان کا رہائشی ہونے کے حوالے سے ہی انہیں قادیانی کہا جاتا ہے۔

سلسلہ احمدیہ کے مصنف مرزا بشیر احمد بیان کرتے ہیں کہ "بانی سلسلہ احمدیہ

Marfat.com

پنجاب کے ایک مشہور مغل خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو فارسی الاصل تھا اور شاہان مغلیہ سے لے کر انگریز حکومت تک اپنے علاقہ میں اپنی وجاہت، عزت اور اثر کی وجہ سے ممتاز رہا"

مرزا غلام احمد قادیانی کے دادا مرزا عطا محمد کے زمانہ میں قادیان پر جو ایک چھوٹی سی ریاست کی شکل اختیار کر چکی تھی سکھوں نے قبضہ کر لیا اور اس طرح 1802ء میں اس خاندان کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ بعد ازاں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضیٰ مہاراجہ کی اجازت سے قادیان واپس آگئے اور قادیان کے ارد گرد چند دیہات بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ مرزا غلام مرتضیٰ، مہاراجہ رنجیت سنگھ کی حکومت کے ماتحت ایک فوجی عہدہ پر بھی کام کرتے رہے۔ سکھوں کی حکومت کے خاتمہ اور انگریزی حکومت کے قیام کے بعد انگریز نے خاندان کی جاگیر ضبط کی اور اس کے بدلے میں خاندان کے لیے پنشن جاری کر دی۔ انگریز حکومت کے دور میں بھی مرزا خاندان حکومت سے تعاون کرتا رہا یہاں تک کہ 1857ء کی جنگ آزادی جسے سر سید احمد خاں اور بعض دوسرے افراد نے غدر اور فساد قرار دیا میں بھی مرزا غلام مرتضیٰ نے انگریز کی مدد کی جسے انگریز حکمرانوں نے بھی تسلیم کیا البتہ اس تعاون و مدد کے باوجود خاندان کو اس کی مرضی کے مطابق ضبط شدہ جاگیر واپس نہ مل سکی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی پوری زندگی حکومت وقت کے ساتھ تعاون کیا اور اپنے پیروکاروں کو بھی اس کی تعلیم دی۔

تعلیم حاصل کرنے کے حوالے سے مرزا غلام احمد قادیانی خود اپنے متعلق اپنی کتاب "البریہ" میں لکھتے ہیں۔

"میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر قریباً" دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ابتدائی تخم ریزی تھی اس لیے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں

Marfat.com

نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا اور ان آخرالذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو، منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ جہاں تک خدا نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق تھے ان دنوں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا"۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں اور قادیانی فرقہ کے عقائد بیان کرنے سے قبل یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سرسری طور پر ان حالات کا جائزہ بھی لے لیا جائے جن میں مرزا غلام احمد نے قادیانیت کا پودہ لگایا جو آج ایک صدی گزرنے کے بعد ایک مضبوط درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

ہندوستان میں انگریز کے داخلے کے بعد مسلمانوں نے انگریزوں کے خلاف مسلسل جہاد کا علم بلند کیے رکھا چونکہ اس تمام تر جدوجہد کی بنیاد محض جذباتیت پر تھی لہٰذا مسلمانوں کا یہ جہاد ناکامی سے دوچار ہوتا رہا بہرحال مسلمانوں نے 1757ء میں سراج الدولہ اور 1799ء میں سلطان ٹیپو کی قیادت میں انگریز کے خلاف شاندار جنگیں لڑیں جو اپنوں کی غداری اور غیروں کی عیاری اور مکاری کی وجہ سے ناکامی سے دوچار ہوئیں۔ انگریز کے خلاف فتح حاصل کرنے کی آخری کوشش 1857ء میں کی گئی جس میں بھی مسلمانوں کو ناکامی ہوئی۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے حوالے سے یہ تذکرہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ کو مسلمانوں میں سے ہی بعض حلقوں نے غدر اور فساد کا نام دیا۔ ان میں سر سید احمد خاں کا نام سرفہرست ہے۔ جنھوں نے 1857ء کی جنگ کو نہ صرف فساد اور غدر کہا بلکہ اس جنگ میں انہوں نے انگریز حکمرانوں کی بھرپور مدد کی۔

1857ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد مسلمانوں میں شدید مایوسی پھیل گئی انگریز عملی طور پر تو پہلے ہی ہندوستان پر قبضہ کر چکا تھا اب وہ ذہنی طور پر بھی اہل ہندوستان پر قابض ہو گیا۔ ان حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے "تاریخ محاسبہ قادیانیت" کے مصنف پروفیسر خالد شبیر احمد کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

"1857ء میں آزادی حاصل کرنے کی آخری کوشش بھی ناکام ہو گئی جس سے مسلمانوں کے دل بری طرح مجروح ہوئے اور ان کے دماغ اس صدمے سے مفلوج ہو کر رہ گئے۔ اس وقت مسلمان، انگریزوں کی سیاسی غلامی کے بڑھتے اور پھیلتے ہوئے آثار اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ انگریزوں نے ہندوستان پر قابض ہوتے ہی اسلامی تہذیب و تمدن، اسلامی عقائد اور جذبہ جہاد کو ملیا میٹ کرنے کی مکروہ کوششیں شروع کر دیں تھیں۔ ہندوستان کے اکناف و اطراف میں پوپ و پادری مسیحیت کا پرچار کر کے مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کرنے میں پوری طرح مصروف ہو گئے۔ دور و نزدیک جدید تعلیم کے نام پر مسلمان نسل کو دین سے دور لے جانے کی ایک بھرپور کوشش شروع ہو گئی۔

عیسائی پادری اور علمائے اسلام کے مناظرے روزمرہ کا شعار بن گئے۔ علمائے اسلام اگرچہ ان مناظروں میں صداقت اسلام کے پرزور نظارے پیش کر رہے تھے تاہم افکار و عقائد میں ایک تزلزل پیدا ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ خود ملت اسلامیہ کے اندر ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت فرقہ بندی کو ہوا دی جا رہی تھی۔ مذہبی مناظروں اور بحث مباحثوں کی یلغار سے اہل اسلام کی صفوں میں انتشار پیدا ہو رہا تھا جس سے مسلمانوں میں ایک طرف ذہنی انتشار اور طبقوں میں بیزاری پیدا ہوئی وہاں دوسری طرف اسلام کے وقار اور احترام کو بھی شدید نقصان پہنچا"

قادیانیت کی کامیابی اور روز بروز پھیلاؤ کی وجہ ہندوستان کے ان حالات کو بھی قرار دیا جاتا ہے جو 1857ء کے بعد پیدا ہوئے چنانچہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب "قادیانیت، مطالعہ و جائزہ" میں زیر عنوان انیسویں صدی کا ہندوستان کے لکھتے ہیں۔

"1857ء کی آزادی کی کوشش ناکام ہو چکی تھی۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے دل شکست کے صدمے سے زخمی اور ان کا دماغ ناکامی کی چوٹ سے مفلوج تھا۔ وہ دوہری غلامی کے خطرے سے دوچار تھے، سیاسی غلامی اور تہذیبی غلامی۔ ایک طرف نوخیز فاتح انگریزی سلطنت نے نئی تہذیب و ثقافت کی توسیع و اشاعت کا کام شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے عیسائی پادری مسیحیت کی دعوت و تبلیغ میں خاص سرگرمی دکھا رہے تھے۔ وہ عقائد میں تزلزل پیدا کر دینے

Marfat.com

اور عقیدہ اور شریعت اسلامی کے ماخذوں اور سرچشموں کے بارے میں تنگ نظر اور بدگمان بنا دینے کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے تھے۔ ـــــ دوسری طرف فرقہ اسلامیہ کا آپس کا اختلاف تشویشناک صورت اختیار کر گیا تھا۔ ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تردید میں سرگرم اور کمربستہ تھا۔ مذہبی مناظروں اور مجادلوں کا بازار گرم تھا جن کے نتیجہ میں اکثر زدوکوب قتل و قتال اور عدالتی چارہ جوئی کی نوبت آتی۔ سارے ہندوستان میں ایک مذہبی خانہ جنگی سی برپا تھی۔ اس صورت حال نے بھی ذہنوں میں انتشار تعلقات میں کشیدگی اور طبقوں میں بے زاری پیدا کر دی تھی اور علماء کے وقار اور دین کے احترام کو بڑا صدمہ پہنچا تھا۔ ـــ 1857ء کی جدوجہد کے انجام اور مختلف دینی اور عسکری تحریکوں کی ناکامی کو دیکھ کر معتدل معمولی ذرائع اور طریقہ کار سے انقلاب احوال اور اصلاح سے لوگ مایوس ہو چکے تھے اور عوام کی بڑی تعداد کسی مرد غیب کے ظہور اور ملہم اور موید من اللہ کی آمد کی منتظر تھی۔ کہیں کہیں یہ خیال بھی کیا جاتا تھا کہ تیرہویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا ظہور ضروری ہے۔ مجلسوں میں زمانہ آخر کے فتنوں اور واقعات کا چرچا تھا۔ شاہ نعمت اللہ ولی کشمیری کی طرز کی پیش گوئیوں اور الہامات سے سہارا حاصل اور غم غلط کیا جاتا تھا۔ خواب' فالوں اور غیبی اشاروں میں مقناطیس کی کشش تھی اور وہ ٹوٹے ہوئے دلوں کے لیے مومیائی کا کام دیتے تھے۔ ـــــ خام صوفیوں اور جاہل و لق پوشوں نے طریقت و ولایت کو بازیچہ اطفال بنا رکھا تھا۔ انہوں نے اپنے شطحات و الہامات کی بڑے پیمانے پر اشاعت کی تھی جا بجا لوگ الہام کا دعویٰ اور عجیب و غریب خوارق اور بشارتوں کی روایت کرتے پھرتے تھے اور اس کے اثر سے عوام میں اسرار و رموز' خوارق و کرامات اور غیبی اطلاعات خوابوں اور پیش گوئیوں کے سننے کا غیر معمولی شوق پیدا ہو گیا تھا۔ جو شخص یہ جنس جتنی زیادہ پیش کرتا اتنا ہی وہ عوام میں مقبول ہوتا اور ان کی عقیدت و احترام کا مرکز بنتا۔ عیار درویشوں اور چالاک دین فروشوں نے عوام کی اس ذہنیت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ طبیعتیں اور دماغ ناقابل فہم چیز کے قبول کرنے کے لیے ہر نئی چیز کو ماننے کے لیے ہر دعوت و تحریک کا ساتھ دینے کے لیے اور ہر روایت و افسانے کی تصدیق کے لیے تیار ہو گئی تھیں۔ ـــــ اس صورت حال نے پنجاب کو ذہنی بغاوت اور ایک ایسی جدت پسند تحریک و دعوت کے سرسبز و کامیاب ہونے کے لیے موزوں

Marfat.com

ترین میدان بنا دیا تھا جس کی بنیاد تاویلات و الہامات پر ہو۔ اس انیسویں صدی کا اختتام تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنی نئی دعوت و تحریک کے ساتھ منظرعام پر آئے ان کو اپنی دعوت' اپنے حوصلوں اور بلند ارادوں کی تکمیل کے لیے مناسب زمانہ اور مناسب جگہ ملی۔ طبیعتوں کی عام بے چینی' عوام کی عجائب پرستی معتدل ذرائع اصلاح و انقلاب سے مایوسی علما کے وقار و اعتماد کا زوال و تنزل' مذہبی بحثوں کی گرم بازاری اور اس کے نتیجہ میں عامیانہ ذوق جستجو اور طبعوں کی آزادی' ہر چیز ان کے لیے معاون و سازگار ثابت ہوئی۔ دوسری طرف حکومت وقت نے اس تحریک کا خیرمقدم کیا جس نے حکومت برطانیہ کے ساتھ وفاداری اور اخلاص کو اپنے بنیادی عقائد اور مقاصد میں شامل کیا تھا اور جس کے بانی کا حکومت کے ساتھ قدیم اور غیر مشتبہ تعلق تھا۔ ان تمام عناصر و اسباب نے مل کر وہ مناسب و معاون ماحول فراہم کیا جس میں یہ تحریک وجود میں آئی اور اس نے اپنے پیرو اور ہم خیال پیدا کر لیے اور ایک مستقل فرقہ کی بنیاد پڑ گئی"

مرزا غلام احمد کے دعوے

یہ وہ حالات تھے جن میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مختلف دعوے کیے اور صدی کی سب سے متنازعہ شخصیت بن گئے۔ انیسویں صدی کے ہندوستان کے متعلق تمام لکھنے والوں کی تحریروں میں تین باتیں مشترک نظر آتی تھیں۔

"اولا" یہ کہ 1857ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد مسلمان شکستہ دل تھے اور پردہ غیب سے کسی معجزہ کے منتظر تھے یہی وجہ تھی کہ اس دور کے ہندوستان میں معجزات اور کرامات کے منظر دکھانے اور تعویذ گنڈے کرنے والوں کو خصوصی شہرت حاصل ہوئی۔

ثانیا" یہ کہ انگریز حکمرانوں کی سرپرستی میں عیسائیوں نے ٹوٹے دلوں اور مفلوج ذہنوں کے حامل مسلمانوں میں بڑے زبردست طریقے سے عیسائیت کی تبلیغ شروع کر دی جسے دیکھتے ہوئے محسوس ہونے لگا کہ تھوڑے ہی عرصے میں سارا ہندوستان عیسائی بن جائے گا۔

ثالثا" یہ کہ خود مسلمانوں کی صفوں میں شدید انتشار کی کیفیت تھی اور وہ مختلف

Marfat.com

فرقوں میں بٹ کر صبح و شام ایک دوسرے کی تکفیر میں مصروف تھے جس کی وجہ سے انقلاب اور اصلاح کے خواہش مند لوگ مایوس ہو چکے تھے۔

ان حالات میں عیسائیت اور ہندو ازم کی یلغار کے مقابلے میں علمائے اسلام نے اپنی بساط کے مطابق بھرپور کوششیں کیں لیکن مناظروں کے اس دور میں جس شخص کو سب سے زیادہ شہرت ملی وہ مرزا غلام احمد قادیانی تھے جنہوں نے اپنے مخصوص طریقہ کار اور جارحانہ انداز کی بنا پر عیسائی پادریوں کو خاصا پریشان کیا بلکہ کہنا چاہئے کہ شکست سے دو چار کیا۔ مرزا غلام احمد کے اس کارنامے کی وجہ سے انہیں مسلمانوں کے خاص و عام طبقے میں بڑی پذیرائی ملی لیکن بعد ازاں متنازعہ دعوؤں کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ کارنامہ پس منظر میں چلا گیا۔

انہی دنوں میں کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی عیسائیت کے ساتھ مقابلہ کے حوالے سے خاص شہرت حاصل کر چکے تھے انہوں نے سب سے پہلے اس صدی کا مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔

مجددیت کا دعویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ چہارم کے ساتھ منسلک اشتہار میں دعویٰ کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے قدیم وعدے کے مطابق اسلام کی چودھویں صدی کا مجدد بنا کر بھیجا ہے انہوں نے اعلان کیا کہ چونکہ یہ زمانہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے ایک فساد عظیم کا زمانہ ہے اس لیے اس فساد کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ خاص طاقتیں بھی عطا کی ہیں جو اس زمانے کے روحانی مصلح کے لیے ضروری ہیں۔ مرزا صاحب کے اس دعوے کے بعد مسلمانوں کی طرف سے ان کی کوئی خاص مخالفت نہیں ہوئی۔ اور ان کے اس دعوے کو کسی حد تک خاموشی کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔ مرزا صاحب نے یہ دعویٰ مارچ 1882ء میں کیا اور ایک الہام کو اس کی بنیاد قرار دیا۔ الہام یہ تھا۔

"یعنی اے احمد: اللہ نے تجھے برکت دی ہے پس جو وار تو نے دین کی خدمت میں چلایا ہے وہ تو نے نہیں چلایا بلکہ دراصل خدا نے چلایا ہے خدا نے تجھے قرآن کا علم عطا کیا ہے تاکہ تو ان لوگوں کو ہوشیار کرے جن کے باپ دادا ہوشیار نہیں کیے

Marfat.com

گئے اور تا مجرموں کا راستہ واضح ہو جاوے۔ لوگوں سے کہہ دے کہ مجھے خدا کی طرف سے مامور کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں" (براہین احمدیہ حصہ سوم)

مسیحیت کا دعویٰ

"مرزا غلام احمد قادیانی نے 1890ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مرزا صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر الہاما" ظاہر کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنہیں عیسائی اور مسلمان دونوں آسمان پر زندہ خیال کررہے ہیں اور آخری زمانہ میں ان کی آمد کے منتظر ہیں وہ دراصل وفات پا چکے ہیں۔ مرزا صاحب نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر چلے جانے اور وہاں موجود ہونے کا خیال بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ حضرت عیسیٰ کی دوسری آمد کا وعدہ ایک مثیل کے ذریعے پورا ہونا تھا انہوں نے اعلان کیا کہ آنے والا مسیح خود وہ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ اپنے اس دعویٰ کی بنیاد بھی مرزا صاحب نے متعدد الہامات پر رکھی جن میں ایک یہ تھا۔

"مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے" (۱)

اس کے ساتھ ہی مرزا غلام احمد نے مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور اعلان کیا کہ مسیح کے زمانے میں جس مہدی کی آمد کا وعدہ کیا گیا تھا وہ میں ہی ہوں انہوں نے کہا کہ میں کسی جنگی مشن کے ساتھ مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ میرا کام امن اور صلح کے طریق پر مقرر ہے۔ (۲)

مرزا صاحب نے کہا کہ مہدی اور مسیح دو الگ الگ وجود نہیں ہیں بلکہ ایک ہی شخص کی دو مختلف حیثیتوں سے اسے یہ نام دیا گیا ہے۔

نبوت کا دعویٰ

1901ء میں مرزا غلام احمد نے ایک اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" شائع کیا اور اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آنحضرت صلی اللہ وسلم کی اتباع میں اور آپ کے

۳۶۷۵۶

Marfat.com

روحانی فیض کی برکت سے ظلی اور بروزی رنگ میں نبوت کا مرتبہ عطا فرمایا ہے چنانچہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھا کہ

"اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیا ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے...... خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لیے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا...... اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھے مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ تو اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے نبی اور دوسرے پہلو سے امتی...... اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس وقت امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور یہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"

ایک اور دعویٰ

مجدد، مہدی، مسیحیت اور نبوت کے دعووں کے بعد مرزا غلام احمد نے ایک اور دعویٰ کیا اور کہا کہ چونکہ یہ دنیا کے موجودہ دور کا آخری زمانہ ہے اور میرے ذریعے خدا تعالیٰ نے ہر امت کی اصلاح کا کام لینا ہے۔ اس لیے خدا نے مجھے صرف مثیل مسیح یا مثیل محمد ہی بنا کر نہیں بھیجا بلکہ تمام گزشتہ انبیاء کی صفات میرے اندر جمع کر دی ہیں اور مجھے مثیل انبیاء قرار دیا ہے چنانچہ مرزا صاحب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں"

Marfat.com

"خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں میں آدم ہوں، میں شیثؑ ہوں میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں اسماعیلؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں یوسفؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں ظہور اتم یعنی ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں"

مرزا صاحب لیکچر سیالکوٹ میں مزید لکھتے ہیں کہ۔

"میں ان گناہوں کو دور کرنے کے لیے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کے اعتبار کی رو سے میں وہی ہوں یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں بلکہ وہ خدا جو زمین اور آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لیے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لیے مسیح موعود ہے"

یہ تھے وہ دعوے جو مرزا غلام احمد قادیانی نے وقتاً" فوقتاً" کیے مرزا صاحب کے انہی دعوؤں کی وجہ سے خصوصاً" مثیل عیسیٰ اور ظلی نبوت کے باعث انہیں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور آج بھی قادیانی جماعت کی مخالفت اسی شدت سے کی جاری ہے بلکہ شاید کہیں زیادہ ہو گئی ہے۔

مرزا صاحب اور ان کے پیروکاروں نے ان دعوؤں کے حق میں بے پناہ دلائل دیئے ہیں جبکہ مخالفین نے بھی مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کرنے اور قادیانیت کے رد کے لیے زبردست کوششیں کیں جو آج بھی جاری ہیں تاہم ہمیں یہاں مرزا صاحب کے دعوؤں کو غلط یا صحیح ثابت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ہمارا موضوع نہیں ہے۔

مرزا غلام احمد کی طرف سے کیے گئے دعوے ہی قادیانیت کے قیام کا باعث بنے اور ان کے پیروکار انہیں مسیح موعود مہدی، مجدد اور امتی نبی سمجھتے ہیں اور یہ بات ان کے عقیدے میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ قادیانیوں کے عقائد کو مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنی کتاب دعوت الامیر میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔

Marfat.com

قادیانی عقائد

1- ہم لوگ یقین رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ موجود ہے اور اس کی ہستی پر ایمان لانا سب سے بڑی صداقت کا اقرار کرنا ہے نہ کہ وہم و گمان کی اتباع۔

2- ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں' اس کے سوا باقی سب کچھ مخلوق ہے اور ہر آن اس کی امداد و سہارے کی محتاج ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی نہ باپ نہ ماں نہ بیوی نہ بھائی' وہ اپنی توحید اور تفرید میں اکیلا ہے۔

3- ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور تمام عیوب سے منزہ ہے اور تمام خوبیوں کی جامع ہے۔ کوئی عیب نہیں جو اس میں پایا جاتا ہو اور کوئی خوبی نہیں جو اس میں پائی نہ جاتی ہو۔ اس کی قدرت لاانتہا ہے اس کا علم غیر محدود' اس نے ہر ایک شے کا احاطہ کیا ہے اور کوئی چیز نہیں جو اس کا احاطہ کر سکے وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے وہ خالق ہے جمیع کائنات کا اور مالک ہے کل مخلوقات کا۔ اس کا تصرف نہ کبھی پہلے باطل ہوا نہ اب باطل ہے نہ آئندہ باطل ہو گا۔ وہ زندہ ہے اس پر کبھی موت نہیں' وہ قائم ہے اس پر کبھی زوال نہیں' اس کے تمام کام ارادے سے ہوتے ہیں نہ کہ اضطراری طور پر۔ اب بھی وہ اسی طرح دنیا پر حکومت کر رہا ہے جس طرح کہ وہ پہلے کرتا تھا' اس کی صفات کسی وقت بھی معطل نہیں ہوتیں۔ وہ ہر وقت اپنی قدرت نمائی کر رہا ہے۔

4- ہم یقین رکھتے ہیں کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں اور **یفعلون مایؤمرون (النحل)** کے مصداق ہیں اس کی حکمت کاملہ نے انہیں مختلف قسم کے کاموں کے لیے پیدا کیا ہے وہ واقع میں موجود ہیں ان کا ذکر استعارۃ نہیں ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے اسی طرح محتاج ہیں جس طرح کہ انسان یا دیگر مخلوقات' اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے اظہار کے لیے ان کا محتاج نہیں وہ اگر چاہتا تو بغیر ان کو پیدا کرنے کے اپنی مرضی ظاہر کرتا' مگر اس کی حکمت کاملہ نے اس مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اور وہ پیدا ہو گئی' جس طرح سورج کی روشنی کے ذریعے سے انسانی آنکھوں کو منور کرنے اور روٹی سے اس کا پیٹ بھرنے سے اللہ تعالیٰ سورج اور روٹی کا محتاج نہیں ہو جاتا اسی طرح

Marfat.com

ملائکہ کے ذریعے سے اپنے بعض ارادوں کے اظہار سے وہ ملائکہ کا محتاج نہیں ہو جاتا۔

5- ہم یقین رکھتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے اور اپنی مرضی ان پر ظاہر کرتا ہے یہ کلام خاص الفاظ میں نازل ہوتا ہے اور اس کے نزول میں بندے کا کوئی دخل نہیں ہوتا نہ اس کا مطلب بندے کا سوچا ہوا ہوتا ہے۔ نہ اس کے الفاظ بندے کے تجویز کیے ہوئے ہوتے ہیں۔ معنی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں اور الفاظ بھی اسی کی طرف سے۔ وہی کلام انسان کی حقیقی غذا ہے اور اسی سے انسان زندہ رہتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے اسے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔ وہ کلام اپنی قوت اور شوکت میں بے مثال ہوتا ہے اور اس کی مثال کوئی بندہ نہیں لا سکتا وہ علوم کے بے شمار خزانے اپنے ساتھ لاتا ہے اور ایک کان کی طرح ہوتا ہے جسے جس قدر کھودو اسی قدر اس میں سے قیمتی جواہرات نکلتے چلے آتے ہیں بلکہ کانوں سے بھی بڑھ کر کیونکہ ان کے خزینے ختم ہو جاتے ہیں مگر اس کلام کے معارف ختم نہیں ہوتے۔ یہ کلام ایک سمندر کی طرح ہوتا ہے جس کی سطح پر عنبر تیرتا پھرتا ہے اور جس کی تہ پر موتی بچھے ہوئے ہوتے ہیں جو اس کو ظاہر پر نظر کرتا ہے اس کی خوشبو کی مہک سے اپنے دماغ کو معطر پاتا ہے اور جو اسکے اندر غوطہ لگاتا ہے دولت علم و عرفان سے مالا مال ہو جاتا ہے۔

یہ کلام کئی قسم کا ہوتا ہے کبھی احکام و شرائع پر مشتمل ہوتا ہے کبھی مواعظ و نصائح پر، کبھی اس کے ذریعے سے علم غیب کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور کبھی علم روحانی کے دفینے ظاہر کیے جاتے ہیں کبھی اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی خوشنودی کا اظہار کرتا ہے اور کبھی اپنی ناپسندیدگی کا علم دیتا ہے کبھی پیار اور محبت کی باتوں سے اس کے دل کو خوش کرتا ہے کبھی زجرو توبیخ سے اسے اس کے فرض کی طرف متوجہ کرتا ہے کبھی اخلاق فاضلہ کے باریک راز کھولتا ہے کبھی مخفی بدیوں کا علم دیتا ہے۔ غرض ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے اور وہ کلام مختلف حالات اور مختلف انسانوں کے مطابق مختلف مدارج کا ہوتا ہے اور مختلف صورتوں میں نازل ہوتا ہے اور تمام کلاموں سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے کیے ہیں قرآن مجید اعلیٰ اور افضل اور اکمل ہے اور اس میں جو شریعت نازل ہوئی

Marfat.com

ہے اور جو ہدایت دی گئی ہے وہ ہمیشہ کے لیے ہے' کوئی آئندہ کلام اسے منسوخ نہیں کرے گا۔

6۔ اسی طرح ہم یقین رکھتے ہیں کہ جب کبھی بھی دنیا تاریکی سے بھر گئی ہے اور لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے ہیں اور بلا آسمانی مدد کے شیطان کے پنجے سے رہائی پانا ان کے لیے مشکل ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ اپنی شفقت کاملہ اور رحم بے اندازہ کے سبب اپنے نیک اور پاک اور مخلص بندوں میں سے بعض کو منتخب کر کے دنیا کی رہنمائی کے لئے بھیجتا رہا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے **و ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر** (سورۃ فاطر) یعنی کوئی قوم نہیں ہے جس میں ہماری طرف سے نبی نہ آچکا ہو اور یہ بندے اپنے پاکیزہ عمل اور بے عیب رویہ سے لوگوں کے لیے خضر راہ بنتے رہے ہیں اور ان کے ذریعہ سے وہ اپنی مرضی سے دنیا کو آگاہ کرتا رہا ہے جن لوگوں نے ان سے منہ موڑا وہ ہلاکت کو سونپے گئے اور جنھوں نے ان سے پیار کیا وہ خدا کے پیارے ہو گئے اور برکتوں کے دروازے ان کے لیے کھولے گئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ان پر نازل ہوئیں اور اپنے سے بعد آنے والوں کے لیے وہ سردار مقرر کیے گئے اور دونوں جہانوں کی بہتری ان کے لیے مقدر کی گئی۔

اور ہم یہ بھی یقین کرتے ہیں کہ یہ خدا کے فرستادے جو دنیا کو بدی کی ظلمت سے نکال کر نیکی کی روشنی کی طرف لاتے رہے ہیں مختلف مدارج اور مختلف مقامات پر فائز تھے اور ان سب کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے **سید ولد آدم** قرار دیا اور کافۃ للناس مبعوث فرمایا اور جن پر اس نے تمام علوم کاملہ ظاہر کیے اور جن کی اس نے رعب و شوکت سے مدد کی کہ بڑے بڑے جابر بادشاہ ان کے نام کو سن کر تھرا اٹھے اور جن کے لیے اس نے تمام زمین کو مسجد بنا دیا' حتیٰ کہ چپہ چپہ زمین پر ان کی امت نے خدائے وحدہ لا شریک کے لیے سجدہ کیا اور زمین عدل و انصاف سے بھر گئی بعد اس کے کہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ اگر پہلے انبیاء بھی اس نبی کامل کے وقت میں ہوتے تو انہیں اس کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتو منن بہ و لتنصرنہ** (آل عمران) اور جیسا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ **لو کان موسی و عیسی**

Marfat.com

حسن لما و سعهما الا اتباعی اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

7۔ ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کی مشکلات کو ٹالتا ہے۔ وہ ایک زندہ خدا ہے جس کی زندگی کو انسان ہر زمانے میں اور ہر وقت محسوس کرتا ہے۔ اس کی مثال اس سیڑھی کی نہیں جسے کنواں بنانے والا بناتا ہے اور جب وہ کنواں مکمل ہو جاتا ہے تو سیڑھی کو توڑ ڈالتا ہے کہ اب وہ کسی مصرف کی نہیں رہی اور کام میں حارج ہو گی بلکہ اس کی مثال اس نور کی ہے کہ جس کے بغیر سب کچھ اندھیرا ہے اور اس روح کی ہے جس کے بغیر چاروں طرف موت ہی موت ہے۔ اس کے وجود کو بندوں سے جدا کر دو تو وہ ایک جسم بے جان رہ جاتے ہیں یہ نہیں ہے کہ اس نے کبھی دنیا کو پیدا کیا اور اب خاموش ہو کر بیٹھ گیا ہے بلکہ وہ ہر وقت اپنے بندوں سے تعلق رکھتا ہے اور ان کے عجز و انکسار پر توجہ کرتا ہے اور اگر وہ اسے بھول جائیں تو وہ خود اپنا وجود انہیں یاد دلاتا ہے اور اپنے خاص پیغام رسانوں کے ذریعے ان کو بتاتا ہے کہ انی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبو الی و لیو منو ابی لعلھم یرشدون (سورہ البقرہ) میں قریب ہوں ہر ایک پکارنے والے کی آواز کو جب وہ پکارتا ہے سنتا ہوں پس چاہئے کہ وہ میری باتوں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں۔

8۔ ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص الخاص تقدیر کو دنیا میں جاری کرتا رہتا ہے صرف یہی قانون قدرت اس کی طرف سے جاری نہیں جو طبعی قانون کہلاتا ہے، بلکہ اس کے علاوہ اس کی ایک خاص تقدیر بھی جاری ہے جس کے ذریعے سے وہ اپنی قوت اور شوکت کا اظہار کرتا ہے اور اپنی قدرت کا پتہ دیتا ہے یہ وہی قدرت ہے جس کا بعض نادان اپنی کم علمی کی وجہ سے انکار کر دیتے ہیں اور سوائے طبعی قانون کے اور کسی قانون کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے اور اسے قانون قدرت کہتے ہیں، حالانکہ وہ طبعی قانون تو کہلا سکتا ہے مگر قانون قدرت نہیں کہلا سکتا کیونکہ اس کے سوا اس کے اور بھی قانون ہیں جن کے ذریعے سے وہ اپنے پیاروں کی مدد کرتا ہے اور ان کے دشمنوں کو تباہ کرتا ہے بھلا اگر ایسے کوئی قانون موجود نہ ہوتے تو کس طرح ممکن تھا کہ ضعیف و کمزور موسیٰ فرعون جیسے جابر بادشاہ پر غالب آ جاتا۔ یہ

Marfat.com

اپنے ضعف کے باوجود عروج پا جاتا اور وہ اپنی طاقت کے باوجود برباد ہو جاتا' پھر اگر کوئی اور قانون نہیں تو کس طرح ہو سکتا کہ سارا عرب مل کر محمدؐ کی تباہی کے درپے ہوتا مگر اللہ تعالیٰ آپ کو ہر میدان میں غالب کرتا اور ہر حملہ دشمن سے محفوظ رکھتا اور آخر دس ہزار قدوسیوں سمیت اس سرزمین پر آپؐ چڑھ آتے جس میں سے صرف ایک جان نثار کی معیت میں آپ کو نکلنا پڑا تھا۔ کیا قانون طبعی ایسے واقعات پیش کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں وہ قانون تو ہمیں یہی بتاتا ہے کہ ہر ادنیٰ طاقت اعلیٰ طاقت کے مقابل پر توڑ دی جاتی ہے اور ہر کمزور طاقتور کے ہاتھوں ہلاک ہوتا ہے۔

9۔ ہم اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد انسان پھر اٹھایا جائے گا اور اس کے اعمال کا اس سے حساب لیا جائے گا جو اچھے اعمال کرنے والا ہو گا اس سے نیک سلوک کیا جائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑنے والا ہو گا اسے سخت سزا دی جائے اور کوئی تدبیر نہیں جو انسان کو اس بعثت سے بچا سکے' خواہ اس کے جسم کو ہوا کے پرندے یا جنگل کے درندے کھا جائیں۔ خواہ زمین کے کیڑے اس کے ذرے ذرے کو جدا کر دیں اور پھر ان کو دوسری شکلوں میں تبدیل کر دیں اور خواہ اس کی ہڈیاں تک جلا دی جائیں' وہ پھر بھی اٹھایا جائے گا اور اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے حساب دہ ہو گا کیونکہ اس کی قدرت کاملہ اس امر کی محتاج نہیں کہ اس کا پہلا جسم ہی موجود ہو تب ہی وہ اس کو پیدا کر سکتا ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ اس کے باریک سے باریک ذرہ یا لطیف حصہ روح سے بھی پھر اس کو پیدا کر سکتا ہے اور ہو گا بھی اسی طرح جسم خاک ہو جاتے ہیں مگر ان کے باریک ذرات فنا نہیں ہوتے اور نہ وہ روح جو جسم انسانی میں ہوتی ہے خدا کے اذن کے بغیر فنا ہو سکتی ہے۔

10۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے منکر اور اس کے دین کے مخالف اگر وہ ان کو اپنی رحمت کاملہ سے بخش نہ دے' ایک ایسے مقام پر رکھے جائیں گے جسے جہنم کہتے ہیں اور جس میں آگ اور شدید سردی کا عذاب ہو گا جس کی غرض محض تکلیف دینا نہ ہو گی بلکہ ان میں ان لوگوں کی آئندہ اصلاح مدنظر ہو گی' اس جگہ سوائے رونے اور پیٹنے اور دانت پیسنے کے ان کے لیے کچھ نہ ہو گا۔ حتیٰ کہ وہ دن آ جائے جب اللہ تعالیٰ کا رحم جو ہر چیز پر غالب ہے ان کو ڈھانپ لے اور **یاتی علی جھنم زمان لیس فیھا احد و نسیم الصبا تحرک ابوابھا** (۳)

Marfat.com

11- اور ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیوں اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر ایمان لانے والے ہیں اور اس کے احکام پر جان و دل سے ایمان لاتے ہیں اور انکسار اور عاجزی کی راہوں پر چلتے ہیں اور بڑے ہو کر چھوٹے بنتے ہیں۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں اور اللہ کی مخلوق کی خدمت گزاری کرتے ہیں اور اپنے آرام پر لوگوں کی راحت کو مقدم رکھتے ہیں اور ظلم اور تعدی اور خیانت سے پرہیز کرتے ہیں اور اخلاق فاضلہ کے حامل ہوتے ہیں اور اخلاق رزیلہ سے مجتنب رہتے ہیں وہ لوگ ایک ایسے مقام پر رکھے جائیں گے جسے جنت کہتے ہیں اور جس میں راحت اور چین کے سوا دکھ اور تکلیف کا نام و نشان تک نہ ہو گا خدا تعالیٰ کی رضا انسان کو حاصل ہو گی اور اس کا دامن اسے نصیب ہوگا اور وہ اس کے فضل کی چادر میں لپیٹا جا کر اس کا ایسا قرب حاصل کرے گا کہ گویا اس کا آئینہ ہو جائے اور صفات الہیہ اس میں کامل طور پر جلوہ گر ہوں گی اور اس کی ساری ادنیٰ خواہشات مٹ جائیں گی اور اس کی مرضی خدا کی مرضی ہو جائے گی اور وہ ابدی زندگی پا کر خدا کا مظہر ہو جائے گا"۔

اس کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں لکھتے ہیں۔

"ہمارے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمدؐ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعے سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے"

"اپنی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" میں مرزا غلام احمد نے لکھا۔

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کاملؐ کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کاملؐ میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ وارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰؐ ہیں"

Marfat.com

ملفوظات جلد نمبر 8 میں مرزا صاحب لکھتے ہیں

"میں کھول کر کہتا ہوں اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرتؐ کے اتباع اور نقش قدم پر چلنے کے بغیر کوئی انسان روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا"

اسی جلد کے صفحہ 252 پر لکھتے ہیں۔

"آنحضرتؐ خاتم النبین ہیں اور قرآن شریف خاتم الکتب' اب کوئی اور کلمہ یا کوئی اور نماز نہیں ہو سکتی۔ جو کچھ آنحضرتؐ نے کر کے دکھایا اور جو قرآن شریف میں ہے اس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی جو اس کو چھوڑے گا جہنم میں جائے گا یہ ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے"

کتاب "کرامات الصادقین" میں مرزا غلام احمد لکھتے ہیں۔

"میں عامہ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں ہوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور لکن رسول اللہ و خاتم النبین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرتؐ کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ تعالیٰ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں"

اخبار الحکم 17 مارچ 1905ء کی اشاعت میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

"مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہؐ کو خاتم النبین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے ہم جس قوت اور یقین اور جس معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرتؐ کو خاتم الانبیا مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی یہ الزام لگانے والے لوگ نہیں مانتے"۔

Marfat.com

قادیانیت علماء کی نظر میں

مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھوں قادیانیت کا پودا درحقیقت اس وقت لگایا گیا جب انہوں نے 1890ء میں مسیح موعود اور مثیل عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا۔ 1890ء سے لے کر آج 1996ء تک ایک صدی کا عرصہ کچھ اس طرح سے گزرا ہے کہ مسلمانوں میں سے علماء کے ایک طبقے نے قادیانیت کے خلاف بھرپور جدوجہد کی اور اپنے دن رات قادیانیت کو جھوٹا ثابت کرنے میں لگا دیئے۔ وہ اپنی اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوئے یا علماء نے رد قادیانیت کے لیے جو طریقہ اختیار کیا وہ بچ تھا یا غلط اس پر ہم آئندہ صفحات میں بحث کریں گے۔ سردست ہمیں موجودہ دور کے علماء کی قادیانیت کے بارے میں رائے درکار ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اس وقت علماء کی اکثریت اپنے تئیں قادیانیت کے مسئلہ کو حل کیے بیٹھی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ اب اس مسئلے پر سر کھپانا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے چنانچہ جب ہم نے مختلف علما سے مسئلہ قادیانیت پر رائے طلب کی تو ان میں سے بعض کی رائے سے ہم یہ تاثر لینے پر مجبور ہوئے کہ وہ قادیانیت کے بارے میں علم نہیں رکھتے جبکہ بعض علماء نے کچھ اس قسم کا تاثر دیا کہ یہ مسئلہ تو ختم ہو چکا ہے اب اس پر اظہار خیال کرنے کی ضرورت نہیں اسی بھاگ دوڑ میں ایک پروفیسر صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ صاحب یہ مسئلہ تو ختم ہو چکا اب اس قصہ کو ختم کیجئے۔

قارئین آپ جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ ختم نہیں ہوا بلکہ پہلے سے زیادہ سنگین صورت میں ہمارے سامنے کھڑا ہے اور ہم سے پہلے سے کہیں زیادہ سنجیدگی اور توجہ کا طالب ہے۔

بہرحال ہم نے علماء کی رائے کے سلسلے میں برصغیر پاک و ہند کے جید عالم اور مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی رائے کو ایک نمائندہ رائے کے طور پر منتخب کیا ہے۔ مولانا اپنی کتاب "قادیانیت" مطالعہ و جائزہ میں قادیانیت کو اسلام اور نبوت محمدیؐ کے خلاف ایک بغاوت قرار دیتے ہیں اور "تحریک قادیانیت کا تنقیدی جائزہ" کے باب میں لکھتے ہیں۔

"قادیانیت کے بارے میں ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے صدہا

Marfat.com

دینی و علمی اختلافات اور مکاتب فکر میں سے ایک دینی و علمی اختلاف رائے اور ایک خاص مکتب فکر ہے اور اسکے پیرو امت اسلامیہ کے مذہبی فرقوں اور جماعتوں میں ایک مذہب فرقہ اور جماعت ہیں اور یہ اسلام کی کلامی اور فقہی تاریخ کا کوئی انوکھا واقعہ نہیں"

مولانا مندرجہ بالا رائے کو محض ایک غلط فہمی قرار دینے کے بعد لکھتے ہیں۔

"قادیانیت کا تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ کرنے سے یہ غلط فہمی اور خوش گمانی دور ہو جاتی ہے۔ اور ایک منصف مزاج اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ قادیانیت ایک مستقل مذہب اور قادیانی ایک مستقل امت ہیں جو دین اسلام اور امت اسلامیہ کے بالکل متوازی چلتے ہیں"

مولانا مزید لکھتے ہیں۔

"قادیانی تحریک اسلام کے دینی نظام اور زندگی کے ڈھانچہ کے مقابلے میں ایک نیا دینی نظام اور زندگی کا نیا ڈھانچہ پیش کرتی ہے وہ دینی زندگی کے تمام شعبوں اور مطالبوں کو بطور خود خانہ پری کرنا چاہتی ہے وہ اپنے پیرووں کو جدید نبوت' جدید مرکز محبت و عقیدت' نئی دعوت' نئے روحانی مرکز اور مقدسات' نئے مذہبی شعائر نئے مقتداء نئے اکابر' نئی تاریخی شخصیتیں عطا کرتی ہے غرض یہ کہ وہ قلب و دماغ اور فکر و اعتقاد کا نیا مرکز قائم کرتی ہے اور یہی وہ چیز ہے کہ جو اس کو ایک فرقہ اور فقہی یا کلامی' دبستانی یا مکتب خیال سے زیادہ ایک مستقل مذہب اور نظام زندگی کی شکل عطا کرتی ہے اس کے اندر اس بات کا واضح رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ نئی مذہبی بنیادوں پر ایک نئے معاشرے کی تعمیر کرے اور مذہبی زندگی کو ایک نئی شکل اور مستقل وجود بخشے۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ جو افراد خلوص اور جوش کے ساتھ اس تحریک و دعوت کو قبول کرتے ہیں اور اس کے دائرہ میں آ جاتے ہیں۔ ان کے فکر و اعتقاد کا مرکز بدل جاتا ہے اور ان کی زندگی میں قدیم دینی مرکزوں اور اداروں اور شخصیتوں کی جگہ پر جدید دینی مرکز اور ادارے اور شخصیتیں آ جاتے ہیں اور یہ ایک نئی امت بن جاتے ہیں جو اپنے جذبات' طریق فکر عقیدت و محبت میں ایک مستقل شخصیت اور وجود کے مالک ہوتے ہیں۔ انفرادیت اور تقابل کا یہ رجحان قادیانیت کے اندر شروع سے کام کر رہا ہے اور اب وہ بلوغت و پختگی کے اس درجہ پہ پہنچ گیا ہے کہ قادیانی

اصحاب بے تکلفی اور سادگی کے ساتھ اسلامی شعائر و مقدسات کے ساتھ قادیانی شعائر اور مقدسات کا مقابلہ کرتے ہیں اور ان کا ہم پلہ اور مساوی قرار دیتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اسلام کے دینی نظام میں جو مرکزی مقام حاصل ہے وہ ظاہر ہے لیکن قادیانی اصحاب مرزا صاحب کے رفقا اور ہم نشینوں کو صحابہ رسول ہی کا درجہ دیتے ہیں"

مولانا ندوی نے اپنی رائے کے حق میں قادیانی لٹریچر سے حوالے بھی پیش کیے ہیں لیکن ہم یہاں ان سے صرف نظر کرتے ہوئے قادیانیت پر بحیثیت مجموعی اور مختلف انفرادی پہلوؤں پر مولانا کی رائے کو پیش کر رہے ہیں تاکہ قاری کو دلائل کے سمندر میں غوطہ لگانے سے پہلے یہ معلوم ہو سکے کہ قادیانیت کے بارے میں اہل علم کی رائے کیا ہے۔

سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں۔

"ان سب بیانات اور قادیان کے بارے میں اعتقادات کا منطقی اور طبعی نتیجہ یہی ہونا چاہئے تھا کہ اس (قادیان) کے لیے شدِ رحال کر کے سفر کرنے اور وہاں سال بہ سال حاضر ہونے کو حج ہی کا سا ایک مقدس عمل بلکہ ایک طرح کا حج سمجھا جانے لگے چنانچہ قادیانیت کے رہنماؤں اور ذمہ داروں نے سفر قادیان کو ظلی حج کا لقب دیا ہے اور اس کو ان لوگوں کے لیے جو خانہ کعبہ کے حج کو نہ جا سکیں "حج اسلام" کا "حج بدل" قرار دیا ہے"

اس سلسلہ میں مولانا نے مرزا بشیر الدین محمود جو قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ تھے کے خطبہ جمعہ کا حوالہ دیا ہے یہ خطبہ یکم دسمبر 1932ء کو الفضل میں شائع ہوا خطبہ میں کہا گیا ہے کہ

"چونکہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں جو مقدرت رکھتے اور امیر ہوں، حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء میں پھیلتی ہیں اور پنپتی ہیں اور غرباء کو شریعت نے حج سے معذور رکھا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہئے تھا اور تا غریب عوام ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں"

مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں

Marfat.com

"اس بارے میں اتنا غلو ہونے لگا کہ قادیان کے سفر کو حج بیت اللہ پر ترجیح دی جانے لگی اور یہ اس ذہنیت کا لازمی اور قدرتی نتیجہ ہے کہ قادیانیت ایک زندہ اور جدید مذہب ہے اور اس کا مرکز ایک زندہ اور جدید مذہب کا روحانی مرکز ثقل ہے جس سے نئی زندگی اور نئی مذہبی توانائی حاصل کی جا سکتی ہے"

مولانا اپنی کتاب کے صفحہ 157 پر لکھتے ہیں

"قادیانیت کے اس مزاج اور اس کے اس رخ کا ہندوستان کے ان قوم پرستوں نے پرجوش خیر مقدم کیا جن کو ہندوستان کے مسلمانوں سے پرانی شکایت ہے کہ ان کی اعلیٰ وابستگی سر زمین حجاز سے ہے اور وہ ہمیشہ عرب کی طرف دیکھتے ہیں اس عنصر کے نزدیک ہندوستانی قومیت متحدہ کے لیے یہ بات تشویش اور انتشار کا باعث ہے کہ ملک کی آبادی کا ایک اہم اور کثیر التعداد عنصر ایک بیرونی ملک سے روحانی و قلبی تعلق رکھے اور اس کا دینی مرکز اور روحانی تشخص' اس کے مقامات مقدسہ اور اس کا عزیز ترین تاریخی سرمایہ ہندوستان کی بجائے کسی اور ملک یا حصہ زمین میں ہو۔ ہندوستان کے اس قوم پرست عنصر نے قادیانیت کا اس حیثیت سے پرجوش استقبال کیا ہے کہ وہ ایک خالص ہندوستانی تحریک ہے اور اس کا مرکز ہندوستان سے باہر ہونے کے بجائے ہندوستان کے اندر ہے"

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قادیانیت کو نبوت محمدؐ کے خلاف ایک بغاوت قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ کہ دین مکمل ہو چکا ہے اور محمد رسول اللہؐ خدا کے آخری پیغمبر اور خاتم النبینؐ ہیں اور یہ کہ اسلام خدا کا آخری پیغام اور زندگی کا مکمل نظام ہے ایک انعام خداوندی اور محبت الٰہی تھا جس کو خدا نے اس امت کے ساتھ مخصوص کیا مولانا لکھتے ہیں۔

"اس عقیدہ نے اسلام کو انتشار پیدا کرنے والی اور ملت کو پارہ پارہ کرنے والی ان تحریکات اور دعوتوں کا شکار ہونے سے بچایا جو تاریخ اسلام کی طویل مدت اور عالم اسلام کے وسیع رقبہ میں وقتاً" فوقتاً" سر اٹھاتی رہیں ....

اگر یہ عقیدہ اور حصار نہ ہوتا تو یہ امت واحدہ ایسی مختلف اور متعدد امتوں میں تقسیم ہو جاتی جن میں سے ہر امت کا روحانی مرکز الگ ہوتا علمی و تہذیبی سرچشمہ الگ ہوتا ہر ایک کی الگ تاریخ ہوتی ہر ایک کے الگ اسلاف اور مذہبی پیشوا اور

Marfat.com

مقتدا ہونے پر ایک کا الگ ماضی ہوتا"

"عقیدہ ختم نبوت در حقیقت نوع انسانی کے لیے ایک شرف و امتیاز ہے وہ اس بات کا اعلان ہے کہ نوع انسانی سن بلوغ کو پہنچ گئی ہے اور اس میں یہ لیاقت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ خدا کے آخری پیغام کو قبول کرے اب انسانی معاشرے کو کسی نئی وحی کسی نئے آسمانی پیغام کی ضرورت نہیں ۔۔۔۔ اب دنیا کو نئی وحی کے لیے آسمان کی طرف دیکھنے کے بجائے خدا کی پیدا کی ہوئی طاقتوں سے فائدہ اٹھانے اور خدا کے نازل کیے ہوئے دین اور اخلاق کے بنیادی اصولوں پر زندگی کی تنظیم کے لیے زمین کی طرف اور اپنی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے"

عقیدہ ختم نبوت کو انعام خداوندی اور نوع انسانی کے لیے شرف و امتیاز قرار دینے کے بعد مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں۔

"اسلام کے خلاف وقتاً" فوقتاً" 30 تحریکیں اٹھیں ان میں قادیانیت کو خاص امتیاز حاصل ہے وہ تحریکیں یا تو اسلام کے نظام حکومت کے خلاف تھیں یا شریعت اسلامی کے خلاف قادیانیت در حقیقت نبوت محمدی کے خلاف ایک سازش ہے وہ اسلام کی ابدیت اور امت کی وحدت کو چیلنج ہے اس نے ختم نبوت سے انکار کر کے اس سرحدی خط کو بھی عبور کر لیا جو اس امت کو دوسری امتوں سے ممتاز کرتا ہے اور جو کسی مملکت کے حدود کو ظاہر کرنے کے لیے قائم کیا جاتا ہے"

قادیانی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وحی کا دروازہ بند نہیں ہوا اور یہ کہ مکالمات و مخاطبات الہیہ کا سلسلہ جاری ہے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اس عقیدہ کو ایک غلط اور خطرناک مفروضہ قرار دیتے ہیں مولانا کی رائے سے پہلے مرزا غلام احمد کی وہ تحریر دیکھئے جو انہوں نے براہین احمدیہ کی جلد 5 کے صفحہ 183 پر لکھی۔ فرماتے ہیں۔

"ایسا نبی کیا عزت اور کیا مرتبت اور کیا تاثیر اور کیا قوت قدسیہ اپنی ذات میں رکھتا ہے جس کی پیروی کے دعوے کرنے والے صرف اندھے اور نابینا ہوں اور خدا تعالیٰ اپنے مکالمات و مخاطبات سے ان کی آنکھیں نہ کھولے یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرتؐ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں صرف قصوں کی پوجا کرو پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی

Marfat.com

پتہ نہیں لگتا جو کچھ ہیں قصے ہیں اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان فدا کرے، اسکی رضاجوئی میں فنا ہوجائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کرے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات و مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے کوئی نہ ہو گا میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔"

مولانا ندوی قادیانیت کے اس عقیدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مرزا صاحب نے مکالمات و مخاطبات الہیہ کو معرفت و نجات اور صداقت و حقانیت کی شرط قرار دے کر اس مذہب کو جس کو اللہ تعالیٰ نے سہل اور ہر شخص کے لیے قابل عمل قرار دیا تھا نہایت مشکل اور نہایت محدود بنا دیا ...... اگر معرفت و نجات کے لیے مکالمات و مخاطبات الہیہ شرط ہیں تو اس دین سے زیادہ دشوار چیز کوئی نہیں اس لیے کہ بکثرت لوگ اس مکالمہ الہیہ سے فطرتاً" مناسبت نہیں رکھتے اور خواہ وہ کیسے ہی مجاہدات کریں مکالمہ اور الہام کا دروازہ ان پر نہیں کھلتا۔"

مولانا مزید لکھتے ہیں۔

"مکالمات و مخاطبات الہیہ کی یہ اہمیت اور عمومیت در حقیقت نبوت کے خلاف درپردہ بغاوت اور ایک مخفی سازش ہے مکالمات و مخاطبات کے اس عموم و تسلسل کے بعد عقلاً" اور عملاً" سلسلہ انبیاء کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ قرآن مجید اور تمام آسمانی مذاہب نے انسانوں کی ہدایت اور معرفت الٰہی کے حصول ذات و صفات اور منشاء خداوندی کی شناخت اور حقائق غیبی کے علم کے سلسلہ نبوت سے وابستہ اور مربوط کیا ہے۔"

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی تحریروں کے اقتباسات پڑھ کر آپ کو اندازہ ہوگیاہوگا کہ مولانا قادیانیت کو ایک الگ مذہب اور قادیانیوں کو ایک الگ امت سمجھتے ہیں۔ وہ قادیانی مذہب کو نبوت محمدیؐ کے خلاف ایک سازش اور بغاوت سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مکالمات و مخاطبات الہیہ کا دروازہ کھول کر درحقیقت مذہب اسلام کو نہایت مشکل اور نہایت محدود بنا دیا ہے اب ایک دوسرے پہلو سے قادیانیت کے بارے میں مولانا ندوی کی رائے دیکھئے وہ کہتے ہیں کہ

Marfat.com

"مذہب و تحریک قادیانیت کی تاریخ میں اہمیت و مرکزیت کے لحاظ سے مرزا غلام احمد کے بعد حکیم نورالدین صاحب بھیروی ہی کا درجہ ہے بعض اہل نظر کا خیال ہے کہ حکیم صاحب اس پورے سلسلے میں دماغ کا درجہ رکھتے ہیں اور اس تحریک و نظام کا علمی و فکری سرچشمہ ان کی ذات ہے۔"

مولانا مزید لکھتے ہیں کہ

"1871ء تقویم کا وہ سال ہے جو مرزا صاحب کی زندگی اور قادیانیت کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا اسی سال کے آغاز میں حکیم صاحب نے ایک خط میں مرزا صاحب کو مشورہ دیا کہ وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کریں۔ ہم کو حکیم صاحب کا اصل خط تو نہیں مل سکا لیکن مرزا صاحب نے اس خط کا جواب دیا ہے اس میں حکیم صاحب کے مشورہ کا حوالہ ہے۔ یہ خط ان کے مجموعہ مکاتیب میں موجود ہے اور اس پر 24 جنوری کی تاریخ درج ہے۔ اس سے اس تحریک کے فکر سرچشمہ کا علم ہوتا ہے مرزا صاحب کے تاریخی خط کا اقتباس یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

"جو کچھ آں مخدوم نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح کا دعویٰ کیا جائے تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ درحقیقت اس عاجز کو مثیل مسیح بننے کی کچھ حاجت نہیں' یہ بننا چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے عاجز اور مطیع بندوں میں داخل کرلیوے۔ لیکن ہم ابتلا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ نے ترقیات کا درجہ صرف ابتلا ہی کو رکھا ہے۔"

حکیم صاحب کی طرف سے مسیح موعود کا دعویٰ کرنے کے مشورہ کا جائزہ لیتے ہوئے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں۔

"اس مشورہ کے حقیقی اسباب و محرکات کیا تھے؟ کیا یہ حکیم صاحب کے دوربینی اور دور اندیشی اور حوصلہ مند طبیعت ہی کا نتیجہ تھا یا یہ حکومت وقت کے اشارہ سے تھا جس کو ماضی قریب میں حضرت سید احمد صاحب کی دینی و روحانی شخصیت اور ان کی تحریک و دعوت سے بڑا نقصان پہنچ چکا تھا اور اسی دور میں مہدی سوڈانی کے دعویٰ مہدویت سے سوڈان میں ایک زبردست شورش اور بغاوت پیدا ہوچکی تھی۔ اس سب کے توڑ اور آئندہ کے خطرات کے سدباب کے لیے یہی صورت مناسب تھی کہ کوئی قابل اعتماد شخصیت جس نے مسلمانوں میں اپنی دینی اور جوش مذہبی سے اثر و رسوخ

Marfat.com

پیدا کرلیا ہو مسیح موعود کے دعوے اور اعلان کے ساتھ کھڑی ہو اور وہ مسلمان جو کہ ایک عرصہ سے مسیح موعود کے منتظر ہیں اس کے گرد جمع ہو جائیں۔ ہم وثوق کے ساتھ ان میں سے کسی چیز کا تعین نہیں کرسکتے اور نہ ان اسباب و محرکات کا پتہ لگانا آسان ہے لیکن اس خط سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اس تحریک کا آغاز کس طرح ہوتا ہے۔"

گویا کہ قادیانیت کی تحریک کا آغاز حکیم نورالدین کے مشورہ سے ہوا تھا اور اس بات کا امکان بھی موجود ہے کہ حکیم صاحب کے مشورہ کے پس پردہ حکومت وقت کا ہاتھ ہو۔ غالباً" حکیم صاحب کے اسی خط اور بعدازاں مرزا صاحب کی طرف سے ممانعت جہاد اور حکومت وقت کی اطاعت کی تعلیم کے باعث ہی قادیانیت کو انگریز کا کاشت کردہ پودا کہا جاتا ہے۔ بہرحال ان سطور میں یہ بحث مقصود نہیں ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قادیانیت اور مرزا صاحب کے دعاوی کو حکیم صاحب کے مشورہ کے تابع کہنے کے بعد آگے چل کر اپنی کتاب میں صفحہ 82 پر "مسیح موعود کے دعویٰ سے نبوت تک" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"مرزا صاحب کی تصنیفات کا غیر جانبدارانہ مگر ناقدانہ مطالعہ کرنے سے پڑھنے والے کو یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ ان کے اعلانات اور دعاوی کے تدریجی منازل ایک مرتب اسکیم اور خاکے کے ماتحت ہیں اور انہوں نے ان منزلوں کو طے کرنے اور ان کا اعلان کرنے میں بڑے صبر و تحمل اور احتیاط سے کام لیا وہ الہام، علم باطنی اور علم یقینی کو رسول اللہ کے اتباع کامل کا لازمی نتیجہ اور ایک قدرتی منزل قرار دیتے ہیں جو فنائیت فی الرسول کے بعد لازمی طور پر پیش آتی ہے۔ وہ نبوت اور نبی کا لفظ صاف صاف زبان سے کہے بغیر صفات نبوت اور خصائص نبوت پر گفتگو کرتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ صفات افراد امت کو بطریق بیعت و وساطت حاصل ہوتی ہیں اس منطق اور ان مقدمات کا طبعی نتیجہ یہی ہونا چاہئے تھا کہ ایک دن مرزا صاحب نبوت کا دعویٰ کریں۔"

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی قادیانیت کے بارے میں رائے کو مختصراً" ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے کہ۔

○ قادیانیت اسلام سے ایک الگ مذہب اور قادیانی مسلمانوں سے ایک الگ

امت ہیں۔

- قادیانی مذہب نبوت محمدی کے خلاف ایک بغاوت ہے۔

اور

یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے تمام دعوے ایک مرتب شدہ سکیم اور خاکے کے تحت تدریجاً" کیے اور ایسا کرنے میں بڑے صبر و تحمل سے کام لیا۔ علاوہ ازیں ان دعاوی میں حکیم نورالدین بھیروی کا مشورہ بھی شامل تھا اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ حکیم صاحب کے مشورہ کے پیچھے انگریزی حکومت کا ہاتھ ہو۔

قارئین مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کے حوالے سے حکیم نورالدین بھیروی کا نام آجانے سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب کے متعلق بھی مختصراً" معلوم کرلیا جائے کہ وہ کون تھے۔

حکیم نور الدین بھیروی

حکیم نورالدین 1841ء میں بھیرہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے ان کے والد حافظ غلام رسول بھیرہ کی ایک مسجد میں امام تھے۔ انہوں نے بچپن ہی میں اپنی والدہ سے پنجابی زبان میں فقہ کی کتابیں پڑھیں۔ پھر لاہور چلے گئے اور وہاں فارسی اور خوش خطی سیکھی۔ کچھ عرصہ اپنے گھر گزارنے کے بعد لاہور میں رہ کر تقویۃ الایمان اور مشارق الانوار پڑھیں۔ لاہور ہی سے طب کی تعلیم بھی حاصل کی ابتدا ہی میں راولپنڈی کے ایک سکول میں ملازمت کرلی۔ جہاں خود فارسی پڑھاتے تھے اور ہیڈ ماسٹر سے حساب و جغرافیہ پڑھتے تھے۔ ایک امتحان میں کامیابی حاصل کرکے وہ پنڈدادنخان میں ہیڈ ماسٹر ہوگئے اور عربی کی تعلیم دوبارہ شروع کی۔ چار برس کے بعد ملازمت چھوڑ دی اور تعلیم کی تکمیل کی طرف توجہ دی۔ علم کے حصول کے لیے ہندوستان کا سفر کیا۔ حکیم صاحب کچھ عرصہ بھوپال میں رہے اور وہاں بخاری اور ہدایہ کا درس لیا یہاں سے انہوں نے تکمیل علم اور حصول سعادت کی نیت سے حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حکیم صاحب کی حذاقت اور کمال فن کا شہرہ سن کر مہاراجہ جموں نے ان کو اپنا طبیب خاص مقرر کرلیا اور انہوں نے ایک عرصہ تک جموں، پونچھ اور کشمیر کے والیان ریاست کی خدمت کی اور اپنی طبی مہارت اور دوسری صلاحیتوں کے باعث ریاست میں بڑا

Marfat.com

اثر و رسوخ پیدا کرلیا تھا اور ریاستی امور میں خاصے دخیل ہوگئے تھے۔ جموں میں قیام کے زمانہ ہی میں حکیم صاحب کا تعارف مرزا غلام احمد سے ہوا جو ان دنوں سیالکوٹ میں مقیم تھے۔ یہ تعارف بہت جلد دوستی میں تبدیل ہوگیا۔ بعدازاں حکیم صاحب نے مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ کی تصدیق کے لیے ایک کتاب "تصدیق براہین احمدیہ" کے نام سے بھی لکھی۔ حکیم صاحب نے مرزا صاحب کی بیعت کرکے انہیں اپنا پیرومرشد اور امام اور مقتدا بھی مان لیا۔ 1894ء میں جموں سے ملازمت ختم ہونے کے بعد حکیم صاحب بھیرہ چلے گئے اور پھر مستقل طور پر قادیان منتقل ہوگئے اور انہوں نے اپنی زندگی مرزا صاحب کی حمایت اور تحریک کی دعوت و اشاعت کے لئے وقف کردی 26 مئی 1908ء کو مرزا صاحب کی وفات کے بعد مرزا صاحب کے خلیفہ اول بنے اور لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ 6 سال تک منصب خلافت پر فائز رہنے کے بعد حکیم نورالدین 13 مارچ 1914ء کو انتقال کرگئے۔

Marfat.com

حوالہ جات قادیانیت کیا ہے

1- تذکرہ، صفحہ 187، 186
2- سلسلہ احمدیہ
3- تفسیر معالم التنزیل

Marfat.com

2- قادیانیت ○ اسلام کے لیے سنگین خطرہ

قادیانی مسئلہ ایک عجیب مسئلہ ہے۔ نوعیت کے لحاظ سے منفرد اور ایک اعتبار سے سمجھ میں نہ آنے والا مسئلہ۔ راقم نے اسے عجیب اور منفرد اس لیے بھی کہا ہے کہ قادیانیت کے مخالفین اسے اسلام کے لیے سنگین خطرہ سمجھتے ہیں' مخالفین کی اکثریت یعنی عامتہ الناس اس کی سنگینی کے باوجود اس سے نہ صرف یہ کہ بے خبر ہے بلکہ وہ قادیانیت کے متعلق جاننے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے۔ اس کو جہالت کا نام دے لیجئے' غفلت کہہ لیجئے یا علماء کی حکمت عملی سمجھ لیجئے کہ عوام الناس کو قادیانیت کے متعلق کچھ معلوم نہیں' وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ قادیانی کافر ہیں کیوں کافر ہیں یہ انہیں معلوم نہیں اور ہمارے علماء کی یہ پالیسی رہی ہے کہ عوام کو صرف وہی معلوم ہو جو انہیں بتا دیا جائے اور بس۔ متعدد علماء نے اپنے پیروکاروں پر دوسرے مسلک کی کتابیں پڑھنے پر پابندی عائد کر دی ہے مبادا کہ وہ گمراہ نہ ہو جائیں اور اس پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جب کوئی دیوانہ بغاوت کر کے مطالعہ شروع کرتا ہے تو بے اختیار اس کی زبان سے یہ نکلتا ہے کہ ہمارے علماء نے ہم سے حقیقت چھپائے رکھی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کی گمراہی کے امکانات زیادہ ہو جاتے ہیں۔ یہی پابندیوں کی پالیسی قادیانیت کے بارے میں بھی اختیار کی گئی ہے جس کے خطرناک نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

علماء نے کہا قادیانی کافر ہیں۔

قادیانیوں نے کہا ہم کافر نہیں ہیں۔

علماء نے کہا قادیانی ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتے۔

قادیانیوں نے کہا ہم محمدؐ کو خاتم النبین مانتے ہیں۔

Marfat.com

قادیانیوں پر پابندی عائد ہے کہ وہ کلمہ نہ پڑھیں۔
وہ کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں لہٰذا کلمہ پڑھیں گے۔
قادیانیوں پر پابندی ہے کہ اسلامی شعائر کا استعمال نہ کریں وہ کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں یہ تو کریں گے۔

چنانچہ ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ عجیب نوعیت کا جھگڑا ہے کہ جہاں الزام لگانے والے کہتے ہیں کہ ہماری باتیں حقیقت پر مبنی ہیں اور قادیانی کہتے ہیں کہ ہماری طرف غلط باتیں منسوب کی جا رہی ہیں۔ اور چونکہ مطالعہ پر پابندی ہے اس لیے عوام الناس کی بے خبری کا فائدہ قادیانی اٹھا رہے ہیں۔ ہم نے اس روایتی پالیسی سے مختلف طریقہ اختیار کیا ہے جس میں قادیانیت کے خلاف اعتراضات اور قادیانیوں کی طرف سے ان کے جوابات بھی پیش کیے جائیں گے تاکہ مسئلہ بہتر طور پر پڑھنے والے کی سمجھ میں آسکے۔

نزول مسیح کا عقیدہ

قبل ازیں آپ یہ جان چکے ہیں کہ قادیانی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ نہیں اٹھائے گئے بلکہ فوت ہو چکے ہیں اور قرآن و حدیث میں جس مسیح کے آنے کا ذکر ہے وہ تمثیلی انداز ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب "قادیانیت' مطالعہ و جائزہ" کے صفحہ 66 پر لکھتے ہیں۔

"حضرت مسیح کے آسمان پر جانے اور دوبارہ اترنے کا عقیدہ مسلمانوں کے ان عقائد میں سے جس پر قرآن بھی دلالت کرتا ہے اور جو متواتر احادیث و آثار سے ثابت ہیں' اور جو مسلمانوں میں بلا کسی انقطاع کے تسلسل کے ساتھ چلا آرہا ہے حافظ ابن کثیر نے اس کی تصریح کی ہے نزول مسیح کی احادیث تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ابوالحسین آبری سے تواتر کا قول نقل کیا ہے۔ علامہ شوکانی کا ایک مستقل رسالہ التوضیح فی تواتر ماجاء فی المناظر والدجال والمسیح کے نام سے ہے۔ جہاں تک نقل کا تعلق ہے کسی قابل اعتماد شخصیت

Marfat.com

سے اس کے خلاف منقول نہیں معتزلہ کی طرف بھی اس کی نسبت صحیح نہیں۔ علامہ ابن حزم نے اپنی شہرہ آفاق کتاب الفصل فی الملل والنحل میں صاف لکھ دیا ہے کہ عقیدہ نزول تواتر سے ثابت ہے۔ ان نقول و تفصیلات کے لیے مولانا انور شاہ صاحب کی جلیل القدر تصنیف عقیدۃ الاسلام ملاحظہ کی جائے۔ جہاں تک مسئلہ کے عقلی پہلو کا تعلق ہے تو واقعہ یہ ہے اللہ تعالٰی کی قدرت کو محیط اور اللہ کی صفات کو کامل ماننے کے بعد کسی ایسی چیز کے امکان، وقوع میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں جو نقل صحیح اور تواتر سے ثابت ہو۔ خصوصیت کے ساتھ طبعیات و علوم طبعیہ کی جدید ترقیات و فتوحات کے بعد اور ان واقعات کے پے در پے وقوع کے بعد جو علم واکتشافات کی اس ترقی سے پہلے عقلی طور پر محال و ناممکن الوقوع سمجھے جاتے تھے اور ایسے وقت میں جب مصنوعی چاند قلیل سے قلیل وقت میں دنیا کے چکر لگا لیتے ہیں اور انسان چاند تک پہنچنے اور خلاء اور فضائے بسیط میں سفر کی کوشش کر رہا ہے۔ فاطر کائنات کے حکم و ارادہ سے کسی ہستی کا زمین سے اوپر جانا اور طویل مدت تک رہنا کیا ناممکن امر ہے۔ اس مسئلہ میں ان عقلی اشکالات کو پیش کرنا جو یونانی فلسفہ کی قدیم ہیئت کے خیالی مفروضات اور نظری قیاسات پر مبنی ہیں ایک ایسی طفلانہ ذہنیت ہے جس کی اس ترقی یافتہ زمانہ میں گنجائش نہیں۔"

نبوت کا دعویٰ

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بارے میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب قادیانیت مطالعہ، جائزہ کے صفحہ 87 پر لکھتے ہیں۔

"مرزا صاحب کی تصنیفات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے نبی مستقل صاحب شریعت ہونے کے بھی قائل تھے

Marfat.com

انہوں نے "اربعین" میں تشریعی یا صاحب شریعت نبی کی
تعریف کی ہے کہ جس کی وحی میں امرونہی ہو اور وہ کوئی قانون
مقرر کرے اگرچہ یہ امرونہی کسی نبی سابق کی کتاب میں پہلے آ
چکے ہوں۔ ان کے نزدیک صاحب شریعت نبی کے لیے اس کی
شرط نہیں کہ وہ بالکل جدید احکام لائے۔ پھر وہ صاف صاف
دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس تعریف کے مطابق صاحب شریعت
اور مستقل نبی ہیں۔"

صفحہ 88 پر لکھتے ہیں۔

"بعض اہم، قطعی متواتر احکام شریعت پوری صراحت و
قوت کے ساتھ منسوخ و کالعدم کر دینا بھی اس بات کی دلیل ہے
کہ وہ اپنے کو ایسا صاحب شریعت اور صاحب امرونہی نبی سمجھتے
تھے جو قرآنی شریعت کو منسوخ کر سکتا ہے چنانچہ جہاد جیسے
منصوص قرآنی حکم کو جس پر امت کا تعامل اور تواتر ہے اور
جس کے متعلق صریح حدیث ہے "الجہاد ماض الی یوم القیامہ
مالی" کی ممانعت کرنا اور اس کو منسوخ قرار دینا اس کا روشن
ثبوت ہے"۔

قادیانی جماعت کے عقائد کے مطابق جو فرد مسیح موعود پر ایمان نہیں لاتا وہ
کافر ہے چنانچہ مرزا صاحب حقیقتہ الوحی صفحہ 179، 180 میں لکھتے ہیں۔

"کفر دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے
ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا
رسول نہیں مانتا۔

دوسرے یہ کفر کہ وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باد
جود اتمام حجت کے جھوٹ جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا
جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے
نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لیے کہ وہ
خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے

دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں
کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے حکم
کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریح قرآن و حدیث کے خدا
اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔"

اور مرزا بشیرالدین محمود اپنی کتاب "آئینہ صداقت" کے صفحہ 35 پر لکھتے ہیں۔
"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

مرزا بشیرالدین محمود صاحب "حقیقت النبوت" کے صفحہ 257 پر لکھتے ہیں۔
"دنیا میں بہت سے نبی گزرے ہیں مگر ان کے شاگرد محدثیت کے درجہ سے آگے نہیں بڑھے سوائے ہمارے نبی علیہ السلام کے جو اس کے فیضان نے اس قدر وسعت اختیار کی کہ اس کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا بھی درجہ پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا۔"

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ اپنے دعوؤں سے قبل وہ انتہائی عسرت و غربت کی زندگی بسر کرتے تھے جبکہ بعد میں یہ صورت نہ رہی۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے مرزا صاحب کی کتاب نزول المسیح طبع اول صفحہ 118 سے یہ حوالہ اپنی کتاب قادیانیت مطالعہ و جائزہ کے صفحہ 103 پر درج کیا ہے۔

"مجھے صرف اپنے دستر خوان اور روٹی کی فکر تھی"

مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ

"یہ حالت اس وقت تک رہی کہ مرزا صاحب ایک مصنف اور اسلام کے وکیل کی حیثیت سے ملک کے سامنے آئے۔ پھر انہوں نے ایک مبلغ اور روحانی پیشوا کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ پھر انہوں نے مسیح موعود اور آخر میں مستقل پیغمبر کی حیثیت اختیار کی۔ اس وقت حالات میں بڑا انقلاب ہوا۔ اب وہ ایک ترقی پذیر فرقہ اور ایک آسودہ حال طبقہ کے روحانی پیشوا اور مقتدائے اعظم تھے۔ ہر طرف سے تحائف، نذروں اور پیش کشوں کا دریا امنڈ رہا تھا اور وہ ہزاروں آدمیوں کی روحانی عقیدت اور خلوص و محبت کا مرکز تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ ساری دولت فارغ البالی و

Marfat.com

خوش حالی ایک دینی دعوت اور تحریک کے راستہ سے آئی تھی اور ایک دینی جذبہ ہی لوگوں کے ایثار اور مرزا صاحب کی مالی خدمت کا محرک تھا۔ اس لیے یہ بات دیکھنے کی ہے کہ ان کی زندگی کو اس دعوت ... سے کیا مطابقت اور مناسبت ہے۔ سرور عالم سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے موازنہ کرنا اور اس سلسلہ میں آپ کا نام نامی بیچ میں لانا تو سوء ادب اور مذاق سلیم پر بھی بار ہی ہو گا لیکن امت محمدی کے افراد سے موازنہ بے جا نہ ہو گا جو کسی دینی تحریک و دعوت کے علمبردار اور اپنے زمانہ کے مقتدا اور روحانی پیشوا تھے"۔

آگے چل کر مولانا مزید لکھتے ہیں کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں ایسے صاحب شوکت و عظمت سلاطین گزرے ہیں جن کا زہد و کشف، جفاکشی، احتیاط ورع، قبائے شاہی میں فقیری و درویشی اور تخت سلطنت پر بوریہ نشینی آج بھی تاریخ میں یادگار اور انسانیت کے لیے سرمایہ افتخار ہے۔ نور الدین زنگی، صلاح الدین ایوبی، ناصر الدین محمود، مظفر علیم اور اورنگزیب عالمگیر نے جس طرح کی زندگی گزاری وہ زہد و درویشی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ خود مرزا صاحب کے زمانہ میں ایسے داعی الی اللہ علمائے ربانی اور مشائخ طریقت موجود تھے جو روپیہ پر رات گزارنے کو گناہ سمجھتے تھے اور جو کچھ ان کے پاس آتا تھا وہ فقراء اور اہل حاجت میں تقسیم کر دیتے تھے ــــ مرزا صاحب کے زمانہ میں مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا سید عبداللہ غزنوی، مولانا محمد نعیم فرنگی محلی جیسے حضرات موجود تھے جنہوں نے فقر محمدیؐ کا ایک نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔"

قادیانیت کے خلاف حکومت پاکستان کا وائٹ پیپر

74ء میں قادیانیوں کو قومی اسمبلی کی طرف سے کافر قرار دیئے جانے کے دس سال بعد جنرل ضیاء الحق کی حکومت نے قادیانیوں کے خلاف مزید اقدامات کیے اس سلسلے میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا گیا جس کا تذکرہ ہم آئندہ صفحات میں کریں گے۔ ضیاء حکومت نے 84ء میں قادیانیوں کے خلاف قرطاس ابیض "قادیانیت اسلام کے لیے سنگین خطرہ" کے عنوان سے جاری کیا۔ یہ وائٹ پیپر چونکہ حکومت کی

Marfat.com

طرف سے جاری کیا گیا اس لیے اسے قادیانیت کے مخالفین کی نمائندہ دستاویز کہا جا سکتا ہے جس میں قادیانیوں پر لگائے جانے والے تقریبا تمام الزامات کا ذکر آگیا ہے ذیل میں ہم اس وائٹ پیپر کا متن پیش کر رہے ہیں۔

"قادیانی گروہ' لاہوری گروہ اور احمدیوں کی مخالف اسلام سرگرمیوں "امتناع و سزا" آرڈیننس (1984ء) کے نفاذ سے قادیانی مسئلہ اپنے حتمی حل کے آخری مرحلے میں داخل ہو گیا ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو اب تقریبا ایک سو سال کا ہو چکا ہے۔ اس کی ابتداء ایک استعماری طاقت کی انگیخت پر ہوئی اور جیسے جیسے وقت گزرتا گیا' یہ پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتا چلا گیا۔ اس نے نہ صرف برصغیر جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے درمیان تلخیاں اور تفرقہ پیدا کیا' بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک کی مسلمان اقوام خصوصا افریقی مسلمان بھی اسی کی تلخی اور تفرقہ کا شکار ہوئے۔

ختم نبوت (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم' خدا کے آخری نبی ہیں) کا تصور اسلام میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں "کوئی بھی مذہبی معاشرہ جو اپنی اساس کے لیے ایک نئی نبوت کا متقاضی ہوا اور تمام ایسے مسلمانوں کو جو "اس نئی نبوت کے "الہامات کو ماننے سے انکار کریں' کافر قرار دے' اسے ہر مسلمان اسلام کے استحکام کے لیے ایک شدید خطرہ سمجھتا ہے ——— ایسا ہونا ضروری ہے' کیونکہ مسلمان معاشرے کے استحکام کا تحفظ صرف ختم نبوت کے تصور ہی سے ہوتا ہے۔"

بطور نبی' مرزا غلام احمد کے ساتھ قادیانیوں کی ارادت انہیں دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ قادیانیوں نے خود اپنے آپ کو مسلم قومیت سے الگ کیا ہے۔ قادیانی لٹریچر میں متعدد اظہارات اس امر کے ملتے ہیں' جن میں کہا گیا ہے کہ ایسے تمام لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر صاد نہیں کرتے' انہیں مسلمان تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی خود اپنی تصنیف "حقیقۃ الوحی" میں صاف طور پر بیان کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے مخالفین ہر دو فریق بیک وقت مسلمان نہیں تسلیم کیے جا سکتے۔ (۱) اپنی ایک تصنیف میں وہ اپنے مخالفین کو "اہل جہنم" قرار دیتے ہیں۔ (۲)

مرزا غلام احمد کے جانشین بجن میں ان کے بیٹے خلیفہ دوم اور قادیانیوں کے

Marfat.com

مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد بھی شامل ہیں، بعینہ ایسے ہی خیالات رکھتے ہیں، تاہم اس ضمن میں شدید ترین بیان، جس میں قادیانیوں اور مسلمانوں کے اختلافات کا نچوڑ پیش کیا گیا ہے، مولوی محمد علی کا ہے، جو خود ایک قادیانی فاضل، لیکن قادیانی تحریک کے نرم تر حصے کے بانی بھی ہیں وہ کہتے ہیں "اسلام کے ساتھ احمدیہ تحریک کا تعلق ویسا ہی ہے جیسا عیسائیت کا یہودیت سے تھا" (۳)

آنے والے صفحات میں اس تخریب کار تحریک کی ابتدائی تاریخ، اس کے بنیادی اصولوں کا تجزیہ اور استعماری طاقتوں کے ساتھ اس کے تعاون کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مزید برآں امت مسلمہ کے قادیانی تحریک کے متعلق خیالات اور اس کے قادیانیت کے خلاف ردعمل کی صدائے بازگشت بھی ہے۔ قادیانی تحریک اس بنا پر اور بھی تہلکہ خیز ہے کہ یہ اسلام کے حصار کے اندر سے غدارانہ طور پر عمل کرنے کی خواہاں ہے۔ ہرچند کہ اس کا اپنا تشخص پاکستان کے مروجہ قانون اور قادیانی امت کی ازخود امت مسلمہ سے علیحدگی کی روشنی میں اسلام کے بالکل برعکس ہے۔ تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس مرتد سلسلے کی ابتداء، اس کے مقصودات اور اس کی سرگرمیوں سے آگاہ ہونا چاہئے۔ پاکستان کی حکومت اور عوام کی طرف سے انہیں ملت اسلامیہ سے حتمی طور پر الگ تھلگ کرنے کی کوشش جاری ہے، کیونکہ قادیانی ملت اسلامیہ کا حصہ نہیں ہیں۔

اسلام میں ختم نبوت کا تصور

ختم نبوت پر ایمان اسلامی عقائد کا بنیادی نظریہ ہے۔ اس امر حقیقت پر مسلمان غیر متزلزل عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم، سلسلہ انبیاء کے وہ آخری نبی تھے، جنہیں انسانیت تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے پر مامور کیا گیا تھا۔ ختم نبوت پر ایمان رکھنے کا قدرتی حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی تعلیمات جامع، حتمی اور مکمل ہیں۔ آنحضور صلی علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر تاریخ کی تحقیقی نگاہیں ہمیشہ مرکوز رہی ہیں اور آنحضرت کی ذات بابرکات ہی وہ واحد ذات ہے، جس کی طرف انسانیت راہنمائی کے لیے ہمیشہ پراعتماد انداز میں دیکھتی چلی آئی ہے۔

نئے نبی کی آمد کے بارے میں جب ہم قرآن حکیم کی متعلقہ آیات کا بغور

مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پر حقیقت واضح ہوتی ہے کہ کوئی نیا نبی اس وقت مبعوث ہوتا تھا' جب سابق نبیوں کی تعلیمات عام طور پر بھلا دی جاتی تھیں یا ان کو مسخ کر دیا جاتا تھا یا ان میں شدید انداز کی آمیزش کر دی تھی یا زمانی اور مکانی تغیرات کی بناء پر ان میں ترامیم یا تدوین نو کی ضرورت لاحق ہو جاتی تھی' لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی تعلیمات حتمی' آفاقی' مکمل اور پوری طرح محفوظ ہیں' لہٰذا ان تعلیمات کے ہوتے ہوئے کسی نئے نبی کی آمد کی مطلقاً گنجائش یا ضرورت نہیں۔ تمام تر اسلامی تاریخ کے دوران' ختم نبوت کا یہ تصور اسلام کے اساسی اصولوں میں شامل رہا ہے اور مسلمانوں کے اندازِ نظر' رویے اور احساسات پر اس تصور کی چھاپ بہت گہری رہی ہے۔

تورات اور انجیل کے صحائف اس بات پر گواہ ہیں کہ تمام سابق انبیاء اپنے سے بعد آنے والے انبیاء کی آمد کی پیش گوئی کرتے رہے ہیں' لیکن قرآن حکیم میں اس طرح کا کہیں کوئی اشارہ بھی نہیں۔ اس کے برعکس ہمیں قرآن حکیم میں ایسی واضح آیات ملتی ہیں جو کسی شک و شبہ کے بغیر اس حقیقت کا اظہار کرتی ہیں کہ رسالت کا منصب اختتام پذیر ہو چکا ہے اور باب نبوت ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔ احادیث نبویؐ میں اس موضوع پر کئی مصدقہ اور متفق علیہ حدیثیں موجود ہیں' جنہیں تواتر کی بلند حیثیت بھی حاصل ہے۔

یہ عقیدہ اصول دین میں سے ہے اور ہمہ گیر ہے۔ امت مسلمہ میں ہمیشہ اس عقیدے کے متعلق یک جہتی اور اجماع رہا ہے اور اسے ہمیشہ ایمان کا ایک غیر متنازعہ جزو تسلیم کیا جاتا رہا ہے اور یہ ایک ایسی پائیدار بنیاد ہے جس کے اوپر اسلام کی صرف نظریاتی عمارت ہی استوار نہیں' اس کی تہذیبی تعمیر بھی ایستادہ ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اسے مسلمانوں نے بے درنگ کاذب اور مرتد گردانا ہے اور پوری امت نے کبھی کسی ایسے شخص کے ساتھ بحث و تمحیص کو ضروری نہیں سمجھا اور نہ گوارا کیا ہے۔

تکمیل دین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اقدس میں نبوت کا تمام اس امر کی دلیل ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جو پیغام لائے تھے اس میں زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ فکر اسلامی کے ارتقاء اور مسلم معاشرے کی

Marfat.com

تکمیل پر قرآن حکیم کے آخری کتاب اور رسول پاکؐ کے آخری نبی ہونے کے تصور نے گہرے نقوش ثبت کیے ہیں۔

مشہور و معروف صاحب فکر مؤرخ ابن خلدون' امام ابن تمیہ' ان کے روشن ضمیر شاگرد ابن قیم' شاہ ولی اللہ دہلوی اور علامہ محمد اقبال ایسے عظیم مسلمان مفکر ہیں' جنہوں نے ختم نبوت کے علمی' معاشرتی اور سیاسی مضمرات پر بحث کی ہے۔ اس موضوع پر علامہ اقبال کے خیالات اس رسالہ میں آپ آگے چل کر ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس مختصر بحث میں یہ بات آئینے کی طرح صاف اور واضح ہوجاتی ہے کہ ختم نبوت پر ہمارا عقیدہ جزو ایمان ہے جو محض کسی مافوق الفطرت اہمیت کا لگا بندھا قانون نہیں بلکہ اس کے اپنے معاشرتی مضمرات بھی ہیں اور ان مضمرات کی بدولت اس نے ایک اسلامی تہذیب کی تشکیل میں بہت مدد دی ہے۔ اس نے مسلمانوں کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو معیار کی صورت میں رکھا ہے۔ اس نے ان کے لیے اخلاقی اور روحانی کردار کا ایک ابدی نظام استوار کیا ہے۔ اس نظریے نے مختلف ادوار' مختلف نسلوں اور مختلف رنگ روپ کے انسانوں کو ایک لڑی میں پرو کر ایک امت بنایا ہے۔ اس نے انسان کے ذہنی استفسارات کو مہمیز لگائی ہے اور اس طرح واضح طور پر ایک منفرد تہذیبی تعمیر کے لیے بنیادیں قائم کی ہیں۔

ختم نبوت کے سلسلے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ میرے بعد تیس جھوٹے مدعیان نبوت آئیں گے لیکن میں خاتم النبین ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس ضمن میں یہ تاریخی حقیقت بھی عام پڑھے لکھے لوگوں پر روشن ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے دوران مسیلمہ کذاب نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور 8ھ میں آنحضورؐ کو ایک خط بھی لکھا تھا جس کے عنوان میں تحریر کیا "من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ" اس کا خیال تھا کہ آنحضورؐ بھی جواباً اسے اسی طرح لکھیں گے اور یہ تحریر اس کے لیے تصدیق نامہ ہوجائے گی' لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب اس طرح شروع کیا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من محمد رسول اللہ الی مسیلمہ الکذاب۔ سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

اس جواب سے مسیلمہ کذاب کے نام سے ایسا معروف ہوا کہ ابد تک یونہی معروف رہے گا۔ اس طرح یہ فیصلہ بھی کر دیا گیا کہ آنحضورؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہر شخص کاذب ہے۔

Marfat.com

قادیانیت کا ظہور

سامراج کی سیاسی بالادستی اور عسکری تسلط کی بدولت اس کے عقب میں غیر ملکی عیسائی مبلغین کا ایک ریلا ہندوستان میں وارد ہوا۔ ہندوستان کی مذہبی اور ثقافتی زندگی میں ان کی موجودگی نے مسلمانوں کے جذبات میں تلخی گھول دی اور اس طرح سے حالات میں سخت کشیدگی پیدا ہوئی۔ برصغیر کے طول و عرض میں مسلمانوں اور عیسائی مبلغین کے درمیان تند و تیز مذاکروں اور علمی مباحثوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس وقت مسلمان سیاسی طور پر اکھڑے ہوئے' عسکری میدان میں شکست خوردہ اور ثقافتی طور پر احساس کمتری کا شکار ہو چکے تھے۔ ایسے مواقع عام طور پر مذہبی اور سیاسی مہم جوؤں کے لیے بہت ساز گار ہوتے ہیں اور وہ صورت حال سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ایسے ہی نازک موقع پر قادیانی سلسلہ پنجاب کے ایک دور افتادہ قصبے میں شروع ہوا۔ اس سلسلے کو اس کے سامراجی آقاؤں کی مکمل سرپرستی حاصل تھی۔ جدید تحقیقی کوششوں نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ سامراجیوں کی شہہ پر ہی یہ منصوبہ بنایا گیا اور اس منصوبے کے تخلیق کرنے والے عیار ذہن جلد ہی مرزا غلام احمد قادیانی کی متذبذب شخصیت کی تلاش میں کامیاب ہو گئے' جن کی ذات میں انہیں اپنا متوقع مدعی نبوت مل گیا جو امت مسلمہ کی مذہبی استقامت اور ذہنی پختگی کو مجروح کرنے کی ذمہ داری قبول کر سکتا تھا۔ مرزا غلام احمد 1835ء میں قادیان کے چھوٹے سے قصبے میں پیدا ہوئے۔ مرزا صاحب ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں جونیئر کلرک کی حیثیت سے ملازم ہو گئے' جہاں انہیں پندرہ روپے ماہانہ تنخواہ ملتی تھی۔ بعض قادیانی اہل قلم نے لکھا ہے کہ مرزا کو

Marfat.com

گھر کا کچھ مال غبن کرنے کی پاداش میں ان کے باپ نے گھر سے نکال دیا تھا اور اسی وجہ سے انہیں قادیان سے نکلنے اور سیالکوٹ میں معمولی سی ملازمت اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ تقریباً چار سال تک انہوں نے یہ ملازمت کی اور 1885ء میں اسے خیر باد کہا۔ اس چار سال کے عرصہ میں انہوں نے انگریزی زبان سکھانے کے کورس میں (جو برطانوی افسروں نے اپنے ہندوستانی ملازمین کے فائدے کے لیے جاری کیا تھا) تعلیم حاصل کر کے انگریزی زبان میں شد بد پیدا کرلی۔ زبان دانی کے اس ابتدائی معیار میں اپنی کامیابی سے وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے مقامی عدالتی ملازمتوں کے لیے اہل قرار دیئے جانے کے لیے ایک مختصر امتحان (مختاری کا امتحان) میں شرکت کی' لیکن وہ امتحان میں ناکام ہوگئے اور عدالتی عہدہ دار نہ بن سکے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنا شجرہ نسب وسطی ایشیا کے مغلوں سے ملاتے ہیں۔ اپنی ابتدائی تحریروں کے مطابق وہ مغلوں کی برلاس شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ (۴) بعد میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ انہیں الہام کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ ان کا شجرہ نسب ایرانیوں سے ملتا ہے۔ یہ دعویٰ غالباً اس لیے کیا گیا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ و سلم کی اس حدیث کا مصداق خود کو ٹھہرا سکیں' جس میں آنحضورؐ نے اشاعت اسلام میں ایرانی مسلمانوں کے کردار کی بہت تعریف کی تھی۔

تاہم وہ اپنی زندگی کے آخری مرحلے تک اس امر کا تعین نہ کر سکے کہ وہ کون سے سلسلہ نسب سے تعلق رکھتے ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے مغل قوم سے تعلق رکھنے کا دعویٰ کیا' پھر کچھ عرصے کے بعد انہوں نے بیان کیا کہ ان کا کچھ تعلق سادات یعنی آنحضورؐ کی اولاد سے ہے پھر انہوں نے دعویٰ کیا کہ انہیں از روئے الہام بتایا گیا ہے کہ وہ ایرانی الاصل تھے۔ انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ایک نام نہاد کشف کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی ثبوت نہیں کہ وہ واقعی ایرانی الاصل ہیں۔ (۵)

سکھوں کے دور حکومت میں ان کے ساتھ تصادم میں مرزا کے پردادا کی بہت سی زمین ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ چنانچہ خاندانی لحاظ سے سکھوں سے اتنے بڑے چرکے کھانے کی وجہ سے انہیں سکھ قوم سے بیزاری ہوگئی اور چونکہ' سکھوں کا خاتمہ کرنے والے انگریز تھے' لہٰذا ان کا خاندان انگریزوں کا حاشیہ بردار ہو گیا اور اس حاشیہ برداری میں اتنا آگے نکل گیا کہ 1857ء کی جنگ آزادی میں اپنے مسلمان بھائیوں کے

Marfat.com

خلاف انگریزوں کی مدد کی۔ مرزا غلام احمد اپنے والد کے انگریز پرستانہ کردار پر فخر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکار انگریزوں کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے مفسدہ 1857ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر پچاس جنگجو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کو مدد دی تھی۔" (۶)

تاہم ان کے خاندان کی حالت پتلی ہوتی چلی گئی اور جس گورنمنٹ عالیہ کو ان کے باپ نے مسلمان بھائیوں کے خلاف مدد بہم پہنچائی تھی' اس نے بھی ان کی کوئی قدر نہ کی' بلکہ ان کی زمین ضبط کرتے رہے۔ چنانچہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی لکھتے ہیں۔

"اس کے بعد انگریز آئے اور انہوں نے ہماری خاندانی جاگیر ضبط کرلی اور صرف سات سو روپے سالانہ کی ایک اعزازی پنشن نقدی کی صورت میں مقرر کردی جو ہمارے دادا صاحب کی وفات پر ایک سو اسی رہ گئی اور پھر تایا صاحب کے بعد بالکل بند ہوگئی۔" (۷)

مرزا صاحب نے اپنی زندگی کی ابتدائی دہائیاں نہایت فقروفاقہ اور بڑی خستہ حالی میں بسر کیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انہیں اتنی بھی توقع نہ تھی کہ وہ دس روپے مہینہ بھی کما سکیں' کیونکہ ان کے پاس سرمایہ تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا' لیکن جیسے ہی انہوں نے دعوے (مجدد' محدث اور نبوت) شروع کئے ان کے پاس نذرانوں وغیرہ کی ریل پیل شروع ہوگئی اور عمر کے آخر سالوں تک ان کی کمائی میں بہت اضافہ ہوچکا تھا چنانچہ 1907ء تک ان کی کمائی ڈھائی لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کسی کا لکھ پتی ہونا بہت بڑا اعزاز ہوتا تھا۔

اپنی زندگی کے آخری حصہ میں وہ دولت میں کھیلتے رہے' ان کا معیار زندگی اتنا بلند ہوگیا کہ خود ان کے پیروکار اس پر نکتہ چینی اور ناپسندیدگی کا اظہار کرنے لگے۔

مرزا صاحب کی شخصیت

اپنی جوانی کے زمانے میں مرزا صاحب صرع اور اعصابی دوروں کی بیماری میں

Marfat.com

مبتلا رہے۔ کبھی کبھی وہ ہسٹریا کے حملوں کی وجہ سے بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ انہیں ذیابیطس کا مرض بھی تھا۔ یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ بعد میں انہوں نے اپنی دو بیماریوں یعنی مراق اور ذیابیطس کو اپنے حق میں ایک دلیل بنا کر گھڑ لیا۔ انہوں نے لکھا۔

"دیکھو میری بیماری کے متعلق بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی' جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر ہے جب اترے گا' تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی' تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ (۸)

مرزا صاحب عربی الفاظ کے صحیح تلفظ سے قاصر تھے۔ وہ قریب المخرج عربی حروف کو الگ الگ لہجے میں نہ بول سکتے تھے مثلاً" ق اور ک کو۔ بعض اوقات ان کے ملاقاتی ان کی اس کمزوری پر اعتراض کرتے تھے' مگر مرزا صاحب اپنی صفائی میں کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ (۹)

ان کے بعض قریبی عزیز ان کے سخت مخالف تھے۔ ان میں ایک مرزا شیر علی صاحب تھے' جو رشتے میں ان کے سالے تھے اور ان کے بیٹے مرزا فضل احمد کے خسر بھی۔ بڑے وجیہہ انسان تھے' سفید براق داڑھی اور تسبیح ہاتھ میں۔ بہشتی مقبرے کے قریب بیٹھے رہتے اور جو لوگ مرزا سے ملنے آتے انہیں کچھ اس طرح کے الفاظ میں سمجھایا کرتے۔

مرزا صاحب سے میری قریبی رشتہ داری ہے' آخر میں نے کیوں نہ اسے مان لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ان کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ایک دکان ہے' جو لوگوں کو لوٹنے کے لئے کھولی گئی ہے۔ میں مرزا صاحب کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہوں میں اس کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں اصل میں آمدنی کم تھی' بھائی نے جائیداد سے بھی محروم کردیا' اس لئے یہ دکان کھول لی ہے۔ آپ لوگوں کے پاس کتابیں اور اشتہار پہنچ جاتے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ پتہ نہیں کتنا بڑا بزرگ ہوگا۔ پتہ تو ہم کو ہے' جو دن رات اس کے پاس رہتے ہیں۔ یہ باتیں میں نے آپ کی خیرخواہی کے لئے آپ کو بتائی ہیں۔ (۱۰)

مرزا صاحب کی تحریروں کو پڑھنا ایک خشک اور غیر دلچسپ مشغلہ ہوتا ہے

Marfat.com

کیونکہ ان کی تحریروں میں نہ تو علمی رنگ ہوتا ہے نہ ادبی چاشنی۔ مسائل سے نمٹنے کا ان کا انداز بڑا پھس پھسا تھا اور ان کی تحریر' تیسرے درجے کی زمانہ وسطی کی تحریروں کی طرح تھی۔ وہ اپنے مخالفین کو دل کھول کر کوستے اور کبھی کبھی گالیاں دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ ان کی بہت سے تحریریں نام نہاد پیش گوئیوں سے بھری پڑی ہیں' جو ان کے مخالفین کی موت کے بارے میں ہوتی ہیں۔

مرزا غلام احمد کے دعوے

قادیانیت کا گہرا مطالعہ کرنے والے فاضلین نے مرزا صاحب کے دعوؤں کی تاریخ کو چار ادوار میں تقسیم کیا ہے۔

1- پہلا دور 1858ء سے لے کر 1879ء تک کا ہے۔ اس دور میں مرزا صاحب نے کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہیں کیا' بلکہ انہیں ایک مقامی مبلغ اسلام کی حیثیت سے شہرت حاصل تھی۔ ایک ایسا مبلغ جو شمالی پنجاب میں عیسائی مشنریوں' ہندو پنڈتوں اور آریہ سماجی دوانوں سے مذہبی بحث مباحثوں میں مصروف رہتا تھا۔

2- دوسرا دور 1879ء سے 1888ء تک کا ہے۔ اس زمانے میں انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجدید دین کے اہم کام پر مامور کیا گیا ہے۔ تجدید دین کا یہ منصب انہیں مثیل کی حیثیت سے دیا گیا ہے۔ مثیل مسیحا ایسا شخص ہوتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کا ہو۔

3- 1888ء سے 1901ء تک کا تیسرا دور وہ ہے' جس میں انہوں نے مسیح موعود یا ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا یعنی ایک ایسا نبی' جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں اور آپ کے زیرسایہ ہو۔

4- 1901ء سے 1908ء تک کا دور وہ ہے' جس میں انہوں نے دعویٰ نبوت کیا اور کہا کہ وہ لفظ نبی کے مکمل معنوں سے نبی ہیں۔

مرزا غلام احمد کے دعوے اتنے الجھے ہوئے اور اتنے متنوع ہیں کہ الجھاؤں کے اس ڈھیر کو سائنسی اور دانشورانہ تحریروں کے قالب میں ڈھالنا انتہائی مشکل کام ہے۔ دعوے بسا اوقات باہم دِگر ایسے متصادم اور بسااوقات مضحکہ خیز ہوتے ہیں کہ ان کو صاف اور عام فہم زبان میں پیش کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ تاہم ان کی تحریروں

Marfat.com

کا مفصل جائزہ ہمیں اس قابل بناتا ہے کہ ان دعوؤں کو مختصرا" مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت پیش کریں۔

1- نبوت کا دعویٰ
2- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہونے کا دعویٰ
3- تمام انبیاء سے برتری کا دعویٰ
4- مسیح موعود ہونے کا دعویٰ
5- ناسخ جہاد ہونے کا دعویٰ

اس مختصر سے مقالے میں ہمارے لئے ان تمام دعوؤں کا مفصل جائزہ اور محاکمہ بہت مشکل ہے۔ لہذا یہاں ہم اپنے آپ کو نبوت کے دعوے کے جائزے تک محدود رکھتے ہیں۔

مرزا غلام احمد کا دعوائے نبوت

جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ مرزا غلام احمد نے ابتداء میں نبوت کے دعویٰ کی حقیقی خواہش کا واضح طور پر اظہار کیا۔ انہوں نے آغاز' ختم نبوت کے بارے میں ذہنی انتشار پیدا کرنے سے کیا اور پھر بتدریج' لیکن تیزی سے اپنی منزل مقصود تک بڑھتے چلے گئے۔ بڑے تذبذب اور کئی متصادم اظہارات کے بعد انہوں نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہاں ہم ان کے لاتعداد دعویٰ کن الفاظ میں اور کس کس انداز سے کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔

"ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو' وہ مردہ ہے۔ یہودیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کے دین کو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اپنے آپ کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں' آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہئے۔ صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں یہ تو چوڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الہیہ ہونا چاہئے اور ہو بھی ایسا کہ جس میں پیش گوئیاں ہوں ——— ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کو پہنچانے میں کسی قسم کا اخفا نہیں ہوتا

Marfat.com

چاہیے۔ ○

مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیرالدین محمود نے اپنی تالیف حقیقت النبوت میں مرزا صاحب کی نبوت کے بارے میں نہایت صریح اور واضح الفاظ میں دعویٰ کیا ہے کہ "شریعت اسلام کے مطابق لفظ نبی کی جو تشریحات کی گئی ہیں ان کی روشنی میں حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) حقیقی نبی ہیں نہ کہ محض اصطلاحی" (۱۲)

زندگی کے دوسرے دور میں بھی مرزا صاحب نے اپنے دعوؤں کو مجددیت تک محدود رکھا۔ ان کی تحریروں میں مستقبل کے دعوؤں کی کچھ کچھ جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ ازالہ اوہام کے صفحہ 76 پر وہ لکھتے ہیں۔

"مسیح موعود جو آنے والا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ یعنی خدائے تعالیٰ سے وحی پانے والا لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ نہیں کیونکہ نبوت تامہ کاملہ پر مہر لگ چکی ہے' بلکہ وہ نبوت مراد ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتی ہے سو یہ نعمت خاص طور پر اس عاجز کو دی گئی ہے۔"

بعض دیگر پیراگراف بھی ان کتابوں میں ملتے ہیں جو ان کے دعوؤں کے دوسرے ارتقائی دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس زمانے میں ان کا بڑا دعویٰ یہ تھا کہ وہ مجدد ہیں یا مثیل مسیح ہیں' آئندہ آنے والے مزید دعاوی کی ابتداء ان میں بخوبی نظر آتی ہے۔ مثلاً" وہ لکھتے ہیں۔

"اور مصنف مرزا غلام احمد کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت (دین کی تجدید کرنے والا) ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک دوسرے سے بہ شدت مناسبت و مشابہت ہے۔" (۱۳)

"مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں' بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے' ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔" (۱۴)

لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد مثیل سے ترقی کرکے وہ مسیح موعود بن گئے اور

Marfat.com

انہوں نے اپنے دل میں یقین کرلیا کہ پہلے وہ مقام و مرتبہ کو نہیں سمجھتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بہ تصریح کیا گیا۔ (۱۵)

اور یہی عیسیٰ ہیں جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا ہے کہ ہم ان کو نشان بنا دیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہ عیسیٰ ابن مریم ہے جو آنے والا تھا اور جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک نافہمی ہے۔

مرزا صاحب نے صرف مثیل مسیح اور مسیح موعود بننے پر اکتفا نہ کیا بلکہ انہوں نے اپنے آپ کو مریم بھی پایا۔ کشتی نوح ہی میں وہ رقم طراز ہیں۔

"سوچو کہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی۔ گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم کھا۔ پھر جیسا براہین احمدیہ سے ظاہر ہے۔ دو برس تک صفت مریمیت میں' میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا پھر------ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصے چہارم میں درج ہے' مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اسی طور سے میں ابن مریم ٹھہرایا اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس کی مجھے خبر نہ دی۔ (۱۶)

بعض اوقات قادیانی دعویٰ کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد بروزی رنگ میں نبی تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز یعنی عکس تھے۔ جہاں تک بروزی نبوت کا تعلق ہے' ایک کامل مکمل اور حقیقی نبوت اور بروزی نبوت میں کوئی تفاوت نہیں۔ مرزا صاحب کے قول کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بروزی نبی تھے (استغفراللہ) اور وہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے بروز تھے۔ چنانچہ تحفہ گولڑویہ میں ایک مقام (ص 97) پر انہوں نے سوالیہ انداز میں کہا ہے' کیا ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بروز (عکس) ہونے کی بناء پر نبی نہیں تھے؟

Marfat.com

ختم نبوت سے صریحی انکار

ختم نبوت سے صریحی انکار کے لئے مرزا غلام احمد عجیب و غریب دلیلیں لاتے ہیں اور طرح طرح کی تاویلیں کرتے رہے، وہ لکھتے ہیں۔

"محمدی ختم نبوت سے باب نبوت بکلی بند نہیں ہوا، کیونکہ باب وحی بند نہیں ہوا۔" (١٧)

"اور بالآخر یاد رہے کہ اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ وحی الہام اور نبوت کا پاتا ہے نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی کیونکہ وہ امتی ہے۔ (١٨)

"ہمیں اس سے انکار نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ سلم خاتم النبین ہیں مگر ختم کے وہ معنی نہیں جو "اسلام" کا سواد اعظم سمجھتا ہے اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ و ارفع کے سراسر خلاف ہے کہ آپ نے نبوت کی نعمت عظمیٰ سے اپنی امت کو محروم کردیا بلکہ یہ ہیں کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں۔ اب وہی نبی ہوگا جس کی آپ تصدیق کریں گے؟ (١٩)

"اگر کوئی شخص کہے کہ جب نبوت ختم ہوچکی ہے تو اس امت میں نبی کس طرح ہوسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے خدائے عزوجل نے اس بندہ (یعنی مرزا صاحب) کا نام اسی لئے نبی رکھا ہے کہ سیدنا رسول اللہ کی نبوت کا کمال، امت کے کمال کے ثبوت کے بغیر ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور اس کے بغیر محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے جو اہل عقل کے نزدیک بے دلیل ہے۔" (٢٠)

مرزا غلام احمد نے ختم نبوت کے سلسلے میں اپنے فاسد خیالات کے اظہار کے لئے نہایت گستاخانہ انداز بیان بھی اختیار کیا ہے، جو اہانت رسول سے کم نہیں۔ مثلاً" وہ لکھتے ہیں۔

"وہ دین، دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی، نبی ہے جس کے متابعت سے انسان خدائے تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہوسکتا کہ مکالمات الہیہ سے مشرف ہوسکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقول باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور خدائے حی و

Marfat.com

قیوم کی آواز سننے اور اس کے مکالمات سے قطعی ناامیدی ہے اور اگر کوئی آواز بھی غیب سے کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ کہہ نہیں سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی۔" (۲۱)

اور یہی محبت تو ہے' جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ باب نبوت کے کلی بند ہونے کے عقیدے کو جہاں تک ہو سکے باطل کروں کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے کہ مان لیا جائے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کا فیضان ناقص اور آپؐ کی تعلیم کمزور ہے کہ اس پر چل کر انسان اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات نہیں پا سکتا ——— آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا مطلب ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا اور آپؐ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کر دیا۔ اب بتاؤ اس عقیدے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین ثابت ہوتے ہیں یا اس کے خلاف (نعوذ باللہ من ذالک)۔ اگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نعوذباللہ دنیا کے لئے ایک عذاب کے طور پر آئے تھے جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی مردود ہے۔" (۲۲)

"اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے ضرور کہوں گا تو جھوٹا ہے' کذاب ہے۔ آپؐ کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں۔ (۲۳)

"اگر کوئی شخص بالطبع ہو کر اس بات پر غور کرے گا ——— روز روشن کی طرح اس پر ظاہر کیا جائے گا کہ مسیح موعود ضرور نبی ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک شخص کا نام قرآن کریم نبی رکھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی رکھیں۔ کرشن نبی رکھے' زرتشت نبی رکھے' دانیال نبی رکھی اور ہزاروں سالوں سے اس کے آنے کی خبریں دی جا رہی ہوں' لیکن باوجود ان سب شہادتوں کے وہ غیر نبی کا غیر نبی رہے۔ (۲۴)

Marfat.com

دوسرے انبیاء سے مقابلہ

مرزا صاحب کا ایک عجیب و غریب دعویٰ یہ ہے کہ ان کا روحانی قدو قامت دیگر انبیاء سے کہیں بلند ہے۔ اس قسم کے دعوؤں کی مثالیں دینے کے لئے ہم مرزا صاحب کی تحریروں میں سے بعض اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھا سکتا۔" (۲۵)

"اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے میں اس کی طرف سے ہوں اور اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی اس سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔" (۲۶)

"خدا نے میرے ہزارہا نشانوں میں وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔" (۲۷)

"خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو یہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سیدالمرسلین کا بروز بنایا اور بھید اس میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ فرمایا تھا کہ اس آدم کو پیدا کرے گا۔ جو آخری زمانہ میں خاتم الخلفاء ہوگا۔ (۲۸)

"دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد مصطفیٰ ہوں، یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اس کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول سب نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جائے" (۲۹)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک فرد اور واحد وجود ایسا بھی

Marfat.com

ہوگا جو آپ کے اتباع سے تمام انبیاء کا واحد مظہر اور بروز ہوگا اور جس کے ایک ہی وجود سے سب انبیاء کا جلوہ ظاہر ہوگا اور وہ حسب ذیل کلام سے اپنے نطق حقیقت کو بیان فرمائے تو کچھ خلاف نہ ہوگا۔ یعنی

زندہ شد ہر نبی بہ آمد نم
ہر رسولے نہاں بہ پراہنم

اور یہ کہ

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اور یہ کہ

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

بعض دلچسپ اور عجیب و غریب تاویلات

احادیث نبویؐ میں بڑی صراحت اور وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم دمشق میں اتریں گے اور مسلمانوں کو عظیم فریب کار "الدجال" کے فتنہ عظیم سے نجات دلائیں گے لیکن مرزا صاحب اس حدیث کو مضحکہ خیز تاویل سے اپنے حق میں استعمال کرتے ہیں۔ ان کے دعوؤں کے مطابق ان پر یہ الہام نازل ہوا ہے کہ دمشق سے مراد اصلی شہر دمشق نہیں بلکہ اس سے ایک ایسا مقام مراد لیا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو اپنے مذہبی رویہ کے اعتبار سے یزید کے کردار کے ساتھ مماثلت رکھتے ہیں۔ مرزا صاحب کے قول کے مطابق دمشق کے لوگوں کے دلوں میں خدا اور اس کے رسول کے لئے کوئی محبت نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اپنے اوہام اور سفلی خواہشات کے تابع ہیں وہ نفس امارہ کے مطیع ہیں اور روح انسانی کی ان کے دل میں کوئی قدر نہیں وہ یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ یہ سب خصوصیات دمشق کے لوگوں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا غلام احمد پر وحی نازل فرمائی کہ قادیان کے لوگوں کی ایسی ہی خصوصیات ہیں۔ لہٰذا قادیان دمشق کا مثیل ہے۔ جہاں عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہونا تھا۔ (۳۰)

قادیان اور دمشق کو ایک قرار دینے کے بعد مرزا صاحب اپنے مسیح ابن مریم ہونے کی عجیب و غریب تاویل کرتے ہیں جس میں پہلے وہ اپنے آپ کو مریم تصور کرتے ہیں اور پھر حضرت عیسیٰ کی روح اپنے اندر پھونکے جانے کا ماجرا بیان کرتے ہیں۔ جس کا حوالہ پہلے آچکا ہے۔

گزشتہ چودہ سو سال کے دوران خاتم النبین کی تمام دنیا میں مسلمہ تشریح اور تفسیر یہ رہی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی تھے اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام بھی خاتم النبین کی قرآنی اصطلاح کا یہی مفہوم لیتے تھے اور اسی غیر متزلزل عقیدے کی بنیاد پر وہ ہر ایسے آدمی کے خلاف صف آراء تھے جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ زمانہ بعد میں اسلام کی پوری تاریخ کے دوران امت مسلمہ نے ایسے کسی آدمی کو کبھی معاف نہیں کیا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو۔

نئے دعوائے نبوت کے نتائج و اثرات

نبوت کے دعوے کے مضمرات میں سے ایک حتمی چیز یہ ہے کہ جو شخص کسی مدعی نبوت کی صداقت کا منکر ہو وہ خود بخود کافر ہو جاتا ہے۔ اس لئے قادیانیوں نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے کھلے الفاظ میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کے دعوائے نبوت پر ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں۔ اس سلسلے میں بعض متعلقہ تحریروں کے اقتباسات حسب ذیل ہیں۔

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (۳۱)

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد صلعم کو نہیں مانتا۔ یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر ہے بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (۳۲)

Marfat.com

قادیانیت اسلام کے خلاف ہے

قادیانی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ان کے اور دیگر مسلمانوں کے درمیان وجہ اختلاف صرف مرزا غلام احمد کی نبوت نہیں بلکہ ان کا دعویٰ ہے کہ ان کا خدا' ان کا کلام' ان کا قرآن' ان کے روزے' فی الحقیقت ان کی ہر چیز' باقی مسلمانوں سے مختلف ہے۔ اپنی ایک تقریر میں جو الفضل کے 30 جولائی 1931ء کے شمارے میں "مسلمانوں سے اختلاف" کے عنوان سے شائع ہوئی تھی' مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیرالدین محمود احمد قادیانی خلیفہ کہتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند اور مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم' قرآن' نماز' روزہ' حج' زکوۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔"

اسی طرح اپنی ایک تقریر میں جو اخبار بدر میں مورخہ 19 جنوری 1911ء کو شائع ہوئی' مرزا بشیرالدین محمود نے احمدیت اور اسلام کے مختلف ہونے کے بارے میں کہا۔

"تم اپنے امتیازی نشانوں کو کیوں چھوڑتے ہو، تم ایک برگزیدہ نبی (مرزا صاحب) کو ماننے والے ہو اور تمہارے مخالف اس کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت (مرزا صاحب) کے زمانہ میں ایک تجویز ہوئی کہ احمدی اور غیر احمد مل کر تبلیغ کریں مگر حضرت (مرزا صاحب) نے فرمایا کہ تم کونسا اسلام پیش کروگے۔ کیا جو تمہیں خدا نے نشان دیئے جو انعام خدا نے تم پر کیا وہ چھپاؤ گے۔"

نئے مذاہب کے مضمرات

قادیانیوں نے اس ہمہ گیر قسم کی اختلافات کو اپنے منطقی نتائج کی آخری حد تک پہنچایا اور باقی مسلمانوں سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کرلئے اور اپنے آپ کو ایک علیحدہ امت کے طور پر منظم کیا۔ قادیانیوں کے لٹریچر سے مندرجہ ذیل شہادت اس کے ثبوت میں کے لئے کافی ہے۔

Marfat.com

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ جائز نہیں۔ جائز نہیں۔ (۳۳)

"سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صریح الفاظ میں لکھا ہے کہ آپ کو خدا نے بتایا ہے کہ احمدیوں پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر، مکذب اور متردد کے پیچھے نماز پڑھیں۔ اگر کوئی احمدی ان تینوں قسم کے لوگوں میں سے کسی کے پیچھے نماز پڑھے گا تو اس کے عمل حبط ہو جائیں گے اور اس کو پتہ بھی نہیں لگے گا۔"
(۳۴)

"ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔" (۳۵)

غیر احمدی سے رشتے کی ممانعت

مرزا غلام احمد نے ایک قادیانی کے خلاف جس نے ایک غیر قادیانی کو اپنی بیٹی نکاح میں دی تھی سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ ایک اور شخص نے بار بار اسی طرح کی اجازت چاہی اور بیان کیا کہ اسے حالات کا دباؤ ایسا کرنے پر مجبور کر رہا ہے لیکن مرزا صاحب نے اس سے یہی کہ اپنی لڑکی کو بٹھائے رکھو، لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ مرزا صاحب کی وفات کے بعد اس نے لڑکی غیر احمدیوں میں دے دی تو مرزا صاحب کے خلیفہ اول نورالدین نے اس شخص کو امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی، باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔ (۳۶)

مرزا صاحب نے اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک روا رکھیں جس طرح کا سلوک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کے ساتھ روا رکھا تھا۔ ان کی نمازیں غیر قادیانیوں سے الگ کر دی گئی ہیں۔ انہیں اپنی بیٹیاں مسلمانوں کے نکاح میں دینے سے منع کیا اور کسی قادیانی کو کسی مسلمان کی نماز

Marfat.com

جنازہ نہ پڑھنے کا حکم دیا۔ (اس ضمن میں چوہدری ظفراللہ کا کردار تمام دنیا کو معلوم ہے کہ انہوں نے قائداعظم کی نماز جنازہ میں بھی شمولیت نہ کی حالانکہ وہ موقع پر موجود تھے۔)

مرزا بشیرالدین محمود کہتے ہیں۔

"غیراحمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان کے ساتھ مل کر کرسکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کے لئے اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھارت ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیراحمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود کو بھی سلام کیا۔" (٣٧)

سامراجیوں کے ساتھ وفاداری

تحریک قادیانیت کی ابتدا ہی سے قادیانی اس حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے کہ ایک نئی نبوت کا دعویٰ کسی آزاد اسلامی مملکت میں پروان نہیں چڑھ سکتا۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلمان کبھی اس قسم کے دعوے کو گوارا نہیں کر سکتے اور اس قسم کی سرگرمیوں کی کبھی اجازت نہیں دے سکتے جس سے امت کے استحکام کو نقصان پہنچے۔ وہ اس سلوک کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں جو مسلمان ابتدائے اسلام سے آج تک کذابوں یعنی نبوت کے جھوٹے مدعیوں کے ساتھ روا رکھتے چلے آئے ہیں۔ وہ تاریخ اسلام کے حوالے سے جانتے ہیں کہ اس قسم کے جھوٹے ادعائے نبوت سے پیدا ہونے والے نئے فرقوں کو اسلامی دنیا میں کبھی پھولنے پھلنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ لہٰذا ان کو کبھی یہ توقع نہ ہو سکتی تھی کہ دنیا کے کسی آزاد مسلم معاشرے میں ان کی اس نئی نبوت کو فروغ حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ان کی یہ نئی نبوت کسی غیر مسلم حکومت کے اندر ہی نشوونما حاصل کر سکتی ہے۔ لہٰذا وہ تمام اسلام دشمن قوتوں کو اپنی پوری وفاداری کا یقین دلاتے ہیں۔ نام نہاد اسرائیلی فوج کے

Marfat.com

اندر اس کا وجود اب ایک کھلا راز ہے۔ اسرائیل کے اندر ان کا ایک مستقل دفتر قائم ہے یہ بات ان کے مفادات کے عین مطابق ہے کہ مسلمان ہمیشہ غیر مسلموں کی ایڑیوں کے نیچے رہے اور صرف اسی صورت میں انہیں کھل کھیلنے کے مواقع نصیب ہو سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی سرگرمیوں کے شکار صرف معصوم اور نا خواندہ مسلمان ہو سکتے ہیں اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ مسلم عوام غیر مسلم کے تسلط کے تحت ہی رہیں تاکہ وہ ان مسلمانوں کا اچھی طرح استحصال کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ غیر مسلم حکومتوں کے ساتھ ہمیشہ غیر مشروط اور خلوص وفاداری کا اعلان کرتے چلے آئے ہیں جبکہ ایک آزاد اور خود مختار مسلم ریاست ان کے لیے کبھی خوشی کا باعث نہیں رہی۔

مندرجہ بالا حقائق کے اثبات کے لیے مرزا غلام احمد اور ان کے پیروؤں کے چند دو چند بیانات میں سے اقتباسات دیئے جاسکتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

"اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گذارا ہو سکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اس (برطانوی حکومت) کے خلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔" (۳۸)

"میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں' نہ مدینہ میں' نہ روم میں' نہ شام میں' نہ ایران میں' نہ کابل میں' مگر اس گورنمنٹ میں' جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں لہذا اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں کیونکہ جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ ہے۔" (۳۹)

"یہ سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ۔ پھر تمہارا ٹھکانا کہاں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لیے دانت پیس رہی ہے کیونکہ اس کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔ سو تم اس خدا داد نعمت کی قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خداتعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لیے ہی اس ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کردے گی۔ یہ مسلمان لوگ

Marfat.com

جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم ان کے علماء کے فتوے سن چکے ہو یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو اور ان کی آنکھ میں ایک کتا بھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں۔ تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو۔ سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کیے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سنو انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم جان و دل سے اس سپر کی قدر کرو اور تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں کیونکہ وہ ہمیں واجب القتل نہیں سمجھتے وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے۔" (۴۰)

سامراجی طاقت کے ساتھ وفاداری

لاتعداد مواقع پر مرزا غلام احمد نے برطانوی حکومت کے ساتھ اپنی گہری وفاداری اور خلوص کا اظہار کیا۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ وہ کیسے فخریہ انداز میں اپنے آپ کو برطانوی استعمار پسندوں کا قدیمی خیر خواہ کہتے ہیں۔ ایک اور موقع پر وہ اپنے آپ کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا کہتے ہیں۔ ہم مرزا صاحب کی بعض تحریروں کے اقتباسات دیتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ استعمار پسندوں کے کتنے گہرے وفادار ہیں۔

مرزا غلام احمد کی طرف سے ایک عرضداشت جو ہز ایکسیلنسی لیفٹیننٹ بہادر کو بھیجی گئی (جس کا متن تبلیغ رسالت جلد ہفتم، مطبوعہ فاروق پریس قادیان، اگست 1922ء میں ہے) بڑی دلچسپ ہے۔ اس عرضداشت میں انہوں نے برطانوی حکومت کے ساتھ اپنے خاندان کی گہری وفاداری، ان تعریفی سندات کے حوالے سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جو کمشنر لاہور ڈویژن، فنانشل کمشنر پنجاب اور دیگر برطانوی افسروں نے ان کے والد غلام احمد مرتضیٰ کو برطانوی حکومت کی خدمات سرانجام دینے کے عوض عطا کی تھی وہ اپنے خاندان کے دیگر افراد کی وفادارانہ خدمات گنواتے ہوئے لکھتے ہیں۔

Marfat.com

"ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو ساٹھ سال کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کو دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں------ اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی فارسی اور اردو میں تالیف کرکے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن و امان اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔" (۴۱)

اس کے علاوہ وہ فخریہ انداز میں ان بے شمار کتابوں کا ذکر بھی کرتے ہیں جو انہوں نے حکومت برطانیہ کی حمایت میں لکھی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں، جو اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش لانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔" (۴۲)

"میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بہ صرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان

Marfat.com

کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار کر رہے ہیں کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لیے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لیے دلی جاں نثار۔" (۴۳)

"میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بد خواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے' دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں مجھے پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔۔۔ سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔" (۴۴)

پاکستان کے اندر قادیانی ریاست کے لیے منصوبہ

قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں کی سب سے گھناؤنی سازش یہ تھی کہ اس نئی اسلامی مملکت کو ایک قادیانی حکومت میں تبدیل کر دیا جائے جس کے کرتا دھرتا قادیانی ہوں۔ مملکت پاکستان سے ایک حصہ کاٹ کر ایک قادیانی ریاست قائم کی جائے۔ قیام پاکستان کے ایک سال ہی کے اندر قادیانیوں کے سربراہ نے 23 جولائی 1948ء کو کوئٹہ میں ایک تقریر کی جو 13 اگست 1948ء کے "الفضل" میں شائع ہوئی۔

امیر جماعت احمدیہ نے اپنے پیروؤں کو مندرجہ ذیل نصائح دیں۔

"برطانوی بلوچستان جسے اب پاک بلوچستان کا نام دیا گیا ہے اس کی کل آبادی پانچ لاکھ ہے۔ اگرچہ اس صوبہ کی آبادی دوسرے صوبوں کی آبادی سے کم ہے لیکن ایک اکائی کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔ ایک مملکت میں اس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے ایک معاشرے میں ایک فرد کی۔ اس کی مثال کے لیے آدمی امریکہ کے دستور کا حوالہ دے سکتا ہے۔ امریکہ میں ہر ریاست کو سینٹ میں برابر نمائندگی ملتی ہے چاہے کسی ریاست کی آبادی دس ملین ہو یا ایک سو ملین۔ مختصر یہ ہے کہ اگرچہ پاک بلوچستان کی آبادی صرف پانچ لاکھ ہے یا ریاستوں کی آبادی ملا کر دس لاکھ سے زیادہ ہے مگر ایک

Marfat.com

یونٹ کے لحاظ سے اس کی اپنی اہمیت ہے۔ ایک بڑی آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن ایک چھوٹی آبادی کو احمدی بنانا آسان ہے۔ اس لیے اگر (قادیانی) قوم پوری طرح اس معاملے کی طرف توجہ دے تو اس صوبے کو تھوڑے ہی عرصے میں احمدیت کی طرف لایا جاسکتا ہے۔ یاد رکھیں ہمارا تبلیغی مشن کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک ایک مضبوط اڈہ نہ ہو۔ تبلیغ کے لیے ایک مضبوط اڈہ ابتدائی ضرورت ہوتا ہے۔ لہذا آپ کو سب سے پہلے اڈے کو مضبوط بنانا چاہیے۔ کسی مقام پر اپنا اڈہ بنائیے یہ اڈہ کہیں بھی ہو جائے۔ اگر ہم اس سارے صوبے کو احمدی بنا لیں تو ہم کم از کم ایک صوبے کو اپنا صوبہ کہہ سکتے ہیں اور یہ کام باسانی کیا جاسکتا ہے۔"

یہ تقریر اپنی تشریح خود کرتی ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ کس طرح قادیانیوں نے پاکستان کے اندر سے اپنا ایک ملک تراشنے کا منصوبہ بنایا تھا جیسا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کاٹ کر اپنی ایک امت بنالی تھی۔

قادیانیت کے خلاف رد عمل

جب سے مرزا غلام احمد کی تحریروں میں انحراف کے اولین آثار نظر آنے لگے سچے مسلمانوں نے واضح طور پر اس بات کا اظہار کر دیا کہ مرزا قادیانی اور ان کے پیرو کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ باقی علماء کے مقابلے میں علامہ اقبال ان پر زیادہ سختی سے معترض تھے وہ انہیں اسلام کا غدار کہتے ہیں۔ اگرچہ علماء دین کا ایک بڑا طبقہ ایسا تھا جس نے مرزا کے ارادوں کو ان کے مذہبی منصب کو ابتداء میں بھانپ لیا تھا۔ تاہم بیسویں صدی کی پہلی اکائی میں عام لوگوں نے ان کے حتمی ارادوں کو سمجھا۔ علماء اپنی دینی بصیرت کے بل بوتے پر قادیانی مسئلہ کو مذہبی ہتھیار سے حل کرنے میں مصروف تھے کیونکہ ان کی نگاہ میں ایک خالصتاً دینی تحریک تھی اور وہ اس کے مقابلے کے لیے ویسے ہی ہتھیار لے کر میدان میں اترے تھے۔ علامہ اقبال پہلے شخص تھے جنہوں نے اس تحریک کے چہرے سے نقاب اٹھایا۔ ان کا خیال تھا کہ بانی تحریک کے "الہام" کی بااحتیاط نفسیاتی تحلیل شاید اس کی شخصیت کی اندرونی زندگی کے تجزیہ کے لیے موثر ثابت ہو سکے۔ قادیانی تحریک کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسلمانوں کی مذہبی فکر کی تاریخ میں احمدیت کا کردار یہ ہے کہ ہندوستان کی موجودہ

Marfat.com

سیاسی محکومی کے لیے ایک الہامی بنیاد مہیا کی جائے۔ قادیانیوں کے سیاسی کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں "یہ بات بھی اتنی ہی درست ہے کہ قادیانی بھی ہندی مسلمانوں کی سیاسی بیداری پر پریشان ہو رہے ہیں کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ہندی مسلمانوں کے سیاسی وقار میں اضافہ ان کے اس ارادے کو کہ وہ رسول عربی کی امت میں سے ہندوستانی نبی کی امت تراش لیں یقیناً ناکام بنا دے گا۔"

شاید علامہ اقبال ہی تھے جنہوں نے پہلی بار اس مسئلے کا آئینی حل تجویز کیا۔ ایک استعماری قوت کی حاکمیت کے ان دنوں میں اس مسئلے کا اس سے بہتر کوئی حل ممکن نہ تھا۔ علامہ اقبال نے کہا تھا کہ "ہندوستان کے حکمرانوں کے لیے بہترین طریق کار میرے خیال میں یہ ہے کہ وہ قادیانیوں کو ایک علیحدہ قوم قرار دے دیں۔ یہ بات خود قادیانیوں کے اپنے طریق کار کے عین مطابق ہوگی اور ہندوستانی مسلمان ان کو ویسے ہی براشت کر لیں گے جیسا کہ وہ باقی مذاہب کے پیروؤں کو برداشت کرتے ہیں۔"

علامہ اقبال کا تجویز کردہ حل جلد ہی ہندی مسلمانوں کا ایک مشترکہ مطالبہ بن گیا لیکن اس کا امکان نہ تھا کہ برطانوی حکومت اسے قبول کرلے کیونکہ قادیانیت کی تحریک خود بانی تحریک کے الفاظ میں "حکومت برطانیہ کا خود کاشتہ پودا تھی۔"

قیام پاکستان کے بعد پاکستان کے عوام اور حکومت نے قادیانیوں کے حق میں بڑی رواداری کا ثبوت دیا۔ انہیں پاکستان آنے اور قادیان سے اپنا مرکز ربوہ منتقل کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ ان کے ممتاز راہنما سر ظفراللہ کو وزارتی منصب عطا کیا گیا لیکن اس شفیقانہ اور کھلے دل کے رویئے کے باوجود جو حکومت اور عوام کی طرف سے روا رکھا گیا قادیانیوں نے اپنی معاند اسلام سرگرمیوں سے اجتناب نہ کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو کافر کہنے کا عمل جاری رکھا۔ یہاں تک کہ سر ظفراللہ قادیانی وزیر خارجہ نے بابائے قوم کی نماز جنازہ میں بھی شرکت نہ کی کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اس کے غلط عقائد کے مطابق قائد اعظم مسلمان نہ تھے۔

قیام پاکستان کے بعد چند ہی سال کے دوران جب قادیانیوں نے مسلمانوں کو جارحانہ انداز میں تبدیلی مذہب پر مائل کرنے کی کوششیں شروع کیں تو ان کے خلاف ایک ہمہ گیر تحریک شروع ہوگئی جس نے بد قسمتی سے تشدد کا راستہ اختیار کر لیا اور

Marfat.com

بالآخر 1953ء میں صوبہ پنجاب میں مارشل لاء کے نفاذ پر منتج ہوا۔ اگرچہ تحریک کو مارشل لاء کے نفاذ سے دبا دیا گیا لیکن مسئلہ حل نہ ہو سکا۔ اس مسئلہ نے پاکستان کے سیاسی وجود میں نفرت اور فرقہ واریت کا زہر گھولنا شروع کر دیا۔ اس اثناء میں قادیانیوں نے بیرون ملک وفود بھیجنے شروع کر دیئے جہاں انہوں نے اپنے تبلیغی مزید مراکز قائم کرنے شروع کر دیئے۔ انہوں نے اس قسم کے تبلیغی مراکز افریقہ، یورپ اور شمالی و جنوبی امریکہ کے ملکوں میں قائم کیے، لیکن چونکہ عددی اعتبار سے کہیں بھی وہ نمایاں قوت نہیں تھے جبکہ پاکستان میں ان کی تعداد قابل لحاظ تھی اور وہ یہاں مضبوط اور اچھی طرح قدم جمائے ہوئے تھے۔ اس لیے دوسرے ملکوں میں ان کے ساتھ آسانی سے نمٹ لیا گیا اور افغانستان، ترکی، مصر، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات اور دیگر مسلم ممالک میں انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا۔

بالآخر 1974ء میں پاکستان نے بھی وہی راستہ اختیار کیا اور ایک اور عوامی تحریک کے نتیجے میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ آئین کی دفعہ 260 میں ایک نئی شق (3) کا اضافہ کیا گیا۔ اس نئی شق کی عبادت درج ذیل ہے۔

"کوئی شخص جو محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی کامل اور غیر مشروط ختم نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو، جو خدا کے آخری نبی یا لفظ نبی کے کسی معنی یا تعریف کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرے یا کسی ایسے مدعی نبوت کو نبی تسلیم کرے یا مذہبی مصلح مانے وہ آئین یا قانون کے مقاصد کے لیے مسلمان نہیں ہے۔"

قومی اسمبلی نے ضابطہ فوجداری پاکستان میں بھی ترمیم کی اور اس ضابطہ کی دفعہ 285 الف کی تشریح میں مندرجہ ذیل اضافہ کیا۔

تشریح

کوئی مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی ختم نبوت کے تصور کے خلاف جیسا کہ آئین کی دفعہ 260 کی شق (3) میں اس کا تعین کیا گیا ہے اس دفعہ کے تحت سزا کا مستوجب ہو گا۔

قومی اسمبلی نے ایک متفقہ قرار داد کے ذریعے یہ سفارش بھی کی کہ متعلقہ

Marfat.com

قوانین میں آئینی ترمیم سے پیدا ہونے والی قانونی اور ضابطے کی تبدیلیوں کے لیے ترامیم کر دی جائیں۔

بلاشبہ یہ ایک ایسا فیصلہ تھا جس نے اصولی طور پر اس ایک سو سال کے پرانے مسئلہ کو حل کر دیا۔

لیکن آئینی ترمیم سے پیدا ہونے والی قانونی اور ضابطے کی تبدیلیوں کے لیے اب تک ترامیم نہ کی گئی تھیں۔ اس سے قادیانیوں کے لیے گنجائش پیدا ہو گئی تھی کہ وہ اپنی سرگرمیوں کو ایسے انداز میں جاری رکھ سکیں جو آئینی ترامیم کی روح کے بالکل منافی تھا۔ اس سے آئینی ترمیم کے نتائج کر بالکل صفر کے برابر کر دیا۔

موجودہ حکومت کے لیے باعث اعزاز ہے کہ اس نے ہمارے دین کی بنیادی تعمیر کو محفوظ رکھنے کے لیے اس سمت میں ایک اہم اور دلیرانہ اقدام کیا۔ صدر نے ابھی حال ہی میں ایک آرڈیننس نافذ کیا ہے تاکہ قانون میں مناسب تبدیلی لائی جائے اور جس سے قادیانی گروہ لاہوری گروہ اور دیگر احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں میں مشغول ہونے سے روکا جائے۔ یہ آرڈیننس مندرجہ ذیل قانونی وسائل مہیا کرتا ہے۔

ایکٹ XLV مجریہ 1860 میں دفعہ 298 ب اور 298 ج کا اضافہ

298- الف ایسے القابات، تعریفات اور خطابات وغیرہ کا غلط استعمال جو بعض مقدس ہستیوں اور مقامات کے لیے مخصوص ہیں۔

(1) قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) اگر بذریعہ الفاظ تحریری یا تقریری یا مرئی علامت کے۔

الف۔ رسول صلی اللہ علیہ و سلم کے کسی خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو بذریعہ اشارت یا بطور مخاطبت "امیر المومنین" "خلیفہ المسلمین" "صحابی" یا "رضی اللہ عنہ" کہے۔

ب۔ کسی فرد کی طرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی کسی زوجہ محترمہ کے سوا اشارت یا اسے مخاطب کرتے ہوئے "ام المومنین" کہے۔

ج۔ کسی فرد کو ما سوائے اہل بیت حضرت م صلی اللہ علیہ و سلم کے بذریعہ اشارت یا مخاطبت "اہل بیت" کہے۔

Marfat.com

د۔ اپنی جائے عبادت کو بذریعہ اشارت یا نام دے کر "مسجد" کہے۔ کسی ایک طرح کی (سادہ یا بامشقت) قید کی سزا کا مستوجب ہو گا' جو تین سال تک کے لیے ہو سکتی ہے۔ نیز سزائے جرمانہ کا مستوجب بھی ہو گا۔

2- کوئی شخص جو قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے پکارتے ہیں) سے تعلق رکھنے والا ہو اگر بذریعہ الفاظ تحریری یا تقریری یا مرئی علامت اپنے مذہب کی عبادت کے لیے بلانے کے طریقے کو اذان کہے یا مسلمانوں کے انداز میں اذان کہے کسی طرح کی (سادہ یا بامشقت) قید کی سزا کا مستوجب ہو گا۔ جس کی میعاد تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ سزائے جرمانہ کا مستوجب بھی ہو گا۔

298- ج۔ قادیانی گروہ وغیرہ کا کوئی فرد جو خود کو مسلمان کہتا ہو یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا اشاعت کرتا ہو

کوئی شخص جو قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے پکارتے ہیں) سے تعلق رکھتا ہو اگر بالواسطہ یا بلا واسطہ طور پر اپنے آپ کو مسلمان کے طور پر پیش کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کہے یا بطور اسلام اس کا حوالہ دے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا اشاعت کرے یا دوسروں کو بذریعہ الفاظ تقریری یا تحریری یا مرئی علامات سے کسی بھی اور طریقے سے مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرے دونوں میں سے کسی ایک طرح کی سزائے قید کا مستوجب ہوگا جس کی معیاد تین سال تک ہو سکتی ہے نیز سزائے جرمانہ کا مستوجب ہو گا۔ (قادیانیت اسلام کے لیے سنگین خطرہ شائع کردہ حکومت پاکستان اسلام آباد)

حکومت پاکستان کا وائٹ پیپر اور
مرزا طاہر جماعت کے موجودہ امام کا جواب

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ قادیانی اپنے خلاف عائد کیے جانے والے الزامات کو یہ کہہ کر رد کر چکے ہیں کہ یہ ہماری طرف غلط طور پر منسوب کیے گئے ہیں۔ حکومت پاکستان کی طرف سے 84ء میں قادیانیت کے خلاف جاری کیے گئے

Marfat.com

وائٹ پیپر کا متن آپ پڑھ چکے ہیں اس وائٹ پیپر کے متعلق احمدیوں کے موجودہ خلیفہ مرزا طاہر احمد نے اپنے 25 جنوری 85ء کے خطبہ میں کہا۔

"حکومت وقت کروڑوں روپیہ خرچ کرکے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام (مرزا غلام احمد قادیانی) کو گالیاں دلوا رہی ہے اور خود بھی دے رہی ہے اور اس تکذیب میں کسی بھی دنیاوی، عقلی، انسانی اور اخلاقی قانون اور ضابطے کا قطعا" کوئی پاس نہیں چنانچہ حضرت مسیح موعود کے خلاف مختلف زبانوں میں ایسے ایسے فرضی قصے بنا کر شائع کیے جارہے ہیں اور تمام دنیا میں ان کی تشہیر کی جارہی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے انسان حیران رہ جاتا ہے اس مہذب دور میں بھی ایسی اخلاقی گراوٹ کے نمونے دیکھے جاسکتے تھے؟"

اسی خطبہ میں مرزا صاحب نے کہا

"جماعت احمدیہ پر یکطرفہ حملے تو کیے گئے لیکن جواب کی اجازت ہی نہیں دی۔ دفاع کا موقع ہی پیدا نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ جماعت کے خلاف حملوں سے پہلے ہی حکومت نے ایسا رویہ اختیار کرلیا کہ جماعت کا وہ لٹریچر ضبط کرلیا جائے جس میں ان کے آئندہ کیے جانے والے حملوں کا جواب موجود ہے۔ ..... ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لٹریچر اس لیے ضبط کیا جارہا ہے کہ اس سے پاکستان کے لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے...... اور اس دل آزاری کا علاج یہ کیا ہے کہ وہ حصے جن سے دل آزاری نہیں ہوتی ان کا شائع کرنا تو قانونا" بند کردیا اور جن سے تمہارے زعم میں دل آزاری ہوتی ہے ان کو گورنمنٹ کے خرچ پر بصرف کثیر ساری دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔"

پابندی کی اس حکمت عملی کے متعلق مرزا طاہر احمد نے کہا

"یہ بزدلی ہے جو ہمیشہ کمزور کی نشانی ہوا کرتی ہے اور اس طرح انہوں نے اپنی شکست تسلیم کرلی ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت جو دلائل میں قوی ہو وہ ہتھیار نہیں اٹھایا کرتی اور دوسرے کی بات کے بیان کرنے کی راہ میں قانونی روکیں نہیں ڈالا کرتی یہ عقل کے خلاف اور ان کے اپنے مفاد کے خلاف ہے اس لیے تمام قانونی کوششیں جو اس بات میں صرف کی جارہی ہیں کہ کسی طرح جماعت احمدیہ کے خلاف تو حملے ہو جائیں لیکن جماعت احمدیہ کو جواب کا موقع نہ ملے یہ شدید بزدلی کی علامت ہے اور

Marfat.com

شکست کا آخری اعتراف کہ ان کے پاس دلائل کا فقدان ہے۔"

"احمدیوں کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد نے متعدد خطبات جمعہ میں حکومت پاکستان کی طرف سے جاری کیے گئے "وائٹ پیپر" قادیانیت اسلام کے لئے سنگین خطرہ کا تفصیلی جواب دیا۔ ان کے تمام خطبات کو مکمل طور پر یہاں شائع کرنا ہمارے لیے ممکن نہیں تاہم ہم انہیں مختصراً" پیش کررہے ہیں تاکہ قادیانیوں کا موقف بھی قاری کے سامنے آجائے۔

جماعت احمدیہ - انگریز کا خود کاشتہ پودا

قادیانیت کے خلاف اعترض کیا جاتا ہے کہ وہ "انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔" اس کے جواب میں مرزا طاہر احمد نے یکم فروری 85ء کے خطبہ جمعہ میں کہا۔

"... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واقعی انگریز کی تعریف فرمائی اور متعدد بار فرمائی لیکن ہر جگہ یہ ذکر کیا گیا ہے کہ میں اس لیے تعریف کرتا ہوں کہ ہندوستان کے مسلمانوں خصوصاً" پنجاب کے مسلمانوں کی حالت زار اس درجہ تک خراب ہوچکی تھی کہ ان کا کوئی بھی حق باقی نہیں رہا تھا اور سکھوں کی حکومت نے ایسے ایسے مظالم توڑے تھے کہ اس کی کوئی نظیر دوسری جگہ نظر نہیں آتی اس جلتے اور دہکتے ہوئے تنور سے انگریزی حکومت نے آکر ہمیں نکالا اور ہمارے جملہ حقوق بحال کیے۔ یہ وجہ ہے کہ میں اس حکومت کی تعریف کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ نہ صرف یہ سنت انبیاء ہے بلکہ عام انسانی شرافت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ احسان کو احسان کے ساتھ یاد رکھا جائے۔"

مرزا طاہر صاحب نے بانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب کشتی نوح کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔

"بس سنو اے نادانو! میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لیے ہم پر تلواریں چلاتی ہے۔ قرآن شریف کی رو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی۔"

کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 کے صفحہ 340 پر مرزا غلام احمد نے لکھا۔

Marfat.com

"میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا۔"

مرزا غلام احمد کا موقف پیش کرنے کے بعد مرزا طاہر احمد نے بعض دوسرے اصحاب کا حوالہ بھی دیا۔ جنہوں نے انگریز کی تعریف کی۔ مرزا طاہر احمد نے کہا۔

"وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ چونکہ آپ نے انگریزوں کی تعریف کی ہے اس لیے انگریز کا ایجنٹ ہونا ثابت ہوگیا ہے اب ان کے کلمات سنئے۔ ان میں سب سے زیادہ اہم شخصیت جسے حکومتی رسالہ میں اچھالا گیا ہے وہ علامہ سر محمد اقبال کی شخصیت ہے۔ آپ اس زمانہ میں انگریزوں کے متعلق کیا کہا کرتے تھے اور کیا لکھا کرتے تھے۔ ملکہ وکٹوریہ کی وفات پر آپ نے ایک مرثیہ لکھا۔ اس میں فرماتے ہیں۔

میت اٹھی ہے شاہ کی تعظیم کے لیے
اقبال اڑ کے خاک سر رہ گزار ہو
صورت وہی ہے نام میں رکھا ہوا ہے کیا
دیتے ہیں نام ماہ محرم کا ہم تجھے

یہ ہیں مجاہد ملت علامہ سر محمد اقبال جو احمدیت کی مخالفت میں سرفہرست شمار کیے جاتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر یہ الزام لگانے میں آگے آگے ہیں کہ چونکہ آپ انگریز کی تعریف کرتے ہیں اس لیے آپ انگریز کا پودا ہیں۔"

مرزا طاہر احمد مزید کہتے ہیں۔

اہل حدیث اور دیوبندی فرقہ جو اس وقت جماعت احمدیہ کی مخالفت میں سرفہرست ہے اور آج کل حکومت کے دراصل یہی دست و بازو ہیں۔ ان کے چوٹی کے عالم اور بزرگ شمس العلماء مولانا نذیر احمد دہلوی فرماتے ہیں۔

"سارے ہندوستان کی عافیت اسی میں ہے کہ کوئی اجنبی حاکم اس پر مسلط رہے جو نہ ہندو ہو۔ نہ مسلمان ہو۔ کوئی سلاطین یورپ میں سے ہو۔ مگر خدا کی بے انتہا مہربانی مقتضی ہوئی کہ انگریز بادشاہ آئے۔" (۴۵)

Marfat.com

مولوی محمد حسین بٹالوی انگریزی سلطنت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"سلطان روم ایک اسلامی بادشاہ ہے لیکن امن عامہ اور حسن انتظام کے لحاظ سے (مذہب سے قطع نظر) برٹش گورنمنٹ بھی ہم مسلمانوں کے لیے کچھ کم فخر کا موجب نہیں ہے اور خاص گروہ اہل حدیث کے لیے تو یہ سلطنت بلحاظ امن و آزادی اس وقت کی تمام اسلامی سلطنتوں (روم، ایران، خراسان) سے بڑھ کر فخر کا محل ہے۔" (۴۶)

مولانا ظفرعلی خان 11 نومبر 1911ء کے اخبار زمیندار میں لکھتے ہیں۔

"مسلمان ایک لمحہ کے لیے بھی حکومت سے بدظن ہونے کا خیال نہیں کرسکتے (یعنی انگریزوں سے) اگر کوئی بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان مسلمان نہیں۔"

پھر 23 نومبر 1911ء کے زمیندار اخبار میں فرماتے ہیں۔

"اپنے بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے ایک قطرے کی بجائے اپنے جسم کا خون بہانے کے لیے تیار ہیں اور یہ حالت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی ہے۔"

چنانچہ مرزا طاہر احمد نے اپنے خطبہ میں کہا

"ایک طرف تو یہ علماء مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود کے خلاف بھڑکاتے تھے کہ آپ انگریز کی تعریف کرتے ہیں اور جہاد کے منکر ہیں جبکہ یہ حکومت اس لائق ہے کہ اس سے جہاد کیا جائے اور اسے ختم کیا جائے تباہ و برباد کردیا جائے۔ دوسری طرف انگریزوں کی تعریف میں وہ کلمات لکھ رہے تھے جو میں نے پڑھ کر سنائے ہیں اور تیسری طرف انگریزوں کو خفیہ بھی اور شائع شدہ درخواستیں بھی پیش کررہے تھے کہ یہ نہایت ہی خطرناک آدمی ہے اس کی باتوں میں نہ آجانا۔ یہ امام مہدی ہونے کا دعویدار ہے اور خونی مہدی ہے جو ساری انگریزی سلطنت کو تباہ کرنے کے لیے اٹھا ہے اس قدر منافقت، ظلم اور جھوٹ کہ ایک طرف مسلمانوں میں یہ اعلان ہورہا ہے یہ تو انگریز کا خودکاشتہ پودا ہے اور دوسری طرف انگریزوں کو یہ خبریں پہنچائی جارہی ہیں کہ یہ تو تمہاری قوم کا دشمن ہے ...... چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد 6 صفحہ 4 پر رقم طراز ہیں۔

"اس کے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) دھوکہ باز ہونے پر یہ دلیل ہے کہ دل سے وہ گورنمنٹ غیرمذہب کی جان مارنے اور اس کا مال لوٹنے کو حلال اور مباح جانتا ہے ... لہٰذا گورنمنٹ کو اس کا اعتبار کرنا مناسب نہیں اور اس سے پرحذر رہنا ضروری ہے ورنہ اس مہدی قادیانی سے اس قدر نقصان پہنچنے کا احتمال ہے جو مہدی سوڈانی سے بھی نہیں پہنچا۔"

منشی محمد عبداللہ شہادت قرآنی صفحہ 20 مطبوعہ 1905ء میں انگریزوں کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔

"ایسے ہی دیگر آیات قرآنیہ اپنے چیلوں کو سنا سنا کر گورنمنٹ سے جنگ کرنے کے لیے مستعد کرنا چاہتا ہے۔"

اسی خطبہ میں امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد نے کہا

"جہاں تک حضرت مسیح موعود کا اپنے آپ کو خودکاشتہ پودا تسلیم کرنے کا تعلق ہے اس الزام میں بھی ایسے دجل سے کام لیا گیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ انہیں کوئی خدا کا خوف نہیں اور وہ یہ تاثر دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی ذات اور جماعت احمدیہ کے متعلق انگریز کا خودکاشتہ پودا ہونا تسلیم کیا ہے۔"

مرزا طاہر نے تسلسل میں کہا کہ وہ تحریر جس میں انگریز کا خودکاشتہ پودا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے درحقیقت اپنے خاندان کے ان افراد کے لیے تھی جو احمدی نہیں تھے اور شکوہ کررہے تھے کہ آپ نے ہمیں مذہبی لحاظ سے ذلیل کروانے کے علاوہ حکومت کی نگاہ میں بھی ذلیل و خوار کروا دیا ہے چنانچہ اس پس منظر میں مرزا غلام احمد صاحب نے اس خاندان کی خاطر ایسا لکھا اور ان کی چھٹیات کا ذکر کیا جو اس خاندان کے بزرگوں کو ان کی وفاداری اور جان نثاری سے متعلق حکومت نے لکھی تھیں لہٰذا خودکاشتہ پودا سے مراد دراصل آپ کا خاندان تھا نہ کہ آپ کی ذات اور جماعت احمدیہ۔

مرزا طاہر احمد نے مزید کہا

"... اس کے برعکس وہ علماء جو احمدیوں پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ انگریز کا خودکاشتہ پودا ہے انہوں نے جو تعریفیں کیں وہ بلاوجہ نہیں تھیں بلکہ ان تعریفوں کے نتیجہ میں انہیں جاگیریں ملیں چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی کو انگریز کی خوشامد کے نتیجہ میں چار مربع زمین الاٹ ہوئی جبکہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک انچ

بھی زمین نہ ملی اور نہ ہی ہماری جماعت پر انگریزوں نے کسی رنگ میں کوئی احسان کیا ۔۔۔ ساری دنیا میں کوئی انسان ایک کوڑی بھی ثابت نہیں کر سکتا جو کہ جماعت احمدیہ پر انگریز نے خرچ کی ہو یا خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر خرچ کی ہو یا انہیں کوئی خطاب ہی دیا ہو جبکہ علامہ محمد اقبال "سر" بن گئے اور ان کے علماء بڑے بڑے خطابات سے نوازے گئے اور جائیدادیں حاصل کرتے رہے۔ مرادیں پاتے رہے انگریزوں سے تنخواہیں لیتے رہے یہ سارے تو گویا انگریز کے دشمن اور مجاہد اول تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اوز آپ کی جماعت جو خدا کی خاطر انتہائی قربانیاں کرتے ہوئے صرف اپنے وسائل اور اپنے اموال پر انحصار کر رہی ہے اور کبھی کسی حکومت سے ایک آنہ بھی اس نے حاصل نہیں کیا انگریز کا خودکاشتہ پودا ٹھہرے۔"

مرزا طاہر احمد اہل حدیثوں اور بریلویوں کو انگریز کا خودکاشتہ پودا ثابت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"حقیقت حال تو کبھی چھپی نہیں رہتی اللہ تعالیٰ نے خود مخالفین ہی کی زبانوں سے ان کے اپنے فرقوں سے متعلق یہ الفاظ استعمال کروا دیئے۔ چنانچہ خدا کی طرف سے عجیب انتقام ہے کہ "چٹان" لاہور اپنی اشاعت 15 اکتوبر 1962ء میں بریلویوں کے متعلق لکھتا ہے۔

"انگریزوں کے اولی الامر ہونے کا اعلان کیا اور فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالسلام ہے۔ انگریز کا خودکاشتہ پودا کچھ دنوں بعد ایک مذہبی تحریک بن گیا۔"

پندرہ روزہ "طوفان" ملتان کے ایڈیٹر نے 7 نومبر 1962ء کی اشاعت میں لکھا۔

"انگریزوں نے بڑی ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ تحریک نجدیت کا پودا (یعنی اہل حدیث جسے وہابی تحریک یا تحریک نجدیت بھی کہتے ہیں) ہندوستان میں بھی کاشت کیا اور پھر اسے اپنے ہاتھ سے ہی پروان چڑھایا۔"

مرزا طاہر احمد مزید کہتے ہیں کہ۔

"دیوبندی فرقہ کے ندوۃ العلماء کے متعلق تاریخی حقائق سے ثابت ہے کہ انگریزوں نے اسے قائم کیا تھا وہی اس کو مشاہرے دیتے رہے جن پر یہ مولوی پلے ہیں جو آج انگریزوں کے دشمن بلکہ مجاہد اول کہلا رہے ہیں۔ ندوۃ العلماء کی بنیاد بھی ایک انگریز ہی نے رکھی چنانچہ "الندوۃ" ان کا اپنا رسالہ ہے کسی غیر ندوی کا نہیں

Marfat.com

اس کی جلد 5 صفحہ 2، 11 دسمبر 1908ء کی اشاعت میں لکھا ہے۔

"ہز آنر لیفٹیننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ نے منظور فرمایا تھا کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھیں گے۔ یہ تقریب 28 نومبر 1908ء کو عمل میں آئی۔"

مرزا طاہر احمد صاحب مزید کہتے ہیں۔

"یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جسے تحریک نجدیت کہا جاتا ہے اسے مسلسل انگریز کی حمایت حاصل رہی اور ان کے وہ معاہدے تاریخ کی کتب میں چھپے ہوئے موجود ہیں جن کی اصل تحریرات یہاں لندن کی لائبریریوں میں موجود ہیں اور ان میں آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ انگریزوں نے باقاعدہ معاہدہ کرکے اہل حدیث کی تحریک یعنی وہابی تحریک اور موجودہ سعودی حکومت کے بانی کا آپس میں ایک تعلق قائم کروایا اور جہاد کی ایک موومنٹ چلوائی انگریز کے خلاف نہیں وہ تو ان کا سربراہ تھا اور انہیں پانچ ہزار پاؤنڈ کی سالانہ مدد بھی دے رہا تھا تو وہ جہاد کی موومنٹ ترکی کی مسلمان حکومت کے خلاف چلائی گئی ـــــ اگر آج دنیا میں کوئی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے تو وہ دیو بندی اور اہلحدیث ہیں یعنی اہل حدیث کا وہ فرقہ جو نجدی حکومت کے قیام میں ان کے ساتھ ملوث تھا"۔

آگے چل کر مرزا طاہر احمد کہتے ہیں۔

"ـــــ پس وہی اہل حدیث اور دیو بند فرقہ کے لوگ جنہیں پہلے استعمال کیا گیا تھا انہیں آج بھی استعمال کیا جا رہا ہے لیکن ہمارا خدا تو ایک ہے جس پر ہمارا کامل انحصار ہے ـــــ پس دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ غلط کار لوگوں سے مسلمان حکومتوں کو نجات بخشے اور مسلمان قوم کو نجات بخشے ـــــ پاکستان کے لوگوں کی نظریں آج احمدیت پر ہیں کیونکہ اب ان کے سارے حیلے جاتے رہے ہیں"

انگریزی مفادات اور جماعت احمدیہ

حکومت پاکستان کی طرف سے جاری کیے گئے قرطاس ابیض میں قادیانیوں پر انگریزوں کے مفادات کا تحفظ کرنے کے الزام کے حوالے سے بھی مرزا طاہر احمد صاحب نے گفتگو کی اور اپنے 8 فروری 85ء کے خطبہ جمعہ میں کہا۔

Marfat.com

"سب سے پہلی بات جو تحقیق طلب ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان میں انگریز کے مفادات کیا تھے۔ ظاہر بات ہے کہ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کے استحکام سے بڑھ کر انگریزی حکومت کا اور کوئی مفاد نہ تھا"

انگریزوں کے مفادات کا تذکرہ کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے کہا

"لارڈ لارنس بہت معروف آدمی ہیں ہندوستان کے وائسرے بھی رہے ہیں انگلستان کی خدمات بجا لانے میں ان کی شخصیت بہت نمایاں ہے چنانچہ لارڈ لارنس کی زندگی سے متعلق ایک کتاب LORD LAURENCES LIFE کے نام سے بہت مشہور ہے اس کی دوسری جلد صفحہ 313 پر ان کے خیالات کا ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتا ہے۔

"لارڈ لارنس نے کہا کوئی چیز بھی ہماری سلطنت کے استحکام کا اس امر سے زیادہ موجب نہیں ہو سکتی کہ ہم عیسائیت کو ہندوستان میں پھیلا دیں"

پنجاب کے گورنر سر ڈونلڈ میکلوڈ اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ "میں اپنے اس یقین کا بھی اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم سرزمین ہند میں اپنی سلطنت کا تحفظ چاہتے ہیں تو ہمیں انتہائی کوشش کرنی چاہئے کہ یہ ملک عیسائی ہو جائے۔" (۴۷)

اس طرح اس زمانے کے وزیر ہند سر چارلس وڈ نے یہ اعلان کیا۔

" میرا ایمان ہے کہ ہر وہ نیا عیسائی جو ہندوستان میں عیسائیت قبول کرتا ہے انگلستان کے ساتھ نیا رابطہ اتحاد بنتا ہے اور ایمپائر کے استحکام کے لیے ایک نیا ذریعہ ہے" (۴۸)

اس پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے کہا

"یہ وہ دور تھا جبکہ بڑے بڑے معزز خاندان حتیٰ کہ بعض سید زادے اور بڑے بڑے علماء اور سجادہ نشین اور پیر فقیر حلقہ بگوش عیسائیت ہو رہے تھے اور اسلام کے خلاف نہایت گندی کتابیں لکھنے لگے تھے .... اس دور کے بارے میں اسلام کے ان نام نہاد مجاہدین اسلام کو یہ عجیب و غریب بات سوجھی ہے کہ عیسائیت اور انگریزی سلطنت کے مفاد کی حفاظت کا الزام ایک ایسے شخص پر عائد کرتے ہیں جس نے انگریزوں کے خدا ہی کو مار دیا اور جس نے عیسائیت کی بنیادوں پر ایسے حملے کیے کہ

Marfat.com

عیسائیت کو پھر اپنی جان چھڑانا ممکن نہ رہی یہ ترکیب ہے احمدیت کے دشمنوں کے نزدیک انگریزی حکومت کی جس سے اس کے عظیم مفاد کی حفاظت اور عیسائیت کے فروغ کی توقع تھی اور جس سے عیسائی حکومت کی جڑیں مضبوط ہونے اور استحکام حاصل ہونے کی انگریز کو امید تھی ______ کیا ان اغراض کے لیے انگریزوں نے اپنے ہاتھ سے ایک ایسا پودا لگایا جس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ان کے خدا کے اکلوتے بیٹے ہی کے متعلق یہ اعلان کر دیا کہ وہ طبعی وفات پا چکے ہیں اور اس طرح صلیب کو توڑ کر پارہ پارہ کر دیا گیا اور پھر عیسائیت کے خلاف ایک ایسا عظیم جہاد شروع کیا کہ وہ صرف ہندوستان میں ہی نہیں رہا۔ وہ تمام دنیا میں پھیلتا چلا گیا اور آج تک پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ حیرت کی بات ہے۔ کوئی نہیں جو عقل سے کام لے اور اس الزام پر غور کرے تو معلوم ہوا کہ اس کا احمدیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ الزام تو خالی دماغوں کی پیداوار ہے"

اسی تسلسل میں مرزا طاہر احمد نے مزید کہا کہ ایک طرف تو لندن سے عیسائیت کو ہندوستان میں پھیلانے کی آواز اٹھ رہی تھی جبکہ دوسری طرف قادیان کی چھوٹی سی بستی سے خفتگان اہل اسلام کو جگانے کے لیے یہ صور پھونکا جا رہا تھا

" دیکھو اے غافلو دیکھو! کہ اسلامی عمارت کو مسمار کرنے کے لیے کس درجہ کی یہ کوشش کر رہے ہیں اور کس کثرت سے ایسے وسائل مہیا کیے گئے ہیں اور ان کے پھیلانے میں اپنی جانوں کو بھی خطرہ میں ڈال کر اور اپنے مال کو پانی کی طرح بہا کر وہ کوششیں کیں ہیں کہ انسانی طاقتوں کا خاتمہ کر دیا ہے یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے اور پاکیزگی کے برخلاف منصوبے اس راہ میں ختم کیے گئے اور سچائی اور ایمانداری کے اڑانے کے لیے طرح طرح کی سرنگیں تیار کی گئیں اور اسلام کے مٹا دینے کے لیے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتیں نہایت درجہ کی جانکاہی سے پیدا کی گئیں ...... لہٰذا اس بات پر قطع اور یقین کرنا چاہئے کہ وہ مسیح دجال جو گرجا سے نکلنے والا ہے یہی لوگ ہیں جن کے سحر کے مقابل پر معجزہ کی ضرورت تھی اور اگر انکار ہے تو پھر زمانہ گزشتہ کے دجالین میں سے ان کی نظیر پیش کرو۔" (۴۹)

"خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آ سکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اس کو زندہ سمجھا جائے اس کو مرنے دو تاکہ دین زندہ

Marfat.com

ہو۔ (۵۰)

"وفات مسیح اور حیات اسلام یہ دونوں مقاصد باہم بہت بڑا تعلق رکھتے ہیں اور وفات مسیح کا مسئلہ اس زمانہ میں حیات اسلام کے لیے ضروری ہو گیا ہے"

" حیات مسیح سے جو فتنہ پیدا ہوا ہے وہ بہت بڑھ گیا ہے حضرت عیسٰی کی حیات اوائل میں تو صرف ایک غلطی کا رنگ رکھتی تھی مگر آج یہ غلطی ایک اژدھا بن گئی ہے جو اسلام کو نگلنا چاہتی ہے ...... اسلام تنزل کی حالت میں ہے اور عیسائیت کا یہی ہتھیار حیات مسیح ہے جس کو لے کر وہ اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کی ذریت عیسائیوں کا شکار ہو رہی ہے ...... اس لیے خدا تعالٰی نے چاہا کہ اب مسلمانوں کو متنبہ کیا جائے" (۵۱)

#"اور اے عیسائیو! خدا کی قسم میں تمہاری صلیب کو پارہ پارہ کر کے رہوں گا خواہ اس راہ میں میرے جسم کی دھجیاں اڑ جائیں اور میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاؤں" (۵۲)

#چنانچہ مرزا طاہر احمد کہتے ہیں کہ

" یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے عیسائی مذہب کو دجالیت قرار دیا اور عیسائیت پر بڑے شدید حملے کیے"

مرزا طاہر صاحب نے مزید کہا

"پس یہ الزام بالبدایت غلط ہے کہ احمدیت نعوذ باللہ من ذالک انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے جو انگریزی حکومت نے اپنے مفادات کے تحفظ کی خاطر لگایا تھا ظاہر ہے کہ استعماری طاقتوں کے مفادات کا تحفظ تو وہ لوگ کر رہے ہیں جو عیسائیت کے مفاد کے لیے جماعت احمدیہ کو نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے ہیں"

تنسیخ جہاد اور قادیانی جماعت

بانی قادیانیت مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف جہاد منسوخ کرنے کا الزام بھی بڑی شدت کے ساتھ لگایا جاتا ہے جبکہ قادیانی اتنے ہی پرزور انداز میں اس کی تردید کرتے ہیں چنانچہ موجودہ امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد 15 فروری 85ء کے خطبہ جمعہ میں کہتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف جہاد کا وہ تصور منسوخ فرمایا ہے جو علماء نے اپنی طرف سے گھڑ لیا تھا جب تک شرائط جہاد پوری نہ ہوں اس وقت تک جہاد کرنا منع ہے جہاں تک جہاد کے وسیع تر مضمون کا تعلق ہے جہاد فی ذاتہ تو منسوخ ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ ہر حال میں لازماً" ہمیشہ جاری رہے گا اور اس کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور ایسی ہوئی جسے مومن سرانجام دے سکتا ہے"

مرزا طاہر احمد مزید کہتے ہیں

"_____اگر انگریز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جہاد کی منسوخی کا اعلان کروانا تھا اور مسلمانوں کو اس خیال سے باز رکھنا تھا تو یہ ناممکن تھا کہ آپ سے ایسے دعوے بھی ساتھ کروا دیتے جن سے ساری قوم آپ کی دشمن ہو جاتی۔ کہاں وہ دن تھے۔ کہ علماء آپ کو عظیم الشان خراج تحسین پیش کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ عالم اسلام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سے لے کر آج تک اس قسم کا عظیم مجاہد اسلام پیدا نہیں ہوا اور کہاں وہ دعاوی جن کے نتیجہ میں اچانک ساری کایا پلٹ گئی کہ غیر تو غیر اپنے بھی دشمن ہو گئے......... ایسا دعویٰ کروا دینا جس کے نتیجہ میں ساری دنیا دشمن ہو جائے۔ اس کے بعد انگریز کو کیا توقع تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات کون مانے گا"

مولوی مسعود عالم ندوی کی تحریر کردہ "ہندوستان کی پہلی تحریک،، کے صفحہ 45-37 جس میں لکھا ہے کہ

"سکھوں کے مظالم ان کے سامنے تھے مسلمان عورتوں کی عصمت و آبرو محفوظ نہ رہی تھی ان کا خون حلال ہو چکا تھا گائے کی قربانی ممنوع تھی مسجدوں سے اصطبل کا کام لیا جا رہا تھا غرض مظالم کا ایک بے پناہ سیلاب تھا"

"اس وقت پنجاب میں سکھا شاہی کا دور تھا جو پانچ دریاؤں کی مسلم آبادی کو بہائے لے جا رہا تھا آنکھیں سب کچھ دیکھتی تھیں۔ مگر قوائے عمل مفلوج ہو چکے تھے"

مذکورہ تحریر کا حوالہ دے کر مرزا طاہر احمد نے کہا

" سارا ہندوستان پس رہا تھا مگر قوائے عمل مفلوج ہو چکے تھے اور شمال سے جنوب تک کے مسلمانوں کو یہ توفیق نہیں تھی کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت کا

Marfat.com

اعلان کریں اور ان لوگوں کے خلاف جہاد کریں جنہوں نے اس کو حلال کر دیا تھا .... ان ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کی آبرو کی حفاظت کے لیے تو کوئی ہاتھ نہ اٹھا ان کو اس دور سے کس نے نجات دلائی وہ انگریزی حکومت ہی تھی جب وہ آئی تب مسلمانوں کے لیے امن آیا کیا پھر ان مسلمانوں سے وہ انگریز خوف کھا رہے تھے جو دلی میں ایک حکومت بنا کر بیٹھے ہوئے تھے ...... اور جن سے صرف ایک کمپنی نے ہی حکومت چھین لی تھی کیا ان سے انگریزوں کو خوف تھا کہ وہ انہیں تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے اور پھر اس جہاد میں معقولیت کیا ہوتی؟

#ذرا غور تو کریں کہ انگریز آیا اور سکھوں کے مظالم سے نجات دی' ہندو راجوں اور مرہٹوں کے مظالم و ستم اور استبداد سے مسلمانوں کو بچایا اور پھر اچانک مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے کہ اچھا اب تم نے ہمیں بچا لیا ہے تو ہم تمہیں ٹھیک کرتے ہیں اور سزا دیتے ہیں اور تمہیں بتاتے ہیں کہ کیسے مظلوموں کو بچایا جاتا ہے یہ تھا تمہارا تصور جہاد۔ کوئی عقل کی بات کرو' کوئی ہوش کے ناخن لو' کیا دعوے کر رہے ہو دنیا کو کیا منہ دکھاؤ گے کہ یہ ہمارے دعوے ہیں اس انگریز کے خلاف جہاد کرنا چاہتے ہیں جس نے سکھوں کے مظالم سے ہمیں رہائی دلائی"

مرزا طاہر احمد نے تسلسل میں مزید کہا

" ...... اس زمانے میں پادری (خصوصاً" وہ جو مسلمانوں سے مرتد ہوئے تھے) اسلام پر شدید حملے کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اسلام تلوار کے جہاد کی تلقین کرتا ہے اور ادھر انگریزی حکومت کو متنبہ کر رہے تھے کہ مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دو .... یہ وہ دور تھا جب عیسائی پادری بڑھ بڑھ کر انگریزوں کو مسلمانوں کے عقیدہ جہاد کی وجہ سے بھڑکانا چاہتے تھے .... ایک پادری عماد الدین سابق واعظ و خطیب جامع مسجد آگرہ .... کے الزامات کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ اسلام فرماتے ہیں "اس نکتہ چین نے جو جہاد اسلام کا ذکر کیا ہے اور گمان کرتا ہے کہ قرآن بغیر لحاظ کسی شرط کے جہاد پر انگیخت کرتا ہے سو اس سے بڑھ کر اور کوئی جھوٹ اور افتراء نہیں قرآن شریف صرف ان لوگوں کے خلاف لڑنے کا حکم فرماتا ہے جو خدا کے بندوں کو اس پر ایمان لانے اور اس کے دین میں داخل ہونے سے روکتے ہیں اور اس بات سے کہ وہ خدا کے حکموں پر کار بند ہوں اور اس کی عبادت کریں اور وہ ان

Marfat.com

لوگوں سے لڑنے کا حکم فرماتا ہے جو مسلمانوں سے بے وجہ لڑتے ہیں اور مومنوں کو ان کے گھروں سے اور وطنوں سے نکالتے ہیں اور خلق اللہ کو جبراً" اپنے دین میں داخل کرتے ہیں اور دین اسلام کو نابود کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا غضب ہے......... اور مومنوں پر واجب ہے کہ ان سے لڑیں اگر وہ باز نہ آئیں "(۵۳)

مرزا طاہر احمد بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک اور تحریر کا حوالہ دیتے ہیں جس میں مرزا غلام احمد رقمطراز ہیں۔

" انہوں نے انسانی ہمدردی کے سبق میں سے کبھی ایک حرف بھی نہیں پڑھا بلکہ ان کے نزدیک خواہ مخواہ ایک غافل انسان پر پستول یا بندوق چلا دینا اسلام سمجھا گیا ہے ...... وہ لوگ کہاں ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ماریں کھائیں اور صبر کریں کیا خدا نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم خواہ مخواہ بغیر ثبوت کسی جرم کے ایسے انسان کو کہ نہ ہم اسے جانتے ہیں اور نہ وہ ہمیں جانتا ہے غافل پا کر چھری سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں یا بندوق سے اس کا کام تمام کر دیں۔ کیا ایسا دین خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ یونہی بے گناہ' بے جرم' بے تبلیغ خدا کے بندوں کو قتل کرتے جاؤ اس سے تم بہشت میں داخل ہو جاؤ گے افسوس کا مقام ہے اور شرم کی جگہ ہے .... یہ طریق کس حدیث میں لکھا ہے یا کس آیت میں مرقوم ہے کوئی مولوی ہے جو اس کا جواب دے؟ نادانوں نے جہاد کا نام سن لیا ہے اور پھر اس بہانہ سے اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنا چاہتے ہیں "(۵۴)

مرزا طاہر احمد نے بانی احمدیت کی کچھ اور تحریروں کا حوالہ بھی دیا ہے جس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے۔

"کہ تلوار کے ساتھ جہاد کو شرائط پائے نہ جانے کے باعث موجودہ ایام میں تلوار کا جہاد نہیں رہا"

"اور ہمیں یہی حکم ہے کہ ہم کافروں کے مقابل میں اس قسم کی تیاری کریں جیسی وہ ہمارے مقابلہ کے لیے کرتے ہیں یا یہ کہ ہم کافروں سے ایسا ہی سلوک کریں جیسا وہ ہم سے کرتے ہیں اور جب تک وہ ہم پر تلوار نہ اٹھائیں اس وقت تک ہم بھی ان پر تلوار نہ اٹھائیں "(۵۵)

پھر کہتے ہیں

"اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ میں جہاد یہی ہے کہ اعلاء کلمہ اسلام میں کوشش کریں" (۵۶)

ان حوالوں پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے اس خطبہ میں کہا

"پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف جہاد کا وہ تصور منسوخ فرمایا ہے جو علماء نے اپنی طرف سے گھڑ لیا تھا جب تک شرائط جہاد پوری نہ ہوں اس وقت تک جہاد کرنا منع ہے اور وہ بھی جہاد کا صرف ایک حصہ ہے جو شرط پوری نہ ہونے کی وجہ سے منع ہے"

بانی احمدیت مرزا غلام احمد قادیانی کی مختلف تحریروں کا حوالہ دینے کے بعد مرزا طاہر احمد صاحب نے جہاد کے متعلق قادیانیت کے مخالف علماء کی تحریروں کے حوالے اپنے خطبہ جمعہ میں پڑھ کر سنائے مثلاً " مولوی محمد حسین بٹالوی فرماتے ہیں۔

"مفسدہ 1857ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ سخت گناہ گار اور باحکم قرآن و حدیث وہ مفسد باغی بد کردار تھے"

پھر فرماتے ہیں

"اس گورنمنٹ سے لڑنا یا ان سے لڑنے والوں کی (خواہ ان کے بھائی مسلمان کیوں نہ ہوں) کسی نوع سے مدد کرنا صریح غدر یا حرام ہے۔" (۵۷)

پھر اپنی کتاب "اقتصادی مسائل جہاد" کے صفحہ 45 پر لکھتے ہیں

" اس مسئلہ اور اس کے دلائل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالسلام ہے اس پر کسی بادشاہ کو عرب کا ہو خواہ عجم کا مہدی سوڈانی ہو یا حضرت سلطان شاہ ایرانی خواہ امیر خراساں ہو مذہبی لڑائی و چڑھائی کرنا ہرگز جائز نہیں"

"اس زمانہ میں بھی شرعی جہاد کی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ اس وقت نہ کوئی مسلمانوں کا امام موصوف بصفات و شرائط امامت موجود ہے" (۵۸)

سرسید احمد خاں نے 1857ء کے غدر میں شریک ہونے والے لوگوں کے متعلق فرمایا کہ

"البتہ چند بد ذاتوں نے دنیا کی طمع اور اپنی منفعت اور اپنے خیالات پورا کرنے

Marfat.com

اور جاہلوں کو بہکانے کو اور اپنے ساتھ جمعیت جمع کرنے کو جہاد کا نام دے دیا پھر یہ بات مفسدوں کی حرام زدگیوں میں سے ایک حرامزدگی تھی نہ واقع جہاد" (۵۹)

سید احمد رضا خاں بریلوی رقمطراز ہیں

"ہندوستان دارالسلام ہے اسے دارالحرب کہنا ہرگز صحیح نہیں۔" (۶۰)

حضرت سید احمد شہید جنہوں نے جہاد کیا اور جہاد کے لیے آپ سرحد کی طرف روانہ ہوئے اور سکھوں سے بھی لڑائی کی کے بارے میں آپ کے سوانح نگار محمد جعفر تھانیسری "سوانح احمدی کلاں" کے صفحہ 71 پر لکھتے ہیں

"کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ اتنی دور سکھوں پر جہاد کرنے کیوں جاتے ہو؟ انگریز جو اس ملک پر حاکم ہیں اور دین اسلام سے کیا منکر نہیں ہیں گھر میں ان سے جہاد کرکے ملک ہندوستان کو لے لو آپ نے فرمایا سرکار انگریزی منکر اسلام ہیں مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور تعدی نہیں کرتی ___ اور نہ ان کو فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم ان کے ملک میں اعلانیہ وعظ کہتے ہیں اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی ___ ہمارا اصل کام اشاعت توحید الہٰی ہے اور احیاء سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک ٹوک اس ملک میں کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول طرفین کاخون بلا سبب گروائیں یہ جواب باصواب سن کر خاموش ہوگیا اور اصل غرض جہاد کی سمجھ لی"

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں۔

"رسول اللہ ﷺ کے عہد زریں سے لے کر آج تک مسلمانوں کا ہمیشہ یہ شعار رہا ہے کہ وہ جس حکومت کے زیر سایہ رہے اس کے وفادار اور اطاعت گزار رہے یہ صرف ان کا طرز عمل نہ تھا بلکہ ان کے مذہب کی تعلیم تھی جو قرآن مجید' حدیث' فقہ سب میں کنایۃً اور صراحتاً" مذکور ہے۔ (۶۱)

مرزا طاہر احمد جہاد کے متعلق مختلف افراد کی آراء کو پیش کرنے کے بعد آگے چل کر کہتے ہیں کہ

"مولوی مودودی جنہوں نے حقیقت جہاد" لکھی اور اپنی بعض اور کتب میں بھی جہاد کے متعلق ایسی تعلیم دی جس کا کوئی ہوش و حواس والا مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا کہ آنحضرتؐ کے جہاد کے متعلق ایسے ظالمانہ خیالات کا اظہار ہو سکتا ہے

Marfat.com

جہاد سے متعلق سب سے متشدد نظریہ رکھنے والے آج مولوی مودودی ہیں"

مولوی مودودی فرماتے ہیں

"بلکہ گردنوں میں وہ سختی اور سروں میں وہ نخوت بھی باقی نہیں رہی جو ظہور حق کے بعد انسان کو اس کے آگے جھکنے سے باز رکھتی ہے عرب کی طرح دوسرے ممالک نے بھی جو اس سرعت سے اسلام کو قبول کیا کہ ایک صدی کے اندر چوتھائی دنیا مسلمان ہوئی تو اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ اسلام کی تلوار نے ان پردوں کو چاک کر دیا جو دلوں پر پڑے ہوئے تھے۔" (۶۲)

"رسول اللہؐ تیرہ برس تک عرب کو اسلام کی دعوت دیتے رہے وعظ و تلقین کا جو مؤثر سے مؤثر انداز ہو سکتا تھا اسے اختیار کیا مضبوط دلائل دیئے، واضح حجتیں پیش کیں، فصاحت و بلاغت اور زور خطابت سے دلوں کو گرمایا، اللہ کی جانب سے محیرالعقول معجزے دکھائے، اپنے اخلاق اور اپنی پاک زندگی سے نیکی کا بہترین نمونہ پیش کیا اور کوئی ذریعہ ایسا نہ چھوڑا جو حق کے اظہار و اثبات کے لیے مفید ہو سکتا تھا لیکن آپؐ کی قوم نے آفتاب کی طرح آپؐ کی صداقت کے روشن ہو جانے کے باوجود آپؐ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا حق ان کے سامنے خوب ظاہر ہو چکا تھا انہوں نے برای العین دیکھ لیا تھا کہ جس راہ کی طرف ان کا ہادی انہیں بلا رہا ہے وہ سیدھی راہ ہے اس کے باوجود صرف یہ چیز انہیں اس راہ کو اختیار کرنے سے روک رہی تھی کہ ان لذتوں کو چھوڑنا انہیں ناگوار تھا جو کافرانہ بے قیدی کی زندگی میں انہیں حاصل تھیں لیکن جب وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد داعی اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی اور

(ترجمہ = خبردار ہر قسم کے امتیازات اور خون اور مال جس کی طرف بلایا جاتا تھا وہ آج میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں)

کا اعلان کر کے تمام موروثی امتیازات کا خاتمہ کر دیا، تمام رسمی بتوں کو توڑ دیا ملک میں ایک منظم اور مضبوط حکومت قائم کر دی اخلاقی قوانین کو بزور نافذ کر کے اس بدکاری و گناہ کاری کی آزادی کو سلب کر لیا جس کی لذتیں ان کو مدہوش کیے ہوئے تھیں اور وہ پرامن فضا پیدا کر دی جو اخلاقی فضائل اور انسانی محاسن کی نشوونما کے لیے ہمیشہ ضروری ہوا کرتی ہے" (۶۳)

Marfat.com

مولانا مودودی کی اس تحریر کے مقابلے میں مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الہٰی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الہٰی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکطرفہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا □ وہ ایک فانی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنھوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں جو اس امی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں" (۶۴)

ان تمام حوالہ جات پر مرزا طاہر احمد اپنے خطبہ کے آخیر میں ان الفاظ میں تبصرہ کرتے ہیں

"پس ایک طرف یہ ہے کہ روح حق اور روح اسلام کی آواز اور دوسری طرف مودودیت کی روح ہے جو مودودی صاحب کے الفاظ میں بول رہی ہے اور ظلم و ستم کے عجیب گل کھلا رہی ہے .... پس یہ وہ باتیں ہیں جو آنحضرتؐ اور اسلام پر سب سے زیادہ بھیانک الزامات ہیں ہم کیسے تسلیم کریں اس تصور جہاد کو یہ تو مٹنے اور رد کیے جانے کے لائق تصور ہے"

مرزا غلام احمد قادیانی کی شخصیت

بانی قادیانیت کی ذات پر جو اعتراضات کیے جاتے ہیں ان کا تذکرہ "وائٹ پیپر" میں کچھ اس طرح کیا گیا ہے پہلا اعتراض یہ ہے کہ "مرزا صاحب عربی الفاظ کے صحیح تلفظ سے قاصر تھے وہ قریب المخرج عربی حروف کو الگ الگ لہجے میں نہ بول سکتے تھے مثلاً ق اور ک کو۔ بعض اوقات ان کے ملاقاتی ان کی اس کمزوری پر اعتراض کرتے تھے مگر مرزا صاحب اپنی صفائی میں کچھ نہ کہہ سکتے تھے"

"دوسرا اعتراض یہ ہے کہ "مرزا صاحب ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں جونیئر کلرک کی حیثیت سے ملازم ہوگئے جہاں انہیں پندرہ روپے ماہانہ کی تنخواہ ملتی تھی بعض اہل قلم نے لکھا ہے کہ مرزا کو گھر کا کچھ مال غبن کرنے کی پاداش میں ان کے باپ نے گھر سے نکال دیا تھا اور

Marfat.com

اس وجہ سے انہیں قادیان سے نکلنے اور سیالکوٹ میں معمولی ملازمت اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑا تقریباً" چار سال انہوں نے یہ ملازمت کی اور 1885ء میں اسے خیرباد کہا"

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ "مرزا غلام احمد قادیانی اپنا شجرہ نسب وسطی ایشیاء کے مغلوں سے ملاتے ہیں اپنی ابتدائی تحریروں کے مطابق وہ مغلوں کی برلاس شاخ سے تعلق رکھتے تھے بعد میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ انہیں الہام کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ ان کا شجرہ نسب ایرانیوں سے ملتا ہے یہ دعویٰ غالباً" اس لیے کیا گیا کہ رسول پاک کی اس حدیث کا مصداق خود کو ٹھہرا سکیں جس میں آنحضورؐ نے اشاعت اسلام میں ایرانی مسلمانوں کے کردار کی بہت تعریف کی تھی تاہم وہ اپنی زندگی کے آخری مرحلے تک اس امر کا تعین نہ کر سکے کہ وہ کون سے سلسلہ نسب سے تعلق رکھتے ہیں سب سے پہلے انہوں نے مغل قوم سے تعلق رکھنے کا دعویٰ کیا پھر کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے بیان کیا کہ ان کا کچھ تعلق سادات یعنی آنحضورؐ کی اولاد سے ہے۔ اور بالاخر انہوں نے دعویٰ کیا کہ انہیں از روئے الہام بتایا گیا ہے کہ وہ ایرانی الاصل تھے انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ایک نام نہاد کشف کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی ثبوت نہیں کہ وہ واقعی ایرانی الاصل ہیں"

چوتھا اعتراض یہ ہے کہ

"ان کے بعض قریبی عزیز ان کے سخت مخالف تھے ان میں ایک مرزا شیر علی صاحب تھے جو رشتے میں ان کے سالے تھے اور ان کے بیٹے مرزا فضل احمد کے خسر بھی بڑے وجیہ انسان تھے سفید براق داڑھی اور تسبیح ہاتھ میں بہشتی مقبرہ کے قریب بیٹھے رہتے اور جو لوگ مرزا سے ملنے آتے انہیں کچھ اس طرح کے الفاظ میں سمجھایا کرتے مرزا صاحب سے میری قریبی رشتہ داری ہے آخر میں نے اس کو کیوں نہ مان لیا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں میں جانتا ہوں کہ یہ ایک دوکان ہے جو لوگوں کو لوٹنے کے لیے کھولی گئی ہے میں مرزا کے قریبی رشتہ داروں سے ہوں۔ میں اس کے حالات سے خوب واقف ہوں اصل میں آمدنی کم تھی بھائی نے جائیداد سے بھی محروم کر دیا اس لیے یہ دکان کھولی گئی ہے آپ لوگوں کے پاس کتابیں اور اشتہار پہنچ جاتے ہیں آپ سمجھتے ہیں کہ پتہ نہیں کتنا بڑا بزرگ ہو گا پتہ تو ہم کو ہے جو دن رات اس کے پاس رہتے ہیں یہ باتیں میں نے آپ کی خیر

Marfat.com

خواہی کے لیے آپ کو بتائی ہیں"
پانچواں اعتراض یہ ہے کہ
"مرزا صاحب نے اپنی زندگی کی ابتدائی دہائیاں نہایت فقر و فاقہ اور بڑی خستہ حالی سے بسر کیں وہ خود کہتے ہیں کہ انہیں بھی توقع نہ تھی کہ وہ دس روپے مہینہ بھی کما سکیں کیونکہ ان کے پاس سرمایہ نہ ہونے کے برابر تھا"
چھٹا اعتراض یہ ہے کہ
"جیسے ہی انہوں نے دعوے (مجدد' محدث' اور نبوت کے) شروع کیے ان کے پاس نذرانوں وغیرہ کی ریل پیل شروع ہو گئی اور عمر کے آخری سالوں تک تو ان کی کمائی میں بہت اضافہ ہو چکا تھا چنانچہ 1907ء تک ان کی کمائی ڈھائی لاکھ تک پہنچ چکی تھی یہ وہ زمانہ تھا جب کسی کا لکھ پتی ہونا بہت بڑا اعزاز ہوتا تھا اپنی زندگی کے آخری حصے میں وہ دولت سے کھیلتے رہے ان کا معیار زندگی اتنا بلند ہوگیا کہ خود ان کے پیروکار اس پر نکتہ چینی اور ناپسندیدگی کا اظہار کرنے لگے"

مرزا طاہر احمد نے وائٹ پیپر کے جواب میں ان اعتراضات کا بھی جواب دیا چنانچہ پہلے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے 29 مارچ 85ء کے خطبہ جمعہ میں کہا۔
"یہ اعتراض بالکل وہی ہے جو فرعون نے حضرت موسیٰ پر کیا تھا تعجب کی بات ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی آپ صحیح تلفظ ادا نہیں کر سکتے تھے تو اس سے اسلام کو کیا خطرہ لاحق ہو گیا ...... حضرت موسیٰ کے علاوہ اسلام میں بھی ایسے مسلمہ بزرگ ہیں جو عظیم الشان مقام رکھتے ہیں اور ان کے متعلق یہی گواہی پائی جاتی ہے کہ ان کی زبان میں لکنت تھی کیا یہ لوگ حضرت بلالؓ کو بھول گئے ہیں جن کو حضرت عمرؓ سیدنا بلالؓ کہا کرتے تھے اور جب وہ اشھد کی بجائے اسھد پڑھتے تو صحابہؓ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے تھے انہیں غصہ نہیں آتا تھا اور نہ وہ حضرت بلالؓ کو اس کے نتیجہ میں اسلام کے لیے سنگین خطرہ قرار دیتے تھے ...... حضرت حسینؓ کی زبان میں بھی لکنت تھی تفسیر روح المعانی جلد 16 صفحہ 183 پر لکھا ہے کہ حضرت حسینؓ کی زبان میں لکنت تھی جس پر آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ حسین نے یہ لکنت اپنے چچا حضرت موسیٰ سے ورثہ میں پائی ہے" تفسیر روح المعانی کے اسی صفحہ پر امام مہدی کے متعلق لکھا ہے کہ "یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مہدی

Marfat.com

منتظر کی زبان میں بھی لکنت ہو گی اور بعض دفعہ اس کی زبان جب کلام کو بیان کرنے سے پیچھے رہ جائے گی تو وہ اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی بائیں ران پر مارے گا"

دوسرے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اسی خطبہ جمعہ میں مرزا طاہر احمد کہتے ہیں۔

"اس اعتراض کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ ہے کہ پندرہ روپے ماہانہ کا ملازم "مہین" یعنی بہت ہی معمولی انسان تھا اعتراض کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جو نبی ہوتے ہیں وہ تو کسی غیر کی نوکری نہیں کیا کرتے علاوہ ازیں اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر ایک سراسر افترا یہ کیا گیا ہے کہ آپ نے نعوذ باللہ من ذالک اس زمانہ میں چوری کی تھی جس کی وجہ سے آپ گھر سے نکلے اس کے متعلق ہم نے تلاش کیا کہ کہیں کوئی ایسا واقعہ ملتا ہو جس پر انہوں نے اس اعتراض کی بنا کی ہے تو ہمیں سیرۃ المہدی (جلد 1 صفحہ 43-44 روایت نمبر 49) کی یہ روایت ملی کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دادا کی پنشن لینے سیالکوٹ گئے تو مرزا امام الدین جو آپ کے خاندان کا ہی ایک فرد تھا وہ آپ کے پیچھے پڑ گیا اور آپ سے وہ رقم ہتھیا لی اور بھاگ گیا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان واپس نہ گئے اور بہتر سمجھا کہ ملازمت کر کے گزارا کر لیا جائے بجائے اس کے کہ نقصان کے بعد گھر والوں کو منہ دکھاؤں یہ واقعہ ہے حضرت مسیح موعود کے بھولپن کا آپ کے تقویٰ اور حیا کا اور جہاں تک دھوکہ دینے والے کا تعلق ہے وہ نہ صرف یہ کہ احمدی نہیں تھا بلکہ شدید مخالف تھا چوری وہ کرتا تھا اور الزام مسیح موعود علیہ السلام پر .... آپ کو یہ سمجھا دینا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں نے آپ پر چوری کا الزام کیوں لگایا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ نبیوں پر بھی چوریوں کے الزام لگانے کے عادی ہیں کجا یہ کہ کسی کو غیر نبی مانتے ہوں یا کسی کو مفتری سمجھتے ہوں اور جس کو مفتری کہیں گے اس پر تو بڑھ بڑھ کر الزام لگائیں گے چنانچہ قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جو یہ واقعہ آتا ہے کہ بھائیوں نے بن یامین کے معاملہ میں کہا کہ اس سے پہلے اس کے بھائی یوسف نے بھی چوری کی تھی تو یہاں یہ بات ظاہر ہے کہ قرآن کریم نے اس واقعہ کو ایک جھوٹے الزام کے طور پر پیش کیا ہے نہ یہ کہ اسے تسلیم کیا ہے .... بدقسمتی سے بعض مسلمان مفسرین نے خود اس واقعہ کو تسلیم کر لیا ہے اور پھر باقاعدہ

Marfat.com

اس چوری کی چھان بین بھی شروع کر دی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا چیز چوری کی ہوگی مختلف تفاسیر میں جن میں سے تفسیر جلالین' تفسیر الخازن الجزو ثالث' تفسیر فتح القدیر اور تفسیر روح المعانی میں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی چوری کی جستجو کی گئی ہے ان سب مفسرین میں یہ اختلاف ہے کہ کیا چیز چوری کی تھی لیکن ان کا اس پر اتفاق ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت یوسف چور تھے ۔......... الغرض یہ لوگ انبیاء کے متعلق ایسی ظالمانہ باتیں کرتے ہیں اور پھر بھی ان کی نبوت پر شک کی کوئی گنجائش نہیں سمجھتے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جھوٹا الزام لگانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے"

مرزا طاہر احمد نے نبی کی نوکری کے الزام کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ جہاں تک نبی کے نوکری کرنے کا تعلق ہے اس کے متعلق یہی معترض یعنی دیوبندی اور اہل حدیث خود تسلیم کرتے ہیں اور انہیں ماننا پڑتا ہے کہ نبی نوکری کر سکتا ہے چنانچہ " اہل حدیث" اپنی اشاعت 25 اکتوبر 46ء میں لکھتا ہے۔

"حضرت یوسف علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیح علیہ السلام تک. کئی رسول اور نبی ایسے ہوئے ہیں جو اپنے زمانہ کی حکومتوں کے ماتحت رہے (صفحہ 3) تیسرے اعتراض کے متعلق امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد کہتے ہیں

"یہ سارا واقعہ ان لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑا ہوا ہے .... اب یہ ہے معمہ جو حکومت پاکستان کے نزدیک اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ جس کے خاندان میں یہ شبہ ہو کہ وہ فارسی الاصل ہے یا مغل ہے یا اس کے آباء و اجداد میں سید عورتیں تھیں یا نہیں وہ اسلام کے لیے سنگین خطرہ ہوتا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان تینوں چیزوں میں کوئی تضاد ہی نہیں یہ محض ان کی کم فہمی ہے جو ایسا تضاد دیکھ رہے ہیں امر واقعہ یہ ہے کہ یہ تینوں باتیں بیک وقت درست ہیں چنانچہ میں نے اس بلسلہ میں جو تحقیق کی ہے اس میں پہلی بات تو یہ سامنے آتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جد امجد جن کا آپ نے خود ذکر کیا ہے وہ سمرقند سے آئے تھے اور سمرقند موجودہ دور میں ایران میں شامل نہیں ہے اور مشکل یہ تھی کہ اگر سمرقند سے آئے تھے اور یہ روایت بھی یقینی ہے اور پھر مغل بھی کہلاتے ہیں تو اہل فارسی کس طرح ہو جائیں گے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً" خبر دی اور آپ کے

Marfat.com

لیے اس سے زیادہ اور کوئی بات قابل یقین نہیں تھی چنانچہ آپ نے موجودہ جغرافیہ کو درست سمجھتے ہوئے ایک طرف تو یہ بھی اقرار کیا کہ ہم سمرقند سے آئے ہیں اور یہ بھی اقرار کیا کہ تاریخ دان ہمیں مغل بتاتے ہیں .... چنانچہ آپ نے کسی غلط بیانی سے کام نہیں لیا اور پھر ساتھ یہ بھی بیان فرمایا کہ اگرچہ فارسی الاصل ہونے کی بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی اور نہ ہی میرے پاس کوئی دلیل ہے لیکن خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ تم فارسی الاصل ہو چنانچہ جب میں نے اس سلسلہ میں تحقیق کی تو پتہ چلا کہ تاریخ کے ساتھ ساتھ جغرافیہ بھی بدلتے رہتے ہیں اور ملکوں کی کوئی ایسی LINE BOUNDRY نہیں ہوتی جو ہمیشہ سے ایک جیسی چلی آ رہی ہو چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد 9 بیان کرتا ہے کہ

"شہنشاہ ایران فیروز شاہ پوری یعنی یہ وہ بادشاہ ہے جو آنحضرتؐ سے تقریباً" تین سو سال پہلے تھا اس کے زمانہ میں سمرقند ایرانی سلطنت کی سرحدی ریاست سوگ دیانہ کا دارالخلافہ تھا اور سمرقند سے سرحد کا فاصلہ ایک سو بیس کلو میٹر سے بھی زیادہ تھا اس حد تک ایرانی ریاست آگے بڑھی ہوئی تھی"

پھر انسائیکلو پیڈیا لکھتا ہے کہ خسرو پرویز کے وقت (یعنی آنحضرتؐ کے وقت کا جو بادشاہ ہے) بھی سمرقند ایرانی سلطنت کا حصہ تھا اور پھر کئی سو سال بعد تک یہ شہر ایران کا حصہ رہا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا نے جو خبر دی تھی وہ بالکل سچ ہے اور آپ کے ان بیانات میں کوئی تضاد نہیں

چوتھے اعتراض کے جواب میں اپنے خطبہ میں مرزا طاہر احمد کہتے ہیں۔

"امر واقعہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ جو سب نبیوں سے افضل اور مقصود کائنات تھے آپ پر بھی بعینہ یہی بات صادق آتی ہے کہ آپؐ کے قریبی رشتہ دار آپ کے شدید ترین دشمن بن گئے اتنے شدید کہ بعضوں کا نام قرآن کریم میں ابولہب کے طور پر مشہور ہے .... وہ ہر وقت لوگوں کو بہکاتا رہتا تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ ہم جانتے ہیں ہمارے خاندان کا لڑکا ہے .... پس ان معاندین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ الزام لگاتے ہوئے کوئی خیال نہیں آیا کہ وہ اعتراض جو سید ولد آدم، مقصود کائنات حضرت محمد مصطفیؐ پر کیا گیا اسے بڑے فخر کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ

Marfat.com

السلام پر دہرا رہے ہیں"

پانچویں اعتراض کے متعلق مرزا طاہر احمد نے اپنے خطبہ میں کہا۔

"ایسی غلط بیانی کہ عقل حیران رہ جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو یہ لکھتے ہیں کہ مجھے جائیداد کی کوئی پرواہ نہیں تھی مجھے یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ وہ ہے کہاں میں تو خدا کی یاد میں مگن رہتا تھا ____ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی زندگی کا ساری دنیا کو پتہ ہے اور ان کے اپنے مولوی جو شدید ترین مخالف ہوئے وہ آپ کے حق میں گواہیاں دینے والے ہیں سکھ گواہیاں دینے والے ہیں عیسائی گواہیاں دینے والے ہیں"

چھٹے اعتراض کے بارے میں مرزا طاہر احمد اپنے خطبہ جمعہ میں کہتے ہیں۔

"ایک طرف تو یہ اعتراض ہے اور دوسری طرف ایسے انبیا کو تسلیم کرتے ہیں جن کے رہن سہن اور بود و باش کا یہ منظر ہے کہ حضرت سلیمان کے متعلق لکھتا ہے زر و جواہر اور مال و دولت کی افراط اور فراوانی کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ کی شان و شوکت اور تزک و احتشام کی مثال اس سے پہلے کی تاریخ میں نہیں ملتی اور اس کا کچھ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آپ نے دو سو ڈھالیں اور تین سو سپریں خالص سونے کی بنوائی تھیں"

اسی اعتراض کے حوالے سے مرزا طاہر احمد نے کچھ مزید حوالے دیئے جو اس طرح ہیں۔

سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ 122-123 پر ایک واقعہ درج ہے کہ

"مجھے ایک اور صاحب نے سنایا کہ میں اپنی جوانی کے زمانہ میں کبھی کبھی حضرت مسیح موعود کے ساتھ خادم کے طور پر حضرت کے سفروں میں ساتھ چلا جایا کرتا تھا حضرت مسیح موعود سفروں میں ساتھ پیدل چلتے تھے یا کبھی میں زیادہ اصرار کرتا تو کچھ وقت کے لیے خود سوار ہو جاتے اور باقی وقت مجھے سواری کے لیے فرماتے تھے اور جب ہم منزل پر پہنچتے تھے تو چونکہ وہ زمانہ سستا تھا تو حضور مجھے کھانے کے لیے چار آنے کے پیسے دیتے اور خود ایک آنے کی دال روٹی منگوا کر چنے بھنوا کر گزارہ کرتے تھے اور آپ کی خوارک بہت ہی کم تھی"

مولوی عبدالکریم گواہی دیتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Marfat.com

نے خدا کی قسم کھا کر فرمایا

"جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے تو جو ذوق اور سرور اللہ تعالیٰ پر توکل کا مجھے اس وقت حاصل ہوتا ہے میں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا اور یہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا ہوا ہو" (٦٥)

بھائی عبدالرحمان قادیانی کی گواہی ہے کہ جس دن صبح کے وقت حضور نے فوت ہونا تھا اس سے پہلی شام کو جب حضور فٹن میں بیٹھ کر سیر کے لیے تشریف لے جانے لگے تو مجھے خصوصیت کے ساتھ فرمایا۔

"میاں عبدالرحمان اس گاڑی والے سے کہہ دیں اور اچھی طرح سمجھا دیں کہ اس وقت ہمارے پاس صرف ایک روپیہ ہے وہ ہمیں صرف اتنی دور تک لے جائے کہ ہم اس روپیہ کے اندر گھر واپس پہنچ جائیں" (٦٦)

مرزا غلام احمد کی بیٹی نواب مبارکہ بیگم نے گواہی دیتے ہوئے کہا ہے۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت ہماری اماں جان نے ہمیں بلایا اور فرمایا بچو گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابا تمہارے لیے کچھ نہیں چھوڑ گئے انہوں نے آسمان پر تمہارے لیے دعاؤں کا بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا" (٦٧)

پس اس زمانہ کے لوگ جو خود عیاشیوں میں مبتلا ہیں جو پیسے کی خاطر ایمان بیچ رہے ہیں جو روٹی کی خاطر جھوٹ اور افترا سے باز نہیں آتے جو جھوٹ کے بدلے خدا کی آیات بیچ کر دولت سمیٹ رہے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر الزام لگا رہے ہیں کہ آپ نے آخری زمانہ عیش و عشرت سے بسر کیا اور یہ دعوٰی کر کے میں مجدد ہوں دولت کی ریل پیل ہو گئی تھی اگر مجددیت کے دعوٰی کے نتیجہ میں یہ سلوک ہوتا تو ہر جھوٹا اور بدکردار مجدد بن جایا کرتا اس صورت میں تم لوگ بھی مخالفوں میں شمار ہوتے بلکہ صف اول کے مجددین ہوتے۔

Marfat.com

مرزا غلام احمد قادیانی کے بعض دعوے

5 اپریل 85ء کو مرزا طاہر احمد نے اپنے خطبہ جمعہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بعض دعاوی پر اعتراضات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت پاکستان کو احمدیت پر ایک اعتراض یہ ہے کہ

"مرزا صاحب کا ایک عجیب و غریب دعویٰ یہ ہے کہ ان کا روحانی قدو قامت دیگر انبیا سے کہیں بلند ہے اس قسم کے دعوؤں کی مثالیں دینے کے لیے ہم (یعنی حکومت پاکستان) مرزا صاحب کی تحریروں میں سے بعض اقتباسات پیش کرتے ہیں

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھا سکتا۔(۶۸)

دوسرا اعتراض مرزا غلام احمد کی تحریر کے اس اقتباس پر ہے

"دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں میں یعقوب ہوں میں اسماعیل ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ابن مریم ہوں میں محمد مصطفیٰ ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اس کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا پہلوان سب نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جائے"(۶۹)

مرزا طاہر احمد کہتے ہیں کہ

"اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زمرہ انبیا میں شامل ہیں تو زمرہ انبیا کے متعلق دو قسم کی آیات قرآن کریم میں ملتی ہیں۔ ایک جگہ فرمایا

کل امن باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ لا نفرق بین احد من رُسُلِہ

ترجمہ= کہ ہم رسولوں کے درمیان کسی قسم کا فرق نہیں کرتے! اور دوسری جگہ فرمایا

تلک الرسل ______ یہی وہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر

Marfat.com

فضیلت دی

پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زمرہ انبیاء میں شامل ہیں تو ان دونوں آیات میں ان دونوں اعتراضات کا جواب موجود ہے وحی کے لحاظ سے رسولوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا"

مرزا طاہر احمد مزید کہتے ہیں کہ

"جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا تعلق ہے کہ آپ نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا تو مسیح اور مہدی کے متعلق امت کے گزشتہ بزرگوں نے اولیاء اللہ نے اور مجددین وقت نے بڑے کھلے لفظوں میں اس بات کا اعلان فرمایا کہ اس کا مقام امت محمدیہ میں کسی عام انسان کا سا مقام نہیں ہو گا۔

بلکہ بعضوں نے تو واضح طور یہ لکھا کہ وہ گزشتہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہو گا لیکن امام مہدی اور مسیح کا ذکر الگ چھوڑ بھی دیں تب بھی امت میں ایسے بزرگ پیدا ہوئے جو نہ امام مہدی ہونے کے دعویدار تھے نہ مسیح ہونے کے لیکن انہوں نے ایسے ہی دعوے خود اپنی ذات کے متعلق کیے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ۔۔۔ حضرت محی الدین ابن عربی نہ صرف وحی کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ مجھے معراج ہوا اور اس میں مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی

ترجمہ تو کہہ دے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو نازل کیا گیا ہم پر اور جو نازل کیا گیا ابراہیم پر اسماعیل' اسحاق' یعقوب اور ان کی اولاد پر اور اس پر جو دیا گیا موسیٰ' عیسیٰ اور تمام انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے ہم نہیں فرق کرتے کسی کے درمیان ان میں سے اور ہم خدا کے لیے کامل فرمانبردار ہیں (۷۰)

پھر کہتے ہیں کہ "پس اس آیت میں اس نے مجھے تمام نشان دیئے اور میرے لیے روحانی امر کو قریب کر دیا اور اس نے اس آیت کو میرے لیے ہر علم کی کنجی بنایا پس میں نے جان لیا کہ میں ان تمام انبیا کا مجموعہ ہوں جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے"

مرزا طاہر احمد نے مزید تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ

" جہاں تک دیگر دعاوی کا تعلق ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہ اقتباس میں شیخ داؤد بن محمود القیصری کی شرح فصوص الحکم سے لے رہا ہوں اس کے

Marfat.com

مقدمہ میں حضرت علی کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

ترجمہ۔ کہ میں بسم اللہ کی باء کا نقطہ ہوں میں خدا کا وہ پہلو ہوں جس کے متعلق تم نے کوتاہی سے کام لیا میں قلم ہوں میں لوح محفوظ ہوں میں عرش ہوں میں کرسی ہوں' میں ساتوں آسمان اور زمین ہوں

مرزا طاہر احمد کے مطابق اہل تشیع کے چھٹے امام اور امام ابو حنیفہ کے استاد حضرت امام جعفر صادق کا یہ قول ہے کہ امام مہدی آکر یہ دعویٰ کرے گا

"اے تمام لوگو! اور سن لو جو ابراہیم اور اسماعیل کو دیکھنا چاہے تو یاد رکھے کہ وہ ابراہیم اور اسماعیل میں ہوں اور جو موسیٰ اور یوشع کو دیکھنا چاہے تو وہ موسیٰ اور یوشع میں ہوں اور جو عیسیٰ اور شمعون کو دیکھنا چاہے تو وہ عیسیٰ اور شمعون میں ہوں اور جو محمدؐ اور امیرالمومنین کو دیکھنا چاہے تو وہ محمد اور امیرالمومنین میں ہوں اور جو حسن اور حسین کو دیکھنا چاہے وہ حسن اور حسین میں ہوں اور نسل جو حسین میں ہونے والے آئمہ کو دیکھنا چاہے تو وہ آئمہ میں ہوں۔"

الشیخ نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر اپنی تالیف بہجۃ الاسرار کے صفحہ 21 پر لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا کہ "انسانوں کے مشائخ ہیں۔ جنوں کے بھی مشائخ ہیں اور ملائکہ کے بھی مشائخ ہیں اور میں شیخ الکل یعنی ان تمام کا شیخ ہوں۔ مجھے کسی پر قیاس نہ کرو اور نہ مجھ پر کسی کو قیاس کرو۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"یعنی مسیح موعود اس بات کا حق دار ہے کہ اس میں سید الرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار منعکس ہوں عام لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ جب مسیح موعود نازل ہوگا تو محض امتی فرد ہوگا۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ اسم جامع محمدیؐ کی شرح اور آپ کا سچا عکس ہوگا۔ پس کہاں وہ اور کہاں محض ایک امتی۔" (۷۱)

حضرت امام عبدالرزاق القاشانی فرماتے ہیں۔

"مہدی آخرالزمان شرعی احکام میں محمدؐ کا تابع ہوگا لیکن معارف علوم اور حقیقت میں تمام انبیاء اور اولیاء اس کے تابع ہوں گے کیونکہ اس کا باطن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہوگا۔" (۷۲)

درج بالا حوالہ جات کا ذکر کرنے کے بعد امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد نے

Marfat.com

کہا

"پس یہ اقوال امت محمدیہ کے ایسے مسلمہ صاحب کشف و الہام بزرگوں کے ہیں جو اپنے وقت کے اقطاب اور ان میں بعض اپنے وقت کے مجددین تھے۔ امت مسلمہ میں ان کو ایسے ایسے عظیم مراتب عطا ہوئے کہ آج کے یہ علماء ان کی جوتیاں سیدھی کرنے کے بھی اہل نہیں لہٰذا اب فیصلہ کے دو ہی طریق ہیں یا تو اسی مہر سے ان بزرگوں پر بھی کفر کے فتوے لگاؤ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت پر لگا رہے ہو لیکن اگر تم سمجھتے ہو کہ ان بزرگان امت نے مسیح و مہدی کی شان و مرتبہ کو اپنی روحانی بصیرت سے دیکھا تھا اور اسے درست بیان فرمایا تھا تو پھر اگر تم میں انصاف اور تقویٰ ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر لگائے گئے بے بنیاد اعتراضات نہ صرف واپس لو بلکہ آپ کے دعاوی کو صدق دل سے قبول کرلو۔"

5 اپریل 85ء کو ہی دیئے گئے خطبہ جمعہ میں مرزا طاہر احمد دو مزید اعتراض کا تذکرہ کرتے ہیں پہلا اعتراض یہ ہے کہ۔

"جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں مرزا غلام احمد نے ابتدا میں نبوت کے دعویٰ کی حقیقی خواہش کا واضح اظہار نہیں کیا۔ انہوں نے آغاز ختم نبوت کے بارے میں ذہنی انتشار پیدا کرنے سے کیا اور پھر بتدریج لیکن تیزی سے اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھتے چلے گئے بڑے تذبذب اور متصادم اظہارات کے بعد انہوں نے بالآخر نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔"

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ

اپنی جوانی کے زمانہ میں مرزا صاحب صرع اور اعصابی دوروں کی بیماریوں میں مبتلا رہے کبھی کبھی وہ ہسٹریا کے حملوں کی وجہ سے بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ انہیں ذیابیطس کا بھی مرض تھا یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ بعد میں انہوں نے اپنی دو بیماریوں یعنی مراق اور ذیابیطس کو اپنے حق میں ایک دلیل بنا کر گھڑ لیا۔"

مرزا طاہر احمد ان کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

یہ دو قسم کے مختلف اعتراضات ہیں وہ لوگ جو مذہبی تاریخ کا کچھ علم رکھتے ہیں اور خصوصاً" مستشرقین یورپ کے لٹریچر سے واقف ہیں ان کے ذہنوں میں ایک گھنٹی

Marfat.com

سی بچی ہوگی ہم نے یہ باتیں تو پہلے بھی سن رکھی ہیں ایسے ہی الفاظ ایسے ہی بودے اور لچر حملے تو پہلے بھی ہوتے آئے ہیں ـــــ چنانچہ میں اخبار اہل حدیث 24 مارچ 1911ء صفحہ 2 کالم 2 کا ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں جہاں چور پکڑا جاتا ہے۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ـــــــ کے زمانہ کی بات ہے اخبار مذکور میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی طرف چیلنج دیا گیا تھا چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"ہمارا حق ہے یا نہیں ہم آپ (یعنی مرزا غلام احمد) کے مشن پر وہ سوالات کریں جو آپ کے رسول کی رسالت کے منافی ہوں جس طرح عیسائی اور آریہ وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔"

اب دیکھیں رنگ بھی سیکھے تو کس سے مخالفت کے ڈھنگ بھی اختیار کیے تو کس کے۔ یہ لوگ سیکھتے ہیں تو آریوں اور عیسائیوں سے ان ناپاک حملوں کے طریق سیکھتے ہیں جو حضرت محمدؐ کی ذات اقدس پر اور اسلام پر وہ کیا کرتے تھے۔ پس اس نشاندہی کے بعد اب ہمارے لیے ان حملوں کو سمجھنا بہت آسان ہوجاتا ہے۔ ولیم مور ایک مشہور عیسائی مصنف ہے جو اپنی کتاب "لائف آف محمد" صفحہ 48 پر تدریجی دعویٰ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتا ہے کہ۔

"ہم یہ قیاس کرسکتے ہیں کہ محمدؐ شک اور ہچکچاہٹ کے اس دور میں سے گزرنے کے بعد یہ کہنے لگا کہ یہ خدا کا پیغام ہے دریں اثناء اس نے یہ کہا کہ یہ سب خدا کے نام کی خاطر ہے یہ مقام اس کی تمام زندگی پر چھا گیا اور اس کی حرکات میں مدغم ہوگیا۔ وہ ایک خادم بنا پھر رسول بنا اور پھر خدا کا نائب' اس کے مشن کے دائرے ہمیشہ بڑھتے رہے اور ان کی بنیاد انہی اصولوں پر قائم رہی۔"

مرزا طاہر احمد نے اس کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہیں کہ اب نام بدل لیں ولیم مور کا اور اس کی جگہ قرطاس ابیض کے مصنف کا نام رکھ دیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ولیم مور مزید لکھتا ہے۔

"مکہ میں کسی حاکم اعلیٰ کی غیر موجودگی اور آپس میں بٹی ہوئی حکومت نے محمدؐ کو اس وقت اس فیصلہ (یعنی نبوت) کا موقع دیا۔" (۷۳)

پھر وہ یہ اعتراض اٹھاتا ہے۔

"مدینہ آنے کے چند ماہ بعد محمدؐ نے یہودیوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا اور جلدی سے اپنے لوگوں کے لیے اپنا لیا۔"

اس سراپا نور کے بارے میں ولیم مور کہتا ہے۔

"پیغمبر از حد الجھا ہوا (نعوذباللہ من ذالک) اور اعصابی مریض تھا اندھیرے سے خوفزدہ۔"

مرزا طاہر احمد کہتے ہیں۔

"ایک اور بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو بیماریوں کا ذکر کرکے بڑے فخر کے ساتھ کہا گیا ہے یہ نبوت کا دعویدار جو کمزور اور بیماریوں میں مبتلا ہے مگر ان انبیاء پر جن پر یہ ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ وہ خدا کے سچے نبی تھے خود ان پر بیماریوں کے ایسے ایسے بہتان باندھتے ہیں جن میں کوئی بھی حقیقت نہیں ان بہتانوں میں سے جو بعض اسرائیلی روایات کی بناء پر خود مسلمان علماء نے باندھے ہوئے ہیں میں چند ایک آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق سنے۔ نبی کا کیا خوب نقشہ ان کے ذہن میں اترا ہوا ہے۔ کہتے ہیں۔

"کہ آپؑ کی ایک آنکھ بڑی تھی اور ایک چھوٹی تھی۔" (۷۴)

مرزا طاہر احمد اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"رہی زرد چادروں کی بات تو اس سلسلہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تعبیر طلب ہے یعنی حضرت رسول اکرمؐ نے جو فرمایا ہے کہ آنے والا مسیح دو زرد چادروں میں لپٹا ہوا آسمان سے نازل ہوگا تو اس کے متعلق دو ٹوک فیصلہ پہلے ہی ہوچکا ہے اور وہ یہ کہ دو ہی صورتیں ہیں یا تو اس کشف یا پیش گوئی کی تعبیر کی جائے اور یا پھر اسے ظاہر پر محمول کیا جائے اگر ظاہر پر محمول کیا جائے تو محمدؐ کا فتویٰ سن لیجئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ

یعنی ایک شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زرد کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو آپؐ نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں کرنا یہ کفار کا لباس ہے۔ (۷۵)

اور اگر ظاہر پر محمول نہ کیا جائے بلکہ اس میں ایک عارفانہ پیغام ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے تو پھر امت محمدیہؐ کے بزرگ پہلے سے یہ لکھ چکے ہیں کہ "اگر خواب

Marfat.com

میں یا کشفی نظارے میں کسی کو زرد کپڑوں میں ملبوس دیکھو گے تو اس سے مراد بیماری ہوتی ہے۔" (۷۶)

مرزا طاہر احمد صاحب فرماتے ہیں۔

پس اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا مسیح چاہتے ہو تو اس کے سوا تمہارے لیے اور کوئی چارہ نہیں کہ آمد مسیح کے تصور کو صاف اور پاک کرو۔ اور یقین کر لو کہ اس پیش گوئی میں ایک تعبیر طلب پیغام تھا اور زرد کپڑوں سے مراد سوائے بیماری کے اور کچھ نہیں ہو سکتا لیکن اگر تم نے اصرار کرنا ہے اور ظاہری طور پر زرد کپڑوں میں دیکھنا ہے تو پھر تمہیں تمہارا مسیح مبارک ہو ہمیں تو وہی مسیح منظور ہے جو حضرت محمدؐ کے احکامات کے تابع ہے جس نے سرمو بھی شریعت اسلامیہ سے انحراف نہیں کیا اور اس کی زندگی کا ایک ادنیٰ سا جزو بھی حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر نہیں گیا۔

مسئلہ ختم نبوت

قادیانی مسئلہ کو ختم نبوت کا مسئلہ ہی سمجھا اور کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے مخالفت کرنے والوں نے "مجلس تحفظ ختم نبوت" نام سے تنظیم بنائی ہوئی ہے۔ عام لوگوں میں بھی قادیانیت کے حوالہ سے جو کم سے کم معلومات پائی جاتی ہیں وہ یہی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدؐ کو خاتم النبین تسلیم نہ کرتے ہوئے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ قادیانی اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔

7 اپریل 1985ء کو مرزا طاہر احمد صاحب نے برطانیہ میں سالانہ جلسہ کے اختتام کے موقع پر "عرفان ختم نبوت" کے موضوع پر طویل تقریر فرمائی جس کے بعض اقتباس ہم یہاں پیش کر رہے ہیں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے شمار تحریرات میں جو نثر میں بھی ہیں اور نظم میں بھی۔ اس بات کا قطعی ثبوت ملتا ہے کہ سب سے زیادہ عرفان کے ساتھ سب سے زیادہ یقین کے ساتھ سب سے زیادہ وسعت اور گہرائی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت پر یقین رکھتے تھے اور جس

Marfat.com

حد تک اور جس وسعت سے اس مضمون کو سمجھتے تھے اس کے پاسنگ کو بھی ہمارے مخالفین یا دوسرے علماء کبھی نہیں پہنچ سکے۔"

مرزا طاہر احمد مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"۔۔۔ جو الزامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ پر لگائے گئے ہیں ان میں سب سے زیادہ مکروہ' سب سے زیادہ دکھ دینے والا الزام یہ ہے کہ نعوذباللہ من ذالک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آیت خاتمہ النبین کے منکر تھے اور جماعت احمدیہ بھی آپ کی متابعت میں ایسا ہی عقیدہ رکھتی ہے۔

یہ ایک ایسا جھوٹا مکروہ اور بے بنیاد الزام ہے کہ جس کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پڑھی ہوں ایک لمحہ کے لیے بھی وہ اس الزام کو درخور اعتناء اور قابل توجہ نہیں سمجھے گا لیکن بدقسمتی تو یہی ہے کہ اکثر لوگ ان تحریروں سے ناآشنا ہیں اور جن تک وہ تحریریں پہنچائی جاسکتی تھیں حکومت پاکستان نے اس کی راہ میں تبر رکھ دیا اور وہ کتب ضبط کرلیں جن کے مطالعہ سے ایک عام مسلمان حقیقت حالی تک پہنچ سکتا تھا۔"

اس موقع پر مرزا طاہر احمد نے مرزا غلام احمد کی بعض تحریروں کے حوالے بھی دیئے۔

"اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوت' یقین' معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے۔ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا بجز ان لوگوں جو

Marfat.com

اس چشمہ سے سیراب ہوں۔" (۷۷)

2- "ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین و خیرالمرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔" (۷۸)

3- #"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیاء و صدق و صفا توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلی و اصفیٰ تھے اس لیے خدائے جل شانہ نے ان عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کہ صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لیے ایک نہایت صاف کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔" (۷۹)

4- "بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات قدسیہ سے شریک و مساوی نہیں ہو سکتا بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرتؐ کے کمالات سے کچھ نسبت ہو۔" (۸۰)

5- "ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست اور فہم تمام امت کی مجموعی فراست اور فہم سے زیادہ ہے بلکہ اگر ہمارے بھائی جلدی سے جوش میں نہ آئیں تو میرا تو یہی مذہب ہے جس کو دلیل کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں کہ تمام نبیوں کی فراست اور فہم آپ کی فہم اور فراست کے برابر نہیں۔" (۸۱)

6- تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا کمال کو پہنچ گئیں۔" (۸۲)

"تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکی ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اس کے اندر ہیں نہ اس کے بعد

Marfat.com

کوئی نئی سچائی آئے گی۔ اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لیے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا۔" (۸۳) ۔

مرزا طاہر احمد نے یہ حوالہ جات بیان کرنے کے بعد اپنی تقریر میں کہا کہ پرانے بزرگ بھی الگ الگ وہ باتیں کہتے رہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری جمع کردیں۔ پس جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے خاتم تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے تمام عشاق کے خاتم ہیں ایک پہلو بھی ایسا نہیں جو غیروں نے بیان کیا ہو ان سے بڑھ کر شان اور درجہ کمال کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان نہ فرمایا ہو یہاں مرزا طاہر احمد نے کچھ بزرگوں کے حوالے دیئے چنانچہ حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد الحسن الحکیم الترمذی (متوفی 308ھ) فرماتے ہیں۔

"ہمارے نزدیک خاتم النبین کے یہ معنی ہیں کہ نبوت اپنے جملہ کمالات اور پوری شان کے ساتھ محمدؐ میں جمع ہوگئی ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے آپ کے قلب مبارک کو کمال نبوت کے جمع کرنے کے لیے بطور برتن قرار دے دیا ہے اور اس پر مہر لگا دی ہے۔" (۸۴)

حضرت امام فخرالدین رازی (متوفی 544ھ) فرماتے ہیں۔

"عقل تمام کی خاتم ہے اور خاتم کے لیے واجب ہے کہ وہ افضل ہو۔ دیکھو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہوئے تو سب نبیوں سے افضل قرار پائے۔" (۸۵)

مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی فرماتے ہیں۔

"انبیاء بوجہ احکام رسانی مثل گورنر وغیرہ نواب خداوندی ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کا حاکم ہونا ضرور ہے۔ چنانچہ ...... جیسے عہدہ ہائے ماتحت ہیں سب میں اوپر عہدہ گورنری یا وزارت ہے اور سوا اس کے سب عہدے اس کے ماتحت ہوتے ہیں اوروں کے احکام کو وہ توڑ سکتا ہے اس کے احکام کو اور کوئی نہیں توڑ سکتا وجہ اس کی یہی ہوتی ہے اس پر مراتب عہدہ جات ختم ہو جاتے ہیں ایسے ہی خاتم مراتب نبوت کے اوپر کوئی عہدہ یا مرتبہ ہوتا ہی نہیں جو ہوتا ہے اس کے ماتحت ہے۔" (۸۶)

"کہ ختم الرسل حضرت محمدؐ کی بعثت کے بعد آپؐ کے متبعین کا آپؐ کی پیروی اور وراثت کے طور پر کمالات نبوت کا حاصل کرنا آپ کے خاتم الرسل ہونے کے

Marfat.com

منافی نہیں لہذا اے مخاطب تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔(۸۷)

حضرت امام باقر فرماتے ہیں۔

"ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم میں رسول انبیاء اور امام بنائے لیکن عجیب بات ہے کہ لوگ نبوت و امامت کی نعمتوں کا وجود آل ابراہیم میں تو تسلیم کرتے ہیں لیکن آل محمدؐ میں ان کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔"(۸۸)

چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب فرماتے ہیں۔

"کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔"(۸۹)

Marfat.com

حوالہ جات - قادیانیت اسلام کے لئے سنگین خطرہ

1- حقیقۃ الوحی، صفحہ 163، 164، 179، 180 وغیرہ
2- انجام آتھم، مطبوعہ قادیان صفحہ 62
3- اقتباس مباحثہ راولپنڈی مطبوعہ قادیان صفحہ 240
4- کتاب البریہ، دوسرا ایڈیشن 1932ء صفحہ 134
5- اربعین، جلد دوم صفحہ 17
6- تحفہ قیصریہ، صفحہ 12، از مرزا غلام احمد
7- سیرۃ المہدی، حصہ اول، صفحہ 32 مرزا بشیراحمد
8- تشحیذ الاذہان، قادیان، جون 1906ء
9- الفضل مورخہ 14 ستمبر 1938ء
10- تقریر مرزا بشیرالدین محمود جلسہ سالانہ 1945ء، مطبوعہ الفضل 17 اپریل 1946ء
11- حقیقۃ النبوت مرزا بشیرالدین محمود احمد، اقتباس اخبار بدر قادیان، مورخہ مارچ 1908ء
12- حقیقۃ النبوت مرزا بشیرالدین محمود احمد صفحہ 147
13- اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول
14- اشتہارات مرزا غلام احمد مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد دوم صفحہ 21
15- کشتی نوح مرزا غلام احمد صفحہ 47
16- کشتی نوح مرزا غلام احمد صفحہ 46
17- تشحیذ الاذہان، قادیان جلد 8، 12 اگست 1917ء
18- چشمہ معرفت مرزا غلام احمد صفحہ 41
19- اخبار الفضل، قادیان 22 ستمبر 1939ء
20- ترجمہ استفتاء عربی ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 16
21- ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 139
22- حقیقۃ النبوت، صفحہ 186 مرزا بشیرالدین محمود احمد
23- انوار خلافت صفحہ 65 مرزا بشیرالدین محمود احمد
24- حقیقۃ النبوت صفحہ 198ء مرزا بشیرالدین محمود احمد
25- حقیقۃ الوحی صفحہ 153 مرزا غلام احمد قادیانی
26- چشمہ معرفت صفحہ 317 مرزا غلام احمد
27- تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 148، مرزا غلام احمد
28- خطبہ الہامیہ، صفحہ 167، مرزا غلام احمد
29- تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 84، مرزا غلام احمد
30- مفہوم حاشیہ ازالہ اوہام صفحات 63 تا 73

Marfat.com

31- آئینہ صداقت صفحہ 35
32- کلمۃ الفصل' مطبوعہ ریویو آف ریلجس نمبر 3 جلد 14 صفحہ 110
33- انوار خلافت صفحہ 89' مرزا بشیر احمد محمود احمد
34- اخبار الفضل قادیان' مورخہ 25 اکتوبر 1917ء
35- انوار خلافت صفحہ 90
36- انوار خلافت صفحہ 93-94
37- کلمۃ الفصل مطبوعہ رسالہ ریویو آف ریلجس نمبر 4 جلد 14 صفحہ 169
38- ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ 46
39- تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ 29
40- اپنی جماعت کے لئے ضروری نصیحت اشتہار منجاب مرزا غلام احمد مطبوعہ تبلیغ رسالت جلد 10 صفحہ 123
41- تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ 10 مولف قاسم علی قادیانی
42- تریاق القلوب صفحہ 15 مرزا غلام احمد قادیانی
43- عریضہ بہ عالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی' منجانب مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ 65
44- شہادت القرآن مرزا غلام احمد قادیانی
45- مجموعہ لیکچرز مولانا نذیر احمد صفحہ 4'5 مطبوعہ 1890ء
46- رسالہ اشاعت السنہ جلد 6 نمبر 10 صفحہ 292' 293
47- THE MISSION P.46
48- THE MISSION - P.234
49- ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 495' 494
50- کشتی نوح صفحہ 15 مرزا غلام احمد قادیانی
51- ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 336' 337' 345
52- کرامات الصادقین صفحہ 37
53- نور الحق حصہ اول صفحہ 45 ترجمہ از عربی عبارت
54- گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ 12' 11
55- حقیقت المہدی صفحہ 28
56- رسالہ درود شریف صفحہ 67
57- اشاعۃ السنۃ النبویہ جلد 9 نمبر 10 صفحہ 49' 309
58- الاقتصاد فی مسائل الجہاد صفحہ 72
59- رسالہ اسباب بغاوت ہند مولف سرسید احمد خاں صفحہ 104
60- نصرت الابرار صفحہ 29 مطبوعہ لاہور

Marfat.com

61- مقالات شبلی جلد اول صفحہ 171
62- الجہاد فی الاسلام صفحہ 141- 142
63- الجہاد فی الاسلام صفحہ 142
64- برکات الدعا صفحہ 7
65- الحکم جلد 3 نمبر 29 صفحہ 4 بحوالہ ملفوظات جلد 1 صفحہ 325، 326
66- سیرت المہدی روایات بھائی عبدالرحمان قادیانی و اصحاب جلد 9 صفحہ 278
67- سیرت المہدی روایات نواب مبارکہ بیگم
68- حقیقتہ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 152
69- حقیقتہ الوحی صفحہ 84، 85
70- الفتوحات المکیہ مطبوعات مصر جلد 3 صفحہ 350
71- الخیر الکثیر صفحہ 236، 237 مترجم اردو
72- شرح القاشانی علی فصوص الحکم صفحہ 42، 43 ا
73- لائف آف محمد صفحہ 32
74- الاتقان جز 2 صفحہ 138
75- صحیح مسلم کتاب اللباس صفحہ 53
76- تتمہ الاتمام۔ جز اول صفحہ 49
77- ملفوظات جلد اول صفحہ 227، 228
78- ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 169، 170
79- سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 71
80- براہین احمدیہ چہار حصص روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 268
81- ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 307
82- اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 367
83- الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 311
84- کتاب خاتم الاولیاء صفحہ 341
85- تفسیر کبیر رازی جلد 6 صفحہ 31
86- مباحثہ شاہ جہانپور صفحہ 34
87- مکتوبات امام ربانی، مکتوب 301 صفحہ 432 جلد 1
88- الصافی شرح اصول الکافی جز سوم حصہ اول صفحہ 119
89- ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 170

Marfat.com

3- قادیانی مسلم کشمکش

گزشتہ ایک صدی کے دوران برصغیر پاک و ہند میں جس تحریک کی سب سے زیادہ مخالفت ہوئی جس فرقہ کو مٹانے کی سب سے زیادہ کوشش کی گئی اور جس مسلک کے پیروکاروں کو سب سے زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ تحریک وہ فرقہ اور وہ مسلک قادیانیت ہے۔

لیکن ان تمام تر مخالفتوں اور مشکلات کے باوجود اس کے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان میں اس وقت قادیانیت کو قبول کرنا گویا مشکلات و مسائل کے طوفان کو دعوت دینے کے مترادف ہے لیکن اس کے باوجود پاکستان میں بھی لوگ قادیانیت کو قبول کر رہے ہیں۔ اقلیت قرار دیئے جانے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے جاری ہونے کے بعد قادیانیت کی تبلیغ عملاً" ناممکن ہو کر رہ گئی تھی لیکن قادیانیوں نے اپنے انفرادی رابطوں کے ذریعے ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے کام کرنے کا جو جذبہ قادیانی حضرات کے اندر پایا جاتا ہے وہ اور کہیں نظر نہیں آتا۔

قادیانیت کی مخالفت اس کے پہلے روز سے ہی شروع ہو گئی تھی جو وقت کے ساتھ ساتھ شدت اختیار کرتی گئی۔ 1889ء قادیانیت کی ابتداء سے لے کر 1974ء قادیانیوں کو کافر قرار دیئے جانے تک قادیانی مسلم کشمکش کی ایک طویل داستان ہے جو انفرادی سطح پر تو ہر وقت جاری رہی لیکن کبھی کبھی اجتماعی شکل بھی اختیار کرتی رہی۔ اس داستان کو تفصیلا" بیان کرنے کے لیے سینکڑوں صفحات درکار ہیں بہرحال ہم اس باب میں مختصرا" قادیانی مسلم کشمکش کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے۔

قادیانیوں اور مسلمانوں کی کشمکش کی کہانی کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

Marfat.com

پہلا حصہ 1889ء سے لے کر 1947ء قیام پاکستان تک دوسرا حصہ قیام پاکستان سے 1974ء تک اور تیسرا حصہ 74ء سے زمانہ حال تک چلتا ہے۔

اس ساری کشمکش میں عقائد کے علاوہ بعض دوسرے عوامل بھی کارفرما رہے ہیں جن کو نظرانداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ قادیانیت کی مخالفت کی تاریخ کا جائزہ لینے والے کو سرسری مطالعہ سے ہی اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ مخالفت محض عقائد تک ہی نہیں رہی بلکہ ذاتیات تک چلی گئی ہے علاوہ ازیں ذاتی مفادات شامل ہو جانے سے یہ مخالفت روزبروز انتہا پسندی کی طرح بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ ان دنوں قادیانیت کی مخالفت غالباً" انتہا پسندی کی آخری حدود کو چھو رہی ہے۔ اس داستان میں افراد کے رویے بھی جائزہ لینے سے تعلق رکھتے ہیں جو ابتداء میں کچھ اور طرح کے تھے اور اب بہت سی محرومیوں اور ناکامیوں کے بعد عجیب انداز اختیار کر گئے ہیں۔

ایک بات جو اس ساری کشمکش میں ہم کو بڑی شدت کے ساتھ نظر آئی ہے اور اس پر کسی کو بھی اختلاف نہیں وہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی اسلام کے ساتھ گہری محبت اور جذباتی وابستگی ہے لیکن اس محبت اور وابستگی کی بنیادوں میں چونکہ علم اور مطالعہ شامل نہیں ہے اس لیے اس محبت کو استعمال کرکے ملاؤں اور سیاسی رہنماؤں نے مذہبی اور سیاسی میدان میں وہ کارنامے انجام دیئے ہیں کہ جنہیں آنے والی نسلیں ہمیشہ یاد رکھیں گی اور شاید اسی گہری محبت کے ردعمل کے طور پر نفرت کی ایسی شدید لہر اٹھے کہ اس کی زد میں موقع پرست اور مفاد پرست مذہبی و سیاسی رہنماؤں کی قبریں بھی آجائیں۔ سیاسی میدان میں ہم بنگلہ دیش کے قیام اور ایم کیو ایم کی صورت میں یہ ردعمل بھگت چکے ہیں اور بھگت رہے ہیں۔

قادیانیوں کی مخالفت کی داستان بھی عجیب ہے اور اپنے موجودہ زمانہ میں تو بالکل ہی عجیب رنگ اختیار کرچکی ہے۔ چنانچہ کتاب "مذہب کا سرطان" کے صفحہ 31 پر ایک کالم نگار کے کالم کا حوالہ دیا گیا ہے۔ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس کو پڑھ لیں۔ کالم نگار لکھتے ہیں۔

"اسلام کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ الزام تو لگتا رہا کہ مسلمانوں نے کافروں کو زبردستی کلمہ پڑھوایا۔ البتہ کلمہ پڑھنے والوں کو بنوک شمشیر اس

Marfat.com

سے باز رکھنے کی کوئی مثال پہلے موجود نہیں تھی۔ (کالم نگار امتناع قادیانیت آرڈیننس کے حوالے سے بات کررہے ہیں) کلمہ پڑھنے کا یہی مطلب ہے ناکہ اس "کافر" نے اقرار کیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں! جناب اکبر الہ آبادی کو شکایت تھی کہ

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

اس زمانے میں شاید یہ شاعرانہ مبالغہ آرائی تھی۔ کافر انگریز کی حکومت میں خدا کا نام لینے پر کسی نے کوئی پابندی عائد نہیں کی تھی۔ کوئی رپٹ نہیں لکھوائی تھی۔ یہ سعادت "اسلامی" حکومت کو نصیب ہوئی ہے کہ غیر مسلموں کو اللہ کی وحدانیت اور اسلامی معبودیت کے اقرار کی اجازت نہیں۔

غیر مسلم یہاں ایک سوال پوچھتے ہیں جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ امید ہے کہ کوئی صاحب اس پر روشنی ڈال سکیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا اسلامی مملکت میں "رب العالمین" اب فقط "رب المسلمین" رہ گیا ہے۔ کیا اس نے مومنین کے علاوہ "الناس" سے خطاب نہیں فرمایا؟ کیا اب غیر مسلموں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار کی اجازت نہیں؟ کیا غیر مسلموں کو محمدؐ کو اللہ کا رسول تسلیم کرنے کی اجازت نہیں؟

ان سوالوں کے اثبات میں جواب کے لیے قرآن پاک سے کیا استدلال ہے؟ اور نفی میں جواب کی صورت میں کسی کے کلمہ طیبہ پر پکڑ دھکڑ، گرفتاریاں اور قید و بند چہ معنی؟

علامہ اقبال کو 1928ء میں یہ احساس ہوگیا تھا کہ پیشہ ور ملا کو شہہ دینا کتنا خطرناک ہے۔ ایک مطبوعہ خط میں لکھتے ہیں۔ "آپ نے ٹھیک فرمایا ہے کہ پیشہ ور مولویوں کا اثر سرسید احمد خان کی تحریک سے بہت کم ہوگیا تھا۔ مگر خلافت کمیٹی نے اپنے پولٹیکل فتووں کی خاطر ان کا اقتدار ہندی مسلمانوں پر پھر قائم کردیا۔ یہ ایک سنگین غلطی تھی جس کا احساس ابھی تک کسی کو نہیں ہوا۔ مجھ کو حال ہی میں اس کا تلخ تجربہ ہوا ہے۔ کچھ مدت ہوئی ہے میں نے اجتہاد پر انگریزی میں ایک مضمون لکھا تھا جو یہاں میٹنگ میں پڑھا گیا تو بعض مولویوں نے مجھے کافر کہا۔"

قرآن پاک کی یہ واضح ہدایت ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس سے بے انصافی پر آمادہ نہ کرسکے۔ ہرحال میں انصاف کرو اور یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور سچے مومن حق بات کہنے میں کسی کے ملامت کرنے کی پرواہ نہیں کرتے۔

بغیر جرات اظہار کے سچائی ممکن نہیں ہے اور سچائی کے بغیر انفرادی طور پر میں نے اس موضوع پر مختلف قانون دان حضرات' جج صاحبان' دانشوروں اور علماء کرام سے تبادلہ خیال کیا ہے۔ نجی گفتگو میں وہ سب اس صورت حال پر نالاں ہیں۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ بہت ہوچکا ہے اس سے اسلام کی کوئی خدمت نہیں ہورہی۔ الٹی بدنامی ہورہی ہے۔ اس سلسلے کو بند ہونا چاہئے البتہ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھنے پر بحث ہوتی رہی۔ ایک ایسی ہی محفل میں ایک عالم دین نے گلہ کیا کہ قادیانیوں نے اقوام متحدہ بلکہ ساری دنیا میں پاکستان کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچایا ہے وہ پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کے سچے جھوٹے افسانوں کی مسلسل اشاعت کرتے ہیں ان کے پبلسٹی کے وسیع ذرائع ہیں دوسرے ملکوں کے لوگ ہمیں غیر مہذب' جاہل' متعصب اور وحشی تصور کرتے ہیں ایک اور صاحب نے ان کی "تائید" کرتے ہوئے کہا مولانا! یہ صرف قادیانیوں پر ہی منحصر نہیں ہے زمانہ ہی ایسا خراب آگیا ہے اور لوگ اتنے بے مروت ہوگئے ہیں کہ جس شخص کا بھی گلہ زور سے دبانے کی کوشش کریں وہی آگے سے لال لال آنکھیں نکالتا ہے اور جس کی چارپائی کے نیچے آگ جلائیں وہ بڑبڑا کر اٹھ بیٹھتا ہے اور بدکلامی پر اتر آتا ہے۔ سارا قصور قادیانیوں کا ہی ہے آپ کے بھائی بندوں نے جو شغل اپنا رکھا ہے وہ سب درست ہے۔

وہ مطمئن کہ سب کی زبان کاٹ دی گئی
ایسی خموشیوں سے مگر ڈر لگے مجھے

اقلیتوں کے ساتھ مثالی سلوک کے علاوہ ملاں شاہراہ ترقی میں مذہب کے نام پر سپیڈ بریکر تعمیر کرتے چلے جارہے ہیں جس سے حکومت خود بھی پریشان ہے لیکن ماحول ملاازم کی ایسی جکڑبندی اور خوف طاری ہے کہ حکومت بے بس نظر آتی ہے اور اپنے طرز عمل سے اس جال کی گرہیں اور مضبوط کرتی چلی جارہی ہے۔ ملک کے الیکٹرانک میڈیا دن رات ملاازم کی خدمت پر مامور ہیں بیسویں صدی اکیسویں صدی میں داخل ہورہی ہے۔ اس عہد میں ایسی صورتحال کو بدلنا کون سا مشکل ہے بشرطیکہ

Marfat.com

تقلید پرستی اور کٹر مذہبی جہالت پسندی کی اجارہ داری توڑ کر اجتہاد اور تحقیق و جستجو پر مبنی اسلامی پروگرام کو بھی تھوڑا بہت وقت دے دیا جائے۔ خیالات و نظریات کو ہمیشہ بہتر خیالات و نظریات سے ہی شکست دی جاسکتی ہے۔" یعنی اسلام کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ میں ایسی مخالف پہلے کبھی نہیں ہوئی کہ بعض افراد کو کلمہ طیبہ پڑھنے سے قانوناً منع کردیا جائے اور ایسا کرنے پر انہیں باقاعدہ سزا دی جائے۔ یہ اسلام کی منفرد خدمت ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کی۔

قادیانیت کی یہ مخالفت جو اس وقت ایک منفرد رنگ اختیار کرچکی ہے پہلے ایسے نہیں تھی بلکہ پہلے پہل اس کا انداز مناظرانہ ہی تھا لیکن رفتہ رفتہ لوگوں کے جذبات کو اس حد تک بھڑکا دیا گیا کہ نوبت قتل تک جا پہنچی...... اس صورتحال کا فائدہ بھی کسی حد تک قادیانیوں کو ہی پہنچا کہ معاشرے کے افراد کی اندرون خانہ ہمدردیاں ان کے ساتھ ہوگئیں۔ بعض نے آگے بڑھ کر قادیانیت قبول کرلی اور دنیا بھر میں قادیانی مظلوم بن گئے جبکہ ان کے مقابل افراد کا تعارف وحشی کی حیثیت سے ہونے لگا لوگ ان سے متنفر ہونے لگے اور ہو رہے ہیں۔"

پچھلے دو ابواب پڑھنے کے بعد اور زیر نظر تحریر پڑھتے وقت بھی آپ کو جو الجھن درپیش ہوگی وہ وہی ہے کہ قادیانی خود پر لگائے جانے والے الزامات اور اپنی طرف منسوب کیے جانے والے عقائد کی مسلسل تردید کرتے ہیں جبکہ مخالفین کی مہم کا تمام تر دارومدار ہی انہی الزامات پر ہے جن سے قادیانی انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ تاریخ محاسبہ قادیانیت کے مصنف کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

اکبر کے "دین الٰہی" سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک ہندوستان میں اسلام کے خلاف سازشوں کا ایک جال پھیلا ہوا ہے لیکن یہ خدا کے کام ہیں کہ ہر سازش ناکام بنانے کے لیے ہر دور میں فرزندان اسلام پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے علم و فضل اور جذبہ جہاد کے ساتھ دین کے تحفظ کی خدمت کا فریضہ ادا کیا.... یوں اکبر کے دین الٰہی سے لے کر مرزا غلام احمد کی نبوت تک کی داستان ہندوستان کے مسلمانوں کی فکری اور عسکری عروج و زوال کی داستان ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد سے ایک نئی داستان شروع ہوتی ہے۔ جس میں مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت اور اس کے پیروکار اگر ایک طرف اپنے باطل نظریات سے لیس ہوکر مذہب کا لبادہ اوڑھے ہوئے

Marfat.com

مسلمانوں کو نیچا دکھانے کی کوشش میں معروف ہیں۔ تو دوسری طرف مسلمانوں کے اندر غیور دینی و سیاسی رہنما نظر آتے ہیں جنہوں نے اپنے محدود وسائل کی حامل زندگی اس فرقہ باطلہ کی سرکوبی کے لئے وقف کردی لیکن مسیلمہ کذاب کے جانشینوں کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا۔ قوم کبھی مولانا محمد حسین بٹالوی' مولانا ثناء اللہ امرتسری اور پیر مہر علی شاہ کی قیادت میں اس گروہ کے خلاف نبرد آزما رہی تو کبھی حضرت انور شاہ کاشمیری اور علامہ اقبال کی قیادت میں فکری محاذ پر ڈٹ گئی پھر ایک ایسی شخصیت میدان عمل میں آئی کہ جس کی پشت پر اس وقت کے علماء حق کا ہاتھ تھا جس کے دست مبارک پر پانچ صد علمائے حق نے بیعت جہاد کرکے اسے امیر شریعت کا خطاب دیا اور امیر شریعت نے اس خطاب کا اپنے عمل سے حق ادا کردیا۔ امیر شریعت قصر باطل پر آسمانی بجلی بن کر گرے اور اپنی پوری جماعت کو اس قادیانی گروہ کے مکروہ چہرے سے نقاب کشائی کے لیے مامور کرکے ملت اسلامیہ پر احسان عظیم کیا۔ امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاری نے رد قادیانیت کو ایک عوامی رنگ دے کر قادیانی جماعت کو زچ کرکے رکھ دیا۔

دلستان بخاری سے چوہدری افضل حق' تاج الدین انصاری' شیخ حسام الدین' مولانا محمد علی جالندھری' آغا شورش کاشمیری اور سید ابوذر بخاری جیسے لوگ اٹھے جنہوں نے قادیانی تبلیغ اس کی نشرواشاعت کے سارے راستے مسدود کرکے اس تحریک دجل و فریب کے محاسبے کا حق ادا کردیا پھر انہی اکابرین کی مساعی سے 1934ء اور 1953ء میں تمام مسلمان ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوئے اور ہزاروں شہدائے ختم نبوت نے اپنے پاک اور قیمتی خون سے وقت کے ماتھے پر یہ تحریر لکھ دی کہ کوئی جھوٹا نبی خواہ کتنے ہی ظلی اور بروزی پردوں میں لپٹ کر آئے مسلمان اسے پہچانتے ہیں اور وہ ہر قسم کی قربانیاں دے کر ثابت کرسکتے ہیں۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری چشم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

قافلہ اہل جنون عشق کی راہوں پر ان اکابرین اسلام کے نقش قدم پر یونہی رواں دواں رہا۔ حتیٰ کہ 29 مئی 1974ء کا دن بھی ان آنکھوں نے دیکھا جب جھوٹی نبوت کے مکروہ چہرے پر معصوم طلبہ کے پاک خون کے چھینٹے پڑے اور اس خون کا

Marfat.com

انتقام لینے کے لیے پوری دھن میں آگے بڑھتے گئے۔ جیل کی دیواریں اور جبروتشدد کا خوف کوئی بھی ان کی راہیں نہ روک سکا اور بالاخر 7 ستمبر 1974ء کو حکومت وقت نے مسلمانان پاکستان کے مطالبہ حق پر لبیک کہہ دیا۔"

مزید لکھتے ہیں۔

"مرزا غلام احمد ایسے سازشیوں میں سرفہرست ہے جس نے عین اس وقت جب مسلمان انگریز کے خلاف جنگ آزادی میں مصروف تھے دعویٰ نبوت کرکے مسلمانوں کی پشت میں خنجر گھونپنے کی جسارت کی انگریز نے اپنی ساری عیاریوں کا سہارا لے کر مسلمانان پاک و ہند سے روح محمدیؐ چھیننے کے لیے ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی سے وہ کام لینے کی کوشش کی جو اس سے پہلے انگریزوں نے لارڈ کلایو کے ذریعے میر جعفر اور میر صادق سے لیا تھا۔ سیاسی میدان میں انگریزوں کے یہ حربے چونکہ انتہائی کامیاب رہے تھے اس لیے مذہبی میدان میں بھی ایک ایسے فرد کی تلاش تھی جو مسلمانوں سے جذبہ آزادی اور جذبہ جہاد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھین لے مکہ و مدینہ سے ان کی عقیدت ختم کرکے قادیان سے رشتہ الفت استوار کردے تاکہ مرکزیت اسلام کو تباہ کرکے مسلمانوں کو نئی ذلتوں کے غار میں باآسانی دھکیلا جاسکے۔

مرزا غلام احمد کی زندگی کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ابتدائی دور میں مرزا غلام احمد نے مبلغ اسلام بننے کی کوشش کی اور اس طرح آریہ سماجیوں اور عیسائیوں کے ساتھ مناظروں کا سلسلہ شروع کیا لیکن آہستہ آہستہ "بدو کے اونٹ" کی طرح پاؤں پسارے اور یکے بعد دیگرے ان گنت دعوے کرکے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ یہ داستان دلچسپ بھی ہے اور اندوہ گین بھی کہ کس طرح ایک شخص نے انگریزی اقتدار کا سہارا لے کر تعلیمات اسلامی کا مذاق اڑایا۔ اسلام کے نام پر کفرو الحاد کو پھیلا کر ایک ایسے فتنے کی داغ بیل ڈالی جس نے ملت اسلامیہ کے قلب و جگر کے لیے خنجر باطل کی حیثیت اختیار کرلی۔"

قارئین آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ آنے والے برسوں میں قادیانی مسلم کشمکش کس مسئلہ پر ہوگی وہی پرانی بات یعنی مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت' جماعت احمدیہ انگریز کا خودکاشتہ پودا' قادیانی انگریزی مفادات کے محافظ' اسلام کے دشمن وغیرہ

Marfat.com

وغیرہ۔

اب ایک نظر ان خیالات پر بھی ڈال لیجئے جو مختلف اکابرین نے بانی قادیانیت مرزا غلام احمد اور جماعت احمدیہ کے بارے میں پیش کیے۔ مخالفانہ آراء کو آپ پڑھتے ہی رہتے ہیں یہ تائیدی بیانات ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور غیر احمدی اکابرین

علامہ اقبال کے استاد اور مرشد شمس العلماء مولانا سید میر حسن (1844-1929ء) کو ہندوستان میں ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں رقم طراز ہیں۔

"حضرت مرزا صاحب 1864ء بغرض ملازمت شہر سیالکوٹ میں تشریف لائے اور قیام فرمایا چونکہ آپ عزلت پسند اور پارسا اور فضول، لغو سے مجتنب اور محترز تھے اس لیے عام لوگوں کی ملاقات جو اکثر تضیع اوقات کا باعث ہوتی ہے آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔"

"مرزا صاحب کو اس زمانہ میں مذہبی مباحثہ کا بہت شوق تھا چنانچہ پادری صاحبان سے اکثر مباحثہ رہتا تھا۔۔۔ پادری بٹلر صاحب ایم اے سے جو بڑے فاضل محقق تھے مرزا صاحب کا مباحثہ بہت دفعہ ہوا۔"

"چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کردی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کردیا پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیونکر ہوتے وہ دنیوی اشغال کے لیے بنائے (ہی) نہیں گئے تھے سچ ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند"

"حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو اس عاصی پر معاصی کے غریب خانہ کے بہت قریب ہے عمیرا نامی کشمیری کے مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے کچہری سے جب تشریف لاتے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے بیٹھ کر، کھڑے ہوکر، ٹہلتے ہوئے، تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے ایسی خشوع و خضوع سے تلاوت کرتے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔" (۱)

Marfat.com

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی فرماتے ہیں۔

"افسوس ہم نے ان کی قدر نہ کی ان کے کمالات روحانی کو بیان نہیں کر سکتا ان کی زندگی معمولی انسان کی زندگی نہ تھی بلکہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو خدا کے خاص بندے ہوتے ہیں اور دنیا میں کبھی کبھی آتے ہیں۔" (۲)

مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت سی کتابیں اور رسائل لکھے جن کی تعداد 80 سے زیادہ ہے علاوہ ازیں متعدد اشتہارات اور مضامین بھی تحریر کیے اس سلسلے میں سب سے پہلی کتاب "براہین احمدیہ" کے نام سے منظر عام پر آئی۔ اس وقت تک مرزا صاحب نے وہ دعوے ابھی نہیں کیے تھے جنہوں نے بعد میں ان کی شخصیت کو متنازعہ بنا دیا اور ان کے خلاف کفر کے فتوے جاری کیے گئے مولانا محمد حسین بٹالوی پہلے پہلے مرزا صاحب کے ہمنوا تھے لیکن بعدازاں شدید ترین مخالفت پر اتر آئے وہ "براہین احمدیہ" کے متعلق اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھتے ہیں کہ

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر میں ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی جانی و علمی و لسانی حالی قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً" آریہ دھرم سماج سے ایسے زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔"

مشہور مسلم اخبار "منشور محمدی" بنگلور کے مدیر مولوی محمد شریف بنگلوری لکھتے ہیں۔

"منافقوں اور دشمنوں کے سارے حملے دین اسلام پر ہو رہے ہیں ادھر دہریہ پن کا زور ادھر لا مذہبی کا شور کہیں برہمو سماج اپنے مذہب کو فلسفیانہ تقریروں سے دین اسلام پر غالب کیا چاہتے ہیں۔ ہمارے عیسائی بھائیوں کی پوری ہمت تو اسلام کے استیصال پر مصروف ہے اور ان کو اس بات پر یقین ہے کہ جب تک آفتاب اسلام اپنی پرتاب شعائیں دنیا پر ڈالتا رہے گا تب تک عیسوی دین کی ساری کوششیں بیکار اور تثلیث تین تیرہ رہے گی غرض سارے مذہب اور تمامی دین والے یہی چاہتے ہیں کہ کسی طرح دین اسلام کا چراغ گل ہو ...... مدت سے ہماری آرزو تھی کہ علمائے

Marfat.com

اسلام سے کوئی حضرت جن کو خدا نے دین کی تائیدانہ حمایت کی توفیق دی ہے کوئی کتاب ایسی تصنیف یا تالیف کریں جو زمانہ موجودہ کی حالت کے موافق ہو اور جس میں دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہوں خدا کا شکر ہے کہ یہ آرزو بھی بر آئی ۔۔۔ یہ وہی کتاب ہے جس کی تالیف یا تصنیف کی مدت سے ہم کو آرزو تھی۔" (۳)

اخبار "زمیندار" کے بانی منشی سراج الدین صاحب مرزا صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔ 1877ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے ہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی۔ ان دنوں میں بھی آپ عبادت اور وظائف میں اس قدر محو و مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے۔" (۴)

مولانا ابوالکلام آزاد مرزا صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو' وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص مذہبی دنیا کے لیے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان بنا رہا جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا ہے.... دنیا سے اٹھ گیا۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں۔

ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس

Marfat.com

خصوصیت میں وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدروعظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کرچکا ہے دل سے تسلیم کرنا پڑتی ہے ———— غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون ہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے۔ قائم رہے گا ———— کریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹے سے چھوٹا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرضیکہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق و عادات اور بلحاظ خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند میں ان کو ممتاز و برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا۔" (۵)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف فرماتے ہیں۔

"مرزا غلام احمد قادیانی حق پر ہیں اور اپنے دعویٰ میں راست باز اور صادق ہیں اور آٹھوں پہر اللہ تعالیٰ حق سبحانہ کی عبادت میں مستغرق رہتے ہیں اور اسلام کی ترقی اور دینی امور کی سربلندی کے لیے دل و جان سے کوشاں ہیں۔ میں ان میں کوئی مذموم اور قبیح چیز نہیں دیکھتا اگر انہوں نے مہدی اور عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ بھی ایسی بات ہے جو جائز ہے۔" (۶)

علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ نے مرزا غلام احمد کے بارے میں لکھا۔

"مرحوم ایک مانے ہوئے مصنف اور مرزائی فرقے کے بانی تھے..... آپ نے علوم شرقیہ میں کمال حاصل کیا۔ اپنی زندگی کے آخری دن تک کتابوں کے عاشق رہے اور دنیوی پیشوں سے پرہیز کرتے رہے۔ 1874ء تا 1876ء عیسائیوں' آریوں' برہمنوں کے خلاف شمشیر قلم خوب چلایا۔ آپ نے 1880ء میں تصنیف کا کام شروع کیا۔ آپ کی پہلی کتاب براہین احمدیہ اسلام کے ڈیفنس میں تھی۔ جس کے جواب کے لیے آپ نے دس ہزار روپے کا انعام رکھا۔ آپ نے انیسویں صدی کے لیے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ 1889ء میں بیعت لینی شروع کی..... آپ نے اپنی تصنیف کردہ اسی کتابیں چھوڑیں جن میں سے 20 عربی زبان میں ہیں بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا۔"

Marfat.com

"پیسہ اخبار" لاہور نے لکھا کہ

"مرزا صاحب کے حق میں جو کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے ہم کو اس سے سخت افسوس ہوا ہے کوئی مسلمان زنا کرے، چوری کرے، الحاد کا قائل ہو، شراب پیے، اور کوئی کبیرہ گناہ کرے کبھی علمائے اسلام اس کی تکفیر پر آمادہ نہیں سنے گئے مگر ایک باخدا مولوی کو جو قال اللہ و قال الرسول کی تابعداری کا اعلان کرتا ہے بعض جزوی اختلافات کی وجہ سے کافر گردانا جاتا ہے۔"

مرزا غلام احمد قادیانی کو ان کے دعووں سے قبل خادم اسلام کے طور پر تسلیم کیا جاتا تھا لیکن جب انہوں نے 1889ء میں مجدد ہونے اور بعد میں دوسرے دعوے کیے تو ان کی مخالفت میں ایک طوفان برپا ہوگیا۔ قیام پاکستان سے قبل ہمیں قادیانیت کی مخالفت کے سرخیل مولوی محمد حسین بٹالوی نظر آتے ہیں جنہوں نے نہ صرف مرزا غلام احمد کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا بلکہ انہوں نے مرزا صاحب کی تکفیر کے لیے دوسرے علماء سے بھی رابطے کیے تاہم بعد میں قادیانیت کی مخالفت کی قیادت سید عطاء اللہ بخاری نے سنبھال لی اور وہ مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے قادیانیت کے خلاف سرگرم عمل رہے۔ چنانچہ "تاریخ محاسبہ قادیانیت" کے مصنف پروفیسر خالد شبیر صفحہ 117 پر لکھتے ہیں۔

"مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل عقائد کو بعض اہل نظر علمائے حق نے اس وقت ہی بھانپ لیا تھا جب مرزا صاحب نے 1880ء میں اپنی کتاب براہین احمدیہ کے پہلے دو حصے شائع کیے تھے۔ وزیر آباد سے مولانا عبدالمنان، امرتسر سے مولانا ابوعبداللہ غلام العلی، قصور سے مولانا غلام دستگیر اور لدھیانہ سے مولانا محمد اور مولانا عبدالعزیز صاحب وہ علمائے حق تھے جنہوں نے مرزا صاحب کے بارے میں ابتداء میں ہی اس خدشے کا اظہار کردیا تھا کہ آگے چل کر یہ حضرت کوئی گل کھلانے والے ہیں۔"

"تاریخ محاسبہ قادیانیت" کے مصنف صفحہ 118 پر مولانا محمد حسین بٹالوی کا پہلا مناظرہ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

ان تمام افراد میں سب سے پہلے مرزا صاحب سے نبرد آزما ہونے والے مولانا محمد حسین بٹالوی تھے جو ایک مدت سے مرزا صاحب کے قریب ہونے کی وجہ سے انہیں اچھی طرح سے جانتے تھے اور جنہوں نے ابتدائی ایام میں جبکہ مرزا صاحب کا

Marfat.com

کفر ابھی کھل کر سامنے نہیں آیا تھا۔ مرزا صاحب کی معاونت اور حوصلہ افزائی کا فرض بھی ادا کیا۔۔۔۔۔۔ جب آپ نے دیکھا کہ مرزا صاحب اسلام کی حدود پھلانگ کر کفر کی آغوش میں آگرے ہیں تو سینہ سپر ہو گئے علماء سے مرزا صاحب کے کفر کا فتویٰ لیا اور بقیہ عمر رد قادیانیت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔

رد مرزائیت کے لیے پہلا مناظرہ لاہور میں ہوا جس میں مسلمانوں کی طرف سے مولانا محمد حسین بٹالوی مناظر تھے جبکہ قادیانیوں کی جانب سے مناظرے کے "امام غزالی" حکیم نورالدین تھے۔ مناظرے کا موضوع حیات مسیح علیہ السلام تھا۔

اس مناظرے کا اہتمام لاہور کے مرزائی حضرات نے کیا تھا جن میں منشی الٰہی بخش، منشی عبدالحق اور حافظ محمد یونس قابل ذکر ہیں۔ یہ تینوں حضرات اہل حدیث تھے اور لاہور کے اندر قومی کارکنوں کی حیثیت سے اچھے خاصے مشہور تھے لیکن بعد میں مرزائی ہو گئے۔ مولانا محمد حسین بٹالوی چونکہ بذات خود اہل حدیث تھے اس لیے انہیں ان کے مرزائی ہو جانے پر سخت افسوس ہوا اور وہ کبھی نہ کبھی وقت نکال کر ان حضرات کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے رہتے تھے لیکن اس کے مقابلے میں یہ لوگ اس ٹوہ میں تھے کہ موقع ملے تو مولانا محمد حسین بٹالوی کو حکیم نورالدین سے الجھا دیں تاکہ مولانا بٹالوی کو ذلیل و رسوا ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں ان کے نزدیک مولانا محمد حسین بٹالوی سے نجات حاصل کرنے کا ایک یہی طریقہ تھا چنانچہ اس سلسلے میں ان قادیانیوں نے ایک دفعہ جموں کا سفر کر کے حکیم نورالدین سے ملاقات بھی کی اور انہیں آمادہ کیا کہ وہ مولانا محمد حسین بٹالوی سے مناظرہ کریں لیکن حکیم نورالدین نے کمال خوبی سے ان حضرات کو ٹرخا دیا۔ ابھی اس واقعے کو کچھ زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ حکیم نورالدین صاحب اپنے کسی کام کے سلسلے میں لاہور آئے تو یہ تینوں حضرات حکیم نورالدین کو مولانا محمد حسین بٹالوی سے مناظرے کے لیے آمادہ کرنے پر کامیاب ہو گئے چنانچہ اس طرح لاہور کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ داتا کی نگری میں قادیانیت اور اسلام کے درمیان پہلا مناظرہ ہوا۔ اس مناظرے میں مولانا محمد حسین بٹالوی نے حکیم نورالدین صاحب کو خوب رگیدا اور انہیں دلائل و براہین کی طاقت سے لاجواب کر دیا۔ حکیم نورالدین نے مناظرہ بیچ میں چھوڑ کر لدھیانہ میں پناہ لی جہاں پر ان دنوں ان کے پیرو مرشد مرزا غلام احمد قیام پذیر تھے۔

Marfat.com

15 اپریل 1891ء کو مولانا محمد حسین بٹالوی نے لدھیانہ میں مرزا غلام احمد کو تار ارسال کیا جس میں تحریر تھا کہ آپ کا مرید خاص مناظرے سے فرار حاصل کر کے آپ کے پاس پہنچ چکا ہے اسے مناظرے پر آمادہ کریں یا پھر خود مناظر کے لیے تیار ہو جائیں۔ اس پر مرزا غلام احمد نے بعض شرائط پر مناظرے پر آمادگی ظاہر کی لیکن یہ شرائط ایسی تھیں کہ جن کو مولانا نے تسلیم کرنا مناسب نہ سمجھا۔"

مولانا محمد حسین بٹالوی کے حوالے سے تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھ لیجئے۔ تاریخ احمدیت جلد دوم کے مصنف صفحہ 190 پر لکھتے ہیں۔

"رسالہ "فتح اسلام" ابھی امرتسر میں چھپ ہی رہا تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی اتفاقاً" امرتسر پہنچے اور انہوں نے اس رسالہ کے پروف مطبع ریاض ہند سے منگوا کر دیکھے اور دیکھتے ہی آگ بگولہ ہو گئے۔ انہیں غصہ اس بات پر تھا کہ (مرزا صاحب) نے اپنے دعویٰ سے متعلق مجھ سے مشورہ نہیں کیا۔۔۔۔۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کو فتح اسلام اور توضیح مرام کے نسخے پہنچے تو انہوں نے اپنے دلی بغض و عناد کا برملا اظہار کرتے ہوئے اپنے اس فیصلے کا اعلان کر دیا کہ (ان کا رسالہ اشاعۃ السنہ) کے ذمہ یہ ایک فرض تھا کہ اس نے جیسا اس کو (مرزا صاحب) دعاوی قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا تھا ویسا ہی ان دعاوی جدید کی نظر سے اس کو زمین پر گرا دے۔ نیز مسلمانان ہند کو اشتعال دلانے کے لیے لکھا کہ فتنہ قادیانی ابھی فتنہ ہے کوئی دن میں قیامت ہوگا اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے مذہب و امن میں زبردست انقلاب واقع ہونے کا خدشہ ہے اس لیے اشاعۃ السنہ کا رسالہ اس کی سرکوبی کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کا یہ اعلان منظر عام پر آنا تھا کہ ملک بھر میں مخالفت کا طوفان بدتمیزی اٹھ کھڑا ہوا۔"

غرضیکہ بالکل ابتدائے قادیانیت میں مولانا محمد حسین بٹالوی نے قادیانیت کی مخالفت کے لیے دن رات ایک کر دیئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی جہاں بھی جاتے مولانا بٹالوی وہیں پہنچ جاتے۔ انہوں نے دور و نزدیک کے سفر کر کے علماء سے مرزا صاحب کے خلاف فتوے حاصل کیے اور اپنے طریقے سے قادیانیت کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ بٹالوی صاحب کی انہی کوششوں کے متعلق "تاریخ احمدیت" جلد دوم کے صفحہ

Marfat.com

196 پر تحریر ہے کہ

"مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے ہمنوا علماء نے فتویٰ تکفیر کے بعد مخالفت کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ابتداء میں قادیان کی ناکہ بندی کے لیے بٹالہ اسٹیشن سے قادیان والی نہر تک اپنے ایجنٹوں کا گویا ایک جال بچھا رکھا تھا۔ جو اسٹیشن سے اترتے ہی قادیان جانے والوں کو روکتے تھے ان ایجنٹوں نے ایک کیمپ لگا رکھا تھا جہاں جانے والوں کے لیے حقہ کا انتظام ہوتا تھا۔"

قادیانی مسلم کشمکش کے حوالے سے یہ تذکرہ بھی کرتے چلیں کہ اس سلسلے میں پہلے دن سے لے کر آج تک بہت سے علماء اور دوسرے دانشوروں نے قادیانیت کے سلسلے میں غیر جانبدارانہ رویہ اپنائے رکھا۔ ان دنوں جو علماء کرام غیر جانبدار ہیں اور جو مخالفت میں سرگرم عمل ہیں ان کے متعلق تو قارئین جانتے ہیں البتہ مرزا صاحب کے دعاوی کے وقت غیر جانبدار حضرات میں ان افراد کا نام شامل ہے۔ خواجہ الطاف حسین حالی پانی پتی، اکبر حسین رضوی، اکبر الہ آبادی، سرسید احمد خان، مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محل، مولانا سید امتیاز علی امتیاز، منشی محمد دین فوق، حکیم مولوی عبدالکریم صاحب برہم گورکھپوری، مولانا سراج الدین صاحب، محسن الملک نواب مہدی علی خان، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا شبلی نعمانی، نواب وقار الملک، سید مشتاق حسین اور مولوی عبدالحکیم شرر۔

علماء لدھیانہ کو چیلنج

3 مئی 1891ء کو مرزا صاحب نے علماء لدھیانہ کو چیلنج دیا کہ وہ مسئلہ حیات مسیح اور وفات مسیح پر ان سے مناظرہ کرلیں۔ علماء لدھیانہ نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم چونکہ آپ کو 1885ء میں کافر و مرتد اور انگریز کا جاسوس قرار دے چکے ہیں اس لیے ہمارے ساتھ مناظرہ کرنا چاہتے ہو تو اس کے لیے بہترین اور مناسب موضوع اکذاب و صداقت غلام احمد ہے۔ ہم دلائل و شواہد سے تمہیں کافر ثابت کرتے ہیں اور جواب میں تم ہمارے اس دعویٰ کی تکذیب میں اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرو۔ لیکن اس شرط پر مرزا غلام احمد مناظرہ کرنے پر رضامند نہ ہوئے۔ براہین احمدیہ کی

Marfat.com

اشاعت کے بعد پہلے پہل مخالفت کرنے والوں میں لدھیانہ کے علماء پیش پیش تھے اور مولانا محمد عبداللہ اور مولانا عبدالعزیز نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا۔ عزیز الرحمان جامعی نے اپنی کتاب "رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی اور جنگ آزادی" کے صفحہ 91، 92 پر اس فتویٰ کے واقعہ کو یوں تحریر کیا ہے۔

"لدھیانہ میں مختصر قیام کے زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی لدھیانہ آیا اور اس نے اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تو مولانا شاہ محمد عبداللہ صاحب مرزا غلام احمد کی قیام گاہ پر گئے اور مرزا کو دیکھتے ہی فرمایا یہ شخص کافر اور مرتد ہے اس کی بیعت مت کرو۔ یہ اپنے آپ کو مجدد نہیں بلکہ نبی اور پیغمبر ثابت کرنا چاہتا ہے مرزا کی مجلس میں اس طرح کے اعلان پر بڑا شور ہوا کہ بلا کسی دلیل کے مولانا شاہ محمد عبداللہ نے مرزا کو کافر اور مرتد قرار دے دیا ہے۔ اس وقت مرزا کی کتاب براہین احمدیہ چھپ چکی تھی۔ مولانا شاہ محمد عبداللہ صاحب نے رات بھر میں اس کتاب کا مطالعہ کیا اور صبح کو مرزا کی تحریروں کی بنیاد پر مکمل فتویٰ لکھ کر شائع کر دیا کہ ان تحریروں کی بناء پر مرزا کافر اور مرتد ہے۔ اس جرات آمیز اعلان پر سارے ہندوستان میں سنسنی پھیل گئی۔ ہندوستان کے بڑے بڑے علماء حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند کے اکابر تک مرزا کے کفر و ارتداد کے بارے میں کئی برس تک کوئی فیصلہ نہ دے سکے تھے لیکن آخرکار مرزا کے روزبروز نئے سے نئے الہامات کے اعلانات نے تمام ہندوستان کے علماء کو علماء لدھیانہ کی رائے سے اتفاق کرنے پر مجبور کیا کہ مرزا کافر اور مرتد ہے مرزا غلام احمد نے اپنی کتابوں میں اپنے اعلانات اور الہامات میں سب سے زیادہ گالیاں علماء لدھیانہ ہی کو دیں جو علماء لدھیانہ کے خاندان کے لیے یقیناً توشہ آخرت ہے۔"

مرزا غلام احمد قادیانی کے لدھیانہ کے خصوصی تعلق کے حوالے سے تاریخ محاسبہ قادیانیت کے مصنف صفحہ 122 پر لکھتے ہیں۔

"مرزا غلام احمد نے اپنی تحریک کا آغاز لدھیانہ سے اس لیے کیا کہ پنجاب کے اندر برطانوی استعمار کے لیے علماء لدھیانہ مستقل طور پر ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر چکے تھے۔ جنہوں نے انتہائی جرات اور دلیری کے ساتھ 1836ء سے 1857ء کی جنگ آزادی میں برطانوی سلطنت کے خلاف پیہم جہاد بالسیف کر کے برطانوی حکومت کو

Marfat.com

ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔

اس لیے ضروری تھا کہ انگریزی اطاعت و فرمانبرداری کی اس تحریک کو اس مرکز سے شروع کیا جاتا جو اہل فرنگ کی پریشانی کا باعث بن چکا تھا۔ 1857ء کی جنگ آزادی پر جن لوگوں نے بھی کتابیں تحریر کی ہیں ان میں اکثریت نے لدھیانہ کے لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ علماء لدھیانہ نے شاہ عبدالقادر لدھیانوی کی قیادت میں حب الوطنی کا عظیم مظاہرہ کیا۔"

قادیانیت اور مسلمانوں کی یہ کشمکش قیام پاکستان تک مناظروں اور مباہلوں کی حد تک ہی محدود رہی۔ سوائے 1934ء کے واقعات کے جب مجلس احرار کے اس معاملہ میں جماعتی حیثیت سے شامل ہو جانے پر قادیانیوں کے خلاف پہلی بار یہ ہوا کہ ان کے گھروں کو لوٹا اور انہیں مارا گیا البتہ یہ سب بہت محدود پیمانے پر ہوا۔

مولانا عبدالحق غزنوی امرتسری کی دعوت مباہلہ

امرتسر کے جن علمائے کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف محاذ قائم کیا۔ ان میں مولانا عبدالحق امرتسری کا نام بھی آتا ہے جنہوں نے مرزا صاحب کو دعوت مباہلہ دے کر سچ اور جھوٹ کو واضح کرنے کی کوشش کی۔ وہ اکثر و بیشتر مرزا غلام احمد صاحب کے خلاف اشتہار نکالا کرتے تھے اور بالآخر یہی اشتہار بازی دعوت مباہلہ کی صورت اختیار کر گئی۔ چنانچہ مولانا عبدالحق نے ایک اشتہار کے ذریعے مرزا غلام احمد کو دعوت مباہلہ دی جس کے جواب میں مرزا صاحب نے بھی ایک اشتہار چھپوایا۔ یہ دونوں اشتہار قارئین کے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں۔

اطلاع برائے اہل اسلام

(از صوفی عبدالحق غزنوی مباہل مرزا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ میں مرزا کے مباہلہ کا مدت سے پیاسا ہوں اور تین برس سے اس سے یہی درخواست ہے کہ اپنے کفریات پر جو تو نے شائع کیے ہیں مجھ سے مباہلہ کر۔ مگر چونکہ خاص کر وہ ان دنوں پادریوں کے مقابلے میں اسلام کی طرف سے لڑتا ہے تو اس موقع پر میں نے اور ہمارے مسلمان بھائیوں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ مرزا سے اس موقع پر مباہلہ یا مباحثہ یا اور کسی قسم

Marfat.com

کی چھیڑ چھاڑ کی جاوے تاکہ وہ پادریوں کے مقابلے میں کمزور نہ ہو جاوے لہٰذا میں نے یہ خط سطور الذیل بتاریخ 7 ذیقعد 1310ھ ارسال کیا کہ ہم کو آپ سے مباہلہ بدل و جان منظور ہے مگر تاریخ تبدیل کردو۔ وہ خط یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا غلام احمد قادیانی السلام علی من اتبع الہدیٰ چونکہ آپ آج کل اسلام کی طرف سے مخالفین اسلام کے ساتھ مقابلہ کرتے ہو اور اہل اسلام کی مدد میں ہو۔ لہٰذا اس موقع پر کسی مسلمان کو آپ پر حملہ کرنا یا آپ کے ساتھ مقابلہ یا مباہلہ میں پیش آنا نہایت نامناسب اور بہت ہی خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہے اور اس امر کی عقل اور عرف اجازت نہیں دیتی کیونکہ اس میں اسلام اور اہل اسلام کی ذلت اور بدنامی ہے۔

لہٰذا یہ تاریخ مقررہ آپ کی بے موقع ہے اس تاریخ کا بدلنا ضروری ہے ہم کو مباہلہ کرنا آپ سے بدل و جان منظور ہے۔ رسالہ موسوم بہ "سچائی کا اظہار" میں آپ لکھتے ہیں کہ عنقریب ایک جلسہ میں مباحثہ علماء لاہور سے 15 جون 1893ء تک ہونے والا ہے اس لیے ضروری ہے کہ مباہلہ اس مباحثہ کے بعد ہو جبکہ آپ اسلام کے مقابلہ پر ہوں۔ نیز آپ کا لیکچر اس موقع پر ہمیں بالکل منظور نہیں کیونکہ جب اپنی صفائی ظاہر کریں گے تو ہم بھی آپ کی تردید کریں گے پھر تو مباحثہ ہوا نہ مباہلہ یہ بحثوں کے جھگڑے تو ختم ہونے والے نہیں۔ مقام مباہلہ میں فقط فریقین یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹے پر لعنت کرے۔

فقط اس کا جواب بدست حاملان رقعہ ہذا بھیج دیں۔

راقم عبدالحق غزنوی بقلم خود 7 ذیقعد 1310ھ)

اس خط کا جواب جو مرزا صاحب نے بھیجا وہ بھی بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔

از طرف عبداللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و ایدہ۔

میاں عبدالحق غزنوی کو واضح ہو کہ اب حسب درخواست آپ کے جس میں آپ نے قطعی طور پر مجھ کو کافر اور دجال لکھا ہے مباہلہ کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے اور میرے امرتسر آنے کے لیے دو ہی غرضیں تھیں۔ ایک عیسائیوں سے مباحثہ اور

Marfat.com

دوسرے آپ سے مباہلہ۔ میں بعد استخارہ مسنونہ انہیں دو غرضوں کے لیے مع اپنے قبائل کے آیا ہوں اور جماعت کثیر دوستوں کی جو میرے ساتھ کافر ٹھہرائی گئی ہے ساتھ لایا ہوں اور اشتہار شائع کر چکا ہوں اور متخلف پر لعنت بھیج چکا ہوں۔ اب جس کا جی چاہے لعنت سے حصہ لے۔ میں تو حسب وعدہ میدان مباہلہ یعنی عیدگاہ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ خدا تعالیٰ کاذب اور کافر کو ہلاک کرے ——— یہ بھی واضح رہے کہ میں 15 جون کے مباحثے میں نہیں جاؤں گا بلکہ میری طرف سے اخویم حضرت حکیم نورالدین صاحب یا حضرت مولوی محمد حسن صاحب بحث کے لیے جاویں گے۔

ہاں یہ مجھے منظور ہے کہ مقام مباہلہ میں کوئی وعظ نہ کروں۔ صرف یہ دعا ہوگی کہ میں مسلمان اور اللہ کے رسولؐ کا متبع ہوں اگر میں اس قول میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالیٰ میرے پر لعنت کرے اور اگر یہ الفاظ میری دعا کے آپ کی نظر میں ناکافی ہوں تو جو آپ تقویٰ کی راہ سے لکھیں گے کہ دعا کے وقت یہ کہا جائے وہی لکھ دوں گا مگر اب ہرگز ہرگز تاریخ مباہلہ تبدیل نہیں ہوگی۔ لعنت اللہ من تخلف مناد حضر فی ذالک التاریخ والیوم والوقت والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

(خاکسار غلام احمد از امرتسر ہفتم ذی قعد 1310ھ)

غرض یہ ہے کہ اب میں بری الذمہ ہوں اور مجھ پر کسی قسم کی ملامت نہیں کیونکہ میں نے تاریخ کا بدلنا تو اس سبب سے چاہا تھا کہ اگرچہ میں اور دیگر مسلمان مرزا کو کیسا ہی گمراہ سمجھیں مگر جب وہ اسلام کی طرف سے لڑتا ہے تو ہم سب کو بجائے بددعا کے دعا اور مدد دینی چاہیے' مگر مرزا نے وہ تاریخ یعنی دہم ذی القعد نہیں بدلی۔

اب میں بھی اس وقت معینہ پر دہم ذی القعد 1310ھ بوقت دو بجے دن کے اپنا حاضر ہونا مقابلہ کے واسطے مقام مباہلہ میں فرض سمجھتا ہوں اور وہاں جاکر لیکچر یا وعظ یا اظہار صفائی طرفین سے مطلق نہ ہوگا جیسا کہ اس نے اپنے خط میں وعدہ کرلیا ہے کہ مقام مباہلہ میں کوئی وعظ نہ کروں گا۔ مقام عیدگاہ مباہلہ اس طریق پر بدین الفاظ ہوگا۔

یعنی میں عبدالحق تین بار باواز بلند کہوں گا کہ

میں مرزا کو ضال' مضل' ملحد' دجال' کذاب' مفتری' محرف کلام اللہ تعالیٰ و احادیث رسول اللہ سمجھتا ہوں اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر جو

کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کی ہو۔

مرزا تین دفعہ باواز بلند کہے

یا اللہ اگر میں ضال و مضل و ملحد دجال و کذاب و مفتری و محرف کتاب اللہ و احادیث رسول اللہ صلعم ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کرے جو کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کی ہو۔

المشتہر۔ عبدالحق از امرتسر پنجاب مورخہ 8 ذی القعد 1310ھ) (۷)

یہ مباہلہ مقررہ تاریخ پر پر امن طور پر ختم ہوا۔

قارئین مباہلہ اور مباحثے کی اس تاریخ کو آپ کے سامنے اس لیے بھی پیش کیا جارہا ہے تاکہ قادیانی مسلم کشمکش میں آپ اس تبدیلی کا اندازہ کر سکیں جو قیام پاکستان کے بعد رونما ہوئی یعنی جب تقریروں اور تحریروں کی بجائے ہاتھوں میں بعض دوسری چیزیں آگئیں جس سے جہاں حالات خراب ہوئے وہاں قادیانیت کو بھی پھیلنے کا موقع ملا۔

پیر مہر علی شاہ گولڑوی

قادیانیت کی ابتداء میں جن لوگوں نے اس تحریک کی مخالفت کی ان میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کا نام بھی لیا جاتا ہے "تاریخ محاسبہ قادیانیت" کے مصنف اپنی کتاب کے صفحہ 157 پر لکھتے ہیں۔

"حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اپنے دور کے مشہور صوفی بزرگ ہیں جن کا شجرہ نسب پچیس واسطوں سے حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی اور چھتیس سلسلوں سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے اسلاف میں سے حضرت پیر سید روشن دین اور ان کے چھوٹے بھائی پیر سید غلام رسول شاہ اپنے وطن ساڈھورہ شریف ضلع انبالہ (بھارت) سے نقل مکانی کرکے راولپنڈی سے چند میل دور بمقام گولڑہ شریف آباد ہوگئے یہ ان کے بزرگوں کا روحانی فیض تھا کہ وہ بہت جلد گردونواح میں مقبول ہوکر مرجع خلائق بن گئے اور یہ سلسلہ فیوض و برکات اس چھوٹے سے گاؤں میں آج بھی جاری و ساری ہے۔"

پیر صاحبؒ کے قادیانیت کی مخالفت کی طرف مائل ہونے کے حوالے سے "

Marfat.com

تاریخ محاسبہ قادیانیت" کے مصنف صفحہ 161 پر لکھتے ہیں۔
"یہ 1890ء کا واقعہ ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب بغرض ادائیگی حج بیت اللہ تشریف لے گئے اور آپ نے حجاز مقدس میں سکونت پذیر ہونے کا مکمل ارادہ فرما لیا لیکن یہاں پر جب آپ کی ملاقات حضرت امداد اللہ مہاجر مکی سے ہوئی تو انہوں نے کشف کی بنا پر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کو آگاہ کیا کہ عنقریب سرزمین ہند پر ایک عظیم فتنہ ظاہر ہونے والا ہے ایسے میں آپ ہندوستان میں زیادہ بہتر خدمات انجام دے سکیں گے کیونکہ اس وقت اگر آپ اپنے وطن میں بالفرض خاموش بھی رہے تو بھی ملک کے علماء اس فتنے سے محفوظ رہیں گے۔

چنانچہ آپ اپنے پیر و مرشد حضرت امداد اللہ مہاجر مکی کی خواہش کے مطابق واپس ہندوستان تشریف لائے جس کے ایک سال بعد یعنی 1891ء میں مرزائے قادیان نے دعویٰ نبوت کیا جو بعد میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے عظیم فتنہ ثابت ہوا جس کی جانب حضرت امداد اللہ مکی نے ایک برس پہلے ہی اشارہ کردیا تھا۔"

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی مخالفت قادیانیت کے حوالے سے "تاریخ محاسبہ قادیانیت" کے صفحہ 162 پر کچھ مزید حوالے درج ہیں وہ لکھتے ہیں۔
"ملفوظات طیبات میں درج ہے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ پیر مہر علی شاہ نے فرمایا کہ عالم رویاء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔"

ایک اور کشف

جن دنوں مرزا غلام احمد قادیانی نے بظاہر تحقیق حق کی غرض سے اشتہارات کے ذریعے دعوت دی تھی اور میں اسے منظور کرنے کا ارادہ کررہا تھا۔ مجھے اس نعمت عظمیٰ کا شرف حاصل ہوا۔ میں اپنے حجرہ میں بحالت بیداری آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ قعدہ میں جلوس فرما ہیں اور یہ عاصی بھی چار بالشت کے فاصلہ پر اسی حالت میں باادب تمام شیخ کی خدمت میں مرید کی حاضری کی طرح بالمقابل بیٹھا ہے اور مرزا غلام احمد اس جگہ سے دور مشرق کی طرف

Marfat.com

منہ کیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پشت کرکے بیٹھا ہے اس روایت کے بعد میں بمع احباب لاہور پہنچا لیکن مرزا اپنے تاکیدی وعدہ سے (بمثل انکار کرنے اور پھر جانے والے پر خدا کی لعنت ہو) پھر گیا اور لاہور نہ آیا۔"

اسی دوران مرزا غلام احمد قادیانی نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو ایک دعوت نامہ بھیجا جس میں کہا گیا تھا کہ میں مسیح موعود ہوں اور احیائے دین اور عروج اسلام کے لیے مامور کیا گیا ہوں آپ اس کام میں میری مدد کریں۔ جس کے جواب میں پیر صاحب نے مرزا صاحب کو لکھا کہ میں آپ کو مسیح موعود اور مامور من اللہ تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہوں۔

پیر مہر علی شاہ نے مرزا صاحب کی مخالفت میں ایک رسالہ "شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح" شائع کروا کے ملک بھر میں تقسیم کیا۔ جس کے بعد مرزا احمد قادیانی نے پیر مہر علی شاہ کو تحریری مناظرے کا چیلنج دیا۔

تحریری مناظرے کا چیلنج

مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

"پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی جو سخت مکذب ہیں ان کے ساتھ ایک طریق فیصلہ مع ان علماء کے جن کے نام ضمیمہ اشتہار ہذا میں درج ہیں۔

یہ صاحب جن کا نام عنوان میں درج ہے یعنی مہر علی شاہ صاحب ضلع راولپنڈی کے سجادہ نشینوں میں سے ایک بزرگ ہیں وہ اپنی رسمی مشیخیت کے غرور سے اس خیال میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح سے اس سلسلہ آسمانی کو مٹا دیں۔ چنانچہ اسی غرض سے انہوں نے دو کتابیں بھی لکھی ہیں جو اس پر کافی دلیل ہیں کہ وہ علم قرآن و حدیث سے کیسے بے بہرہ اور بے نصیب ہیں اور چونکہ ان لوگوں کے خیالات بالکل پست اور محدود ہوتے ہیں اس لیے وہ اپنے تمام ذخیرۂ لغویات میں ایک بھی ایسی بات پیش نہیں کرسکے جس کے اندر کچھ روشنی ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صرف اس دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں کہ بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود آسمان سے نازل ہوگا۔ حالانکہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اور کسی زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے یا کسی آخری زمانہ میں

Marfat.com

جسم عنصری کے ساتھ نازل ہوں گے۔ اگر لکھا ہے تو کیوں ایسی حدیث پیش نہیں کرتے۔ ناحق نزول کے لفظ کے الٹے معنی کرتے ہیں۔ خدا کی کتابوں کا یہ قدیم محاورہ ہے کہ جو خدا کی طرف سے اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوا۔ دیکھو انجیل یوحنا باب 1 آیت 38 اور اسی راز کی طرف اشارہ ہے سورہ انا انزلنٰہُ فی لیلتہ القدر میں اور نیز آیت ذکرا رسولا میں۔ یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ جیسے حضرت مسیح ان کے زعم میں فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اتریں گے۔ ایسا ہی ان کا عقیدہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرشتوں کے ساتھ آسمان پر گئے تھے بلکہ اس جگہ تو ایک براق بھی ساتھ تھا مگر کس نے آنحضرت کا چڑھنا اترنا دیکھا اور فرشتوں اور براق کو دیکھا؟ ظاہر ہے کہ منکر لوگ معراج کی رات میں نہ دیکھ سکے کہ فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر لے گئے اور نہ اترتے دیکھ سکے اس لیے انہوں نے شور مچا دیا کہ معراج جھوٹ ہے۔ اب یہ لوگ جو ایسے مسیح کے منتظر ہیں جو آسمان پر چڑھتا یا اترتا نظر نہ آیا تو کیا مسیح اترتا نظر آجائے گا۔ لعنتہ اللہ علی الکاذبین۔ کیا ابوبکر نے سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ فرشتوں کے معراج کی رات میں آسمان پر چڑھتے یا اترتے دیکھا؟ یا عمر فاروق نے اس مشاہدہ کا فخر حاصل کیا؟ یا علی المرتضیٰ نے اس نظارے سے کچھ حصہ لیا؟ پھر تم کون اور تمہاری حیثیت کیا کہ مسیح موعود کو آسمان سے معہ فرشتوں کے اترتا دیکھو گے۔ جو قرآن ایسی رویت کا مکذب ہے۔

سو اے مسلمانو کی نسل! ان خیالات سے باز آجاؤ تمہاری آنکھوں کے سامنے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوئے اور کسوف و خسوف تم نے رمضان میں دیکھ لیا اور صدی میں سے بھی سترہ برس گزر گئے۔ کیا اب تک مفاسد موجودہ کی اصلاح کے لیے مجدد پیدا نہ ہوا۔ خدا سے ڈرو اور ضد اور حسد سے باز آجاؤ اس غیور سے ڈرو جس کا غضب کھا جانے والی آگ ہے۔ اگر مہر علی شاہ اپنی ضد سے باز نہیں آتے تو میں فیصلہ کے لیے ایک سہل طریقہ پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کے راست باز بندے ہیں ان کے ساتھ تین طور سے خدا کی تائید ہوتی ہے۔

(1) ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق یعنی مابہ الامتیاز رکھا جاتا ہے اس لیے مقابلے

Marfat.com

کے وقت بعض امور خارق عادت ان سے سرزد ہوتے ہیں جو حریف مقابل سے صادر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ آیت **ویجعل لکم فرقانا** اس کی شاہد ہے۔

(2) ان کو علم معارف قرآن دیا جاتا ہے اور غیر کو نہیں دیا جاتا۔ جیسا کہ آیت **لا یمسہ الا المطھرون** اس کی شاہد ہے۔

(3) ان کی دعائیں اکثر قبول ہو جاتی ہیں اور غیر کی اس قدر نہیں ہوتیں جیسا کہ آیت **ادعونی استجب لکم** اس کی گواہ ہے۔ سو مناسب ہے کہ لاہور جو صدر مقام پنجاب ہے۔ صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لیے ایک جلسہ قرار دیا جائے اور اس طرح پر مجھ سے مباحثہ کریں کہ قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورت نکالیں اور اس میں سے چالیس آیات یا ساری سورت (اگر چالیس آیت سے زیادہ نہ ہو) لے کر فریقین یعنی یہ عاجز اور مہر علی شاہ صاحب اول تو یہ دعا کریں کہ یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک راستی پر ہے اس کو تو اس جلسہ میں اس سورت کے حقائق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں عین اس جلسہ میں لکھنے کے لیے اپنی اپنی طرف سے ایک روحانی قوت عطا فرما اور روح القدس سے اس کی مدد کر۔ اور جو ہم دونوں فریق میں سے تیری مرضی کے مخالف اور تیرے نزدیک صادق نہیں ہے اس سے تو توفیق چھین لے اور اس کی زبان کو فصیح عربی اور معارف قرآن کے بیان سے روک لے تاکہ لوگ معلوم کرلیں کہ تو کس کے ساتھ ہے۔ اور کون تیرے فضل اور تیری روح القدس کی تائید سے محروم ہے۔ پھر اس دعا کے بعد فریقین عربی زبان میں اس تفسیر کو لکھنا شروع کریں اور یہ ضروری شرط ہوگی کہ کسی فریق کے پاس کوئی کتاب موجود نہ ہو اور نہ کوئی مددگار۔ اور ضروری ہوگا کہ ہر ایک فریق چپکے سے بغیر آواز سنانے کے اپنے ہاتھ سے لکھے تاکہ اس کی فصیح عبارت کے سننے سے دوسرا فریق کسی قسم کا اقتباس یا سرقہ نہ کر سکے اور اس تفسیر کے لکھنے کے لیے ہر ایک فریق کو پورے سات گھنٹے مہلت دی جائے اور زانو بہ زانو لکھنا ہوگا۔ نہ کسی پردہ میں ہر ایک فریق کو اختیار ہوگا کہ اپنی تسلی کے لیے فریق ثانی کی تلاشی کرے اس احتیاط سے کہ وہ پوشیدہ طور پر کسی کتاب سے مدد نہ لیتا ہو اور لکھنے کے لیے فریقین کو سات گھنٹے کی مہلت ملے گی مگر ایک ہی جلسہ میں اور ایک ہی دن میں اس تفسیر کو گواہوں کے روبرو ختم کرنا ہوگا اور جب فریقین لکھ چکیں تو دونوں تفسیریں اور دستخط تین اہل علم کو جن

Marfat.com

کا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مہر علی شاہ صاحب کے ذمے ہوگا سنائی جائیں گی اور ان ہرسہ مولوی صاحبان کا یہ کام ہوگا کہ وہ حلفاً" یہ رائے ظاہر کریں کہ ان دونوں تفسیروں اور دونوں عربی عبارتوں میں سے کون سی تفسیر اور عبارت تائید روح القدس سے لکھی گئی ہے اور ضروری ہوگا کہ ان تینوں عالموں میں کوئی نہ اس عاجز کے سلسلے میں داخل ہو اور نہ مہر علی شاہ کا مرید ہو اور مجھے منظور ہے کہ پیر مہر علی اس شہادت کے لیے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی اور مولوی عبداللہ پروفیسر لاہوری کو یا تین اور مولوی منتخب کریں جو ان کے مرید اور پیرو نہ ہوں۔ مگر یہ ضروری ہوگا کہ تینوں مولوی صاحبان حلفاً" اپنی رائے کا اظہار کریں کہ کس کی تفسیر اور عربی عبارت اعلیٰ درجے پر اور تائید الٰہی سے ہے لیکن یہ حلف اس حلف سے مشابہ ہونی چاہئے جس کا ذکر قرآن میں قذف محصنات کے باب میں ہے جس میں تین دفعہ قسم کھانی ضروری ہے اور دونوں فریق پر یہ واجب اور لازم ہوگا کہ ایسی تفسیر جس کا ذکر کیا گیا ہے کسی حالت میں بیس ورق سے کم نہ ہو اور ورق سے مراد اس اوسط درجے کی تقطیع اور قلم کا ورق ہوگا جس پر پنجاب اور ہندوستان کے صدہا قرآن شریف کے نسخے چھپے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ پس اس طرز کے مباحثہ اور اس طرز کے تین مولویوں کی گواہی سے اگر ثابت ہوگیا کہ درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب کی تفسیر اور عربی نویسی تائید یافتہ لوگوں کی طرح ہیں اور مجھ سے یہ کام نہ ہوسکا۔ یا مجھ سے بھی ہوسکا مگر انہوں نے بھی میرے مقابلہ میں ایسا ہی کردکھایا تو تمام دنیا گواہ رہے کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تمام کتابیں جو اس دعویٰ کے متعلق ہیں جلا دوں گا اور اپنے تئیں مخذول اور مردود سمجھ لوں گا میری طرف سے یہی تجربہ کافی ہے جس کو میں آج بہ ثبت شہادت 20 گواہوں کے اس وقت لکھتا ہوں لیکن اگر میرے خدا نے اس مباحثے میں مجھے غالب کردیا اور مہر علی شاہ صاحب کی زبان بند ہوگئی اور نہ وہ فصیح عربی پر قادر ہوسکے اور نہ وہ حقائق و معارف سورۂ قرآنی سے کچھ لکھ سکے۔ یا یہ کہ اس مباحثہ سے انہوں نے انکار کردیا تو ان تمام صورتوں میں ان پر واجب ہوگا کہ وہ توبہ کرکے مجھ سے بیعت کریں اور لازم ہوگا کہ یہ اقرار صاف صاف لفظوں میں بذریعہ اشتہار دس دن کے عرصہ میں شائع کردیں۔

میں مکرر لکھتا ہوں کہ میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہوگا جبکہ مہر علی

Marfat.com

شاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی نہ لکھ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفرین کریں۔ کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا اور اگر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں جانتے ہیں کہ وہ مومن اور مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی ایسی دعا کریں اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا ہرگز قبول نہیں کرے گا کیونکہ وہ خدا کے مامور اور مرسل کے دشمن ہیں اس لیے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔

غرض یہ طریق فیصلہ ہے جس سے تینوں علامتیں متذکرہ بالا جو صادق کے لیے قرآن میں ہیں ثابت ہوجائیں گی یعنی فی البدیہہ عربی نویسی سے جس کے لیے بجز ایک گھنٹہ کے سوچنے کے لیے موقعہ نہیں دیا جائے گا فریق غالب کا وہ مابہ الامتیاز ثابت ہوگا جس کا نام فرقان ہے اور قرآنی معارف لکھنے سے وہ علامت متحقق ہو جائے گی جو آیت **لایمسہ الاالمطہرون** کا منشا ہے اور دعا کے قبول ہونے سے جو پیش از مقابلہ فریقین کریں گے فریق غالب کا حسب آیت **ادعونی استجب لکم** مومن مخلص ہونا بپایہ ثبوت پہنچے گا اور اسی طرح یہ امت تفرقہ سے نجات پا جائے گی۔ چاہیے کہ اس اشتہار کے وصول کے بعد جس کو میں رجسٹری کرا کر بھیجوں گا مہر علی شاہ صاحب دس دن تک اپنی منظوری سے مجھے اطلاع دیں۔ لیکن ضروری ہوگا کہ یہ اطلاع ایک چھپے ہوئے اشتہار کے ذریعے سے ہو جس میں میرے اشتہار کی طرح بیس لوگوں کی گواہی ہو اور بحالت مغلوبیت اپنی بیعت کا اقرار ہو۔

یاد رہے کہ مقام بحث بجز لاہور کے جو مرکز پنجاب ہے اور کوئی نہ ہوگا اور ایک ہفتہ پہلے مجھے بذریعہ رجسٹری شدہ خط کے اطلاع دینا ہوگا تاکہ اسی جگہ حاضر ہوجاؤں اگر میں حاضر نہ ہوا تو اس میں بھی میں کاذب سمجھا جاؤں گا۔ انتظام مکان جلسہ پیر صاحب کے اختیار میں ہوگا اگر ضرورت ہوگی تو بعض پولیس کے افسر بلا لیے جائیں گے۔ **ھذا ما ارانی ربی رب السموت العلی فادعوک یا قوی علی بصیرۃ من ربی و لعنتہ اللہ علی من تخلف منا او ابی والسلام علی من اتبع الھدی۔ تعالوالی کلمتہ سواء بیننا و بینکم و اتقوا اللہ الذی یسمع و یری** ⑧

(المشتہر خاکسار غلام احمد از قادیان 20 جولائی 1900ء)

Marfat.com

مرزا صاحب کے اس چیلنج کے جواب میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے 25 جولائی 1900ء کو ایک جوابی اشتہار شائع کروایا جس کے مطابق مناظرے کے لیے 25 اگست کی تاریخ طے کی گئی۔ گولڑوی صاحب لکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مورخہ 20/ جولائی 1900ء آج اس نیاز مند علمائے کرام ومشائخ کی نظر سے گذرا۔ مجھ کو دعوت حاضری جلسہ منعقدہ لاہور مع شرائط مجوزہ مرزا صاحب بسروچشم منظور ہے میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب بھی میری ایک ہی گزارش کو بہ سلک شرائط مجوزہ منسلک فرمائیں گے وہ یہ ہے کہ مدعی مسیحیت و مہدویت و رسالت لسانی تقریر سے بمشافہ حضار جلسہ اپنے دعوے کو بپایۂ ثبوت پہنچا دیں۔ بجواب اس کے نیاز مند کی معروضات عدیدہ کو حضرات حاضرین خیال فرما کر اپنی رائے ظاہر فرمائیں گے مجھ کو شہادت و رائے تینوں علمائے کرام مجوزہ مرزا صاحب (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی۔ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر لاہوری) کے قبول کرنے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ بعد ظہور اس کے کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ کو بہ پایۂ ثبوت نہیں پہنچا سکے مرزا صاحب کو بیعت توبہ کرنی ہوگی بعد اس کے عقاید معدودہ مرزا صاحب ہیں جن میں جناب ساری امت میں منفرد ہیں بحث تقریری و اظہار رائے ہو کر مرزا صاحب کو اجازت مقابلہ تحریر کی دی جائے گی۔ یہ وہ شرط ہے کہ جناب کے دعویٰ اور تحقیق حق کے لیے عندالعقلاء مقتضی بالطبع ہے۔ ظاہر ہے کہ تیز نویسی اور قافیہ سنجی کو بعد بطلان مضامین کے کچھ بھی وقعت اور عظمت نہیں ہے۔ حقیقت مضامین کا محفوظ رہنا عیاران صداقت کے لیے مہتم بالشان ہے۔ اظہار حقیقت بغیر اس طریق کے متصور ہی نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کے حقائق و معارف قرآنیہ سے تو ان کی تصانیف بھری ہوئی ہیں اور وہی جناب کے دعویٰ کو عدم حقیقت کی وجہ سے دھبہ لگا رہے ہیں۔ علمائے کرام کی تحریرات اور اہل دیانت وفہم کامل کی تقریرات اس پر شاہد ہیں تیز نویسی چونکہ بروز عیسوی وبروز محمدی سے بالکل اجنبی اور برطرف ہے لہٰذا اس کو موخر رکھا جائے گا۔ اس شرط کی منظوری سے مع تاریخ مقررہ کے مشرف فرمائیں نہایت ممنون ہو کر حاضر ہو جاؤں گا۔ قانون فطرت اور کرات و مرات کا تجربہ مع شہادت (ولن تجد لسنۃ اللہ

Marfat.com

تبدیلا) کے پیش گوئی کر رہا ہے کہ آپ کو عین وقت بحث میں الہام سکوتی ہو جاوے گا۔ آپ فرمائیں اس کا کیا علاج ہو گا۔

اپنے اشتہار میں اس الہام ضروری الوقوع کا مستثنیٰ نہ فرمانا صاف شہادت دے رہا ہے کہ ایسے الہامات عندیہ اور اپنے اختیاری ہیں ورنہ درصورت منجانب اللہ ہونے کے کیونکہ زیر لحاظ نہ ہوں اور مستثنیٰ نہ کیے جاویں۔ یہ بھی مانا کہ منجانب اللہ ہیں تو پھران پر تعمیل واجب ہوگی مشائخ اور علمائے کرام کو تشریف آوری سے بغیراز تضیع اوقات و تکلیف عبث کیا حاصل ہو گا۔ لہذا عرض کرتا ہوں کہ شرق سے غرب تک ان بزرگواروں کو آپ کیوں تکلیف محض دیتے ہیں۔ فقط یہ ایک ہی نیاز مند ان کا حاضر ہو جائے گا بشرط معروض الصدر نا منظوری شرط مذکور یا غیر حاضری جناب کی دلیل ہوگی آپ کے کاذب ہونے پر۔

آپ فرماتے ہیں کہ شمس الہدایت کے صفحہ 81 میں نیاز مند نے علم اور فقر میں لاف زنی کی ہے۔ ناظرین صفحہ مذکور کے ملاحظ فرمانے کے بعد انصاف فرما سکتے ہیں کہ آیا لاف زنی ہے اپنے بارہ میں یا تہدید ہے۔ بمقابلہ محاورات مثلا (اجماع کو رانہ) (ضرب نادان) (بے شرم) (علمائے یہود) وغیرہ جو آپ نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام صلح) میں دربارہ علمائے سلف شکراللہ سیعھم کے دیانت اور تہذیب لکھا ہے اور تفرد فی القرآن کا دعویٰ کیا ہے۔

آپ اس اشتہار کے صفحہ 3 کے آخر میں باریک قلم سے لکھتے ہیں کہ اگر وہ اپنی کتاب میں جہالت کا اقرار کرتے اور فقر کا بھی دم نہ مارتے تو اس کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ الخ۔

لاف زنی کی کیفیت تو ناظرین کو ملاحظہ مذکورہ سے معلوم ہو جائے گی۔ بھلا آپ یہ تو فرمایئے کہ جب آپ اپنی دعوت میں مامور من اللہ ہیں تو پھر لاف زنی پر اس دعوت کی بنا ٹھہرانی قول متنا قضین نہیں تو اور کیا ہے؟

مرزا صاحب نیاز مند کو مع علمائے کرام کے کسی قسم کا عناد یا حسد جناب کے ساتھ نہیں مگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم باعث انکار ہے۔ انصاف فرمائیں۔ مثل مشہور کا مصداق نہ بنیں (نالے چور نالے چتر) ظاہر تو عشق محمدی اور قرآن کریم سے دم مارنا اور در پردہ کیا بلکہ علانیہ تحریف کتاب و سنت کرنی

Marfat.com

اور پھر اس کمال پر مکتفی نہ رہنا بلکہ اوروں کو بھی اس کمال کے ساتھ ایمان لانے کی تکلیف دینا۔ بھلا پھر علماء کیسے خاموش بیٹھے رہیں۔ آپ اپنے اشتہار میں جو کچھ بہت زور شور سے ارشاد فرما چکے ہیں اگر بہ لحاظ اس کے کچھ لکھا بھی جاوے تو داخل گستاخی اور مورد عتاب اہل تہذیب نہیں ہو سکتا مگر تاہم لوگوں کو ہنسی سے شرم آتی ہے اس سے زیادہ آپ کے اوقات گرامی کی تضیع نہیں کرتا ہوں۔

والسلام

مہر علی شاہ از گولڑہ۔ 25 جولائی 1900ء (۹)

بہر حال یہ مناظرہ نہ ہوسکا۔ کیونکہ مرزا صاحب نے تحریری مناظرے کا اعلان کیا تھا جبکہ پیر صاحب اور ان کے ساتھی علماء تحریری مناظرے سے قبل ایک جلسہ عام میں عقائد پر بحث کے لیے بضد تھے۔ مرزا صاحب اپنے مؤقف سے دستبردار ہوئے نہ پیر صاحب نے مرزا کی بات مانی نیتجہ مناظرہ نہ ہو سکا۔ ہاں البتہ یہ ہوا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی 25 اگست کو لاہور پہنچ گئے اور جلسہ عام میں قادیانیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف تقریریں کیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مرزا غلام احمد قادیانی

مولانا ثناء اللہ امرتسری کا نام بھی اس فہرست میں شامل ہے جنہوں نے قادیانیت کی شدید مخالفت کی۔ آپ نے زندگی کے آخری لمحات تک اپنے آپ کو خدمت اسلام کے لیے وقف رکھا۔ جس خلوص اور محبت کے ساتھ آپ نے غیر اسلامی طاقتوں کے ساتھ علمی محاذ پر لڑائی لڑی اپنے تو اپنے بیگانے بھی اس کے معترف ہیں مولانا قادیانیت کے حوالے سے خود اپنے متعلق لکھتے ہیں۔

"میری تصانیف جو قادیان کے بارے میں ہیں ان کی تفصیل لکھوں تو قارئین کے ملال خاطر کا خطرہ ہے اس لیے مختصر طور پر بتاتا ہوں کہ قادیانی تحریک کے متعلق میری کتابیں اتنی ہیں کہ مجھے خود ان کا شمار یاد نہیں ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جس شخص کے پاس یہ کتابیں ہوں' قادیانی مباحث میں اسے کافی واقفیت ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ قادیانی لٹریچر کو جمع کرنے اور واقفیت حاصل کرنے میں میں نے بڑی محنت کی جس کا اثر یہ ہوا کہ ایک مجلس میں مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم مہتمم مدرسہ

Marfat.com

دیوبند نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ معلم لوگ 10 سال تک بھی محنت کریں تو بھی اس بارے میں آپ کی واقفیت تک نہیں پہنچ سکتے۔" (۱۰)

مولانا ثناء اللہ مزید لکھتے ہیں

"جس طرح مرزا غلام احمد صاحب کی زندگی کے دو حصے ہیں (براہین احمدیہ تک اور اس سے بعد) اسی طرح مرزا صاحب سے میرے تعلق کے بھی دو حصے ہیں۔ براہین احمدیہ تک اور براہین احمدیہ سے بعد۔ براہین احمدیہ تک میں مرزا صاحب سے حسن ظن رکھتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر کوئی 18'17 سال تھی میں بہ شوق زیارت پاپیادہ بٹالہ سے تنہا قادیان گیا۔ ان دنوں مرزا صاحب ایک معمولی مصنف کی حیثیت میں تھے مگر باوجود شوق اور محبت کے میں نے وہاں دیکھا مجھے خوب یاد ہے کہ میرے دل میں ان کی بابت جو خیالات تھے وہ پہلی ملاقات میں مبدل ہو گئے جس کی صورت یہ ہوئی کہ میں ان کے مکان پر دھوپ میں بیٹھا تھا وہ آئے اور آتے ہی بغیر السلام علیکم کے کہا تم کہاں سے آئے ہو۔ کیا کام کرتے ہو۔ میں ایک طالب علم علماء کا صحبت یافتہ جانتا تھا کہ آتے ہوئے السلام علیکم کہنا سنت ہے۔ فوراً" میرے دل میں آیا کہ انہوں نے مسنون طریقہ کی پرواہ نہیں کی کیا وجہ ہے۔ مگر چونکہ حسن ظن غالب تھا اس لیے وسوسہ دب گیا۔

جن دنوں آپ نے مسیحت کا دعویٰ کیا میں ابھی تحصیل علم سے فارغ نہیں ہوا تھا' آخر بعد فراغت میں آیا تو مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کیا دل میں تڑپ تھی' استخارے کیے' دعائیں مانگیں' خواب دیکھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب نے مجھے اپنے مخالفوں میں سمجھ کر مجھ قادیان پہنچ کر گفتگو کرنے کی دعوت دی۔"

مرزا صاحب لکھتے ہیں

"مولوی ثناء اللہ اگر سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیش گوئی کو جھوٹا تو ثابت کریں اور ہر ایک پیش گوئی کے لیے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا اور آمدورفت کا کرایہ علیحدہ" (۱۱)

اس دعوت کا نتیجہ یہ ہوا مولانا ثناء اللہ امرتسری قایان پہنچ گئے۔ اس واقعہ کے متعلق مولانا لکھتے ہیں

"انجام اس کا یہ ہوا کہ میں نے 10 جنوری 1903ء بمطابق 10 شوال 1320ھ کو

Marfat.com

قادیان پہنچ کر مرزا صاحب کو اطلاعی خط لکھا جو درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخدمت جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان خاکسار آپ کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی صفحہ 11'13 قادیان میں اس وقت موجود ہے جناب کی دعوت قبول کرنے میں آج تک رمضان شریف مانع رہا ورنہ اتنا توقف نہ ہوتا۔ اللہ جل شانہ کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے جناب سے کوئی ذاتی خصومت اور عناد نہیں ہے چونکہ آپ (بقول خود) ایک ایسے عہدہ جلیلہ پر ممتازو مامور ہیں جو تمام بنی نوع کی ہدایت کے لیے عموماً اور مجھ جیسے مخلصوں کے لیے خصوصاً ہے اس لیے مجھے قوی امید ہے کہ آپ میری تفہیم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں گے۔ اور حسب وعدہ خود مجھے اجازت بخشیں گے کہ میں مجمع میں آپ کی پیش گوئیوں کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کروں میں مکرر اپنے آپ کو اپنے اخلاص اور صعوبت سفر کی طرف توجہ دلا کر اسی عہدہ جلیلہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے آپ ضرور ہی موقع دیں۔

راقم ابوالوفا ثناء اللہ۔ 10 جنوری 1903ء

مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ کے جواب میں جو رقعہ تحریر کیا۔ اس کو اب قارئین کرام کے روبرو پیش کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم۔

از طرف عائذ اللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ آپ کا رقعہ پہنچا۔ اگر آپ لوگوں کی صدق دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک و شبہات پیش گوئیوں کی نسبت یا ان کے ساتھ اور امور کی نسبت جو دعوے سے تعلق رکھتے ہوں رفع کرادیں - تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہو گی اور اگرچہ میں کئی سال ہوگئے کہ اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس گروہ مخالف سے ہرگز مباحث نہیں کرونگا۔ کیونکہ اس کا نتیجہ بجز گندی گالیوں اور اوباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ مگر میں ہمیشہ طالب حق کے شبہات دور کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اگرچہ آپ نے اس رقعے میں دعویٰ تو کردیا کہ میں طالب حق ہوں مگر مجھے تامل ہے کہ اس دعوے پر آپ قائم رہ سکیں۔ کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر ایک بات کو کشاں کشاں بے ہودہ اور لغو مباحثات کی طرف لے آتے ہیں اور میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کر چکا ہوں کہ ان

Marfat.com

لوگوں کے ساتھ مباحثات ہرگز نہیں کروں گا۔ سو وہ طریق جو مباحثات سے بہت دور ہے وہ یہ ہے کہ آپ اس مرحلے کو صاف کرنے کے لیے پہلے اقرار کر لیں آپ منہاج النبوت سے باہر نہیں جائیں گے۔ اور وہی اعتراض کریں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یا حضرت عیسیٰ پر یا حضرت موسیٰ پر یا حضرت یونس پر عائد نہ ہوتا ہو اور حدیث اور قرآن کی پیش گوئیوں پر زد نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہوگی کہ آپ زبانی بولنے کے ہرگز مجاز نہ ہوں گے۔ صرف آپ مختصر ایک سطر یا دو سطر تحریر دے دیں کہ میرا یہ اعتراض ہے پھر آپ کو عین مجلس میں مفصل جواب سنا دیا جائے گا۔ اعتراض کے لمبا لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ایک سطر یا دو سطر کافی ہیں تیسری شرط یہ ہوگی کہ ایک دن میں صرف ایک ہی اعتراض آپ کریں گے۔ کیونکہ آپ اطلاع دے کر نہیں آئے چوروں کی طرح آگئے ہیں۔ ہم ان دنوں بباعث کم فرصتی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں خرچ کر سکتے - یاد رہے کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ عوام کالا نعام کے روبرو آپ وعظ کی طرح لمبی گفتگو شروع کر دیں بلکہ آپ نے بالکل منہ بند رکھنا ہوگا جیسے صم بکم اس لیے تا گفتگو مباحثہ کے رنگ میں نہ ہو جاوے۔ اول صرف ایک پیش گوئی کی نسبت سوال کریں۔ تین گھنٹہ تک میں اس کا جواب دے سکتا ہوں اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپ کو متنبہ کیا جاوے گا کہ اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور لکھ کر پیش کرو آپ کا کام نہیں ہوگا کہ اس کو سنا دیں۔ ہم خود پڑھ لیں گے مگر چاہیئے کہ دو تین سطر سے زیادہ نہ ہو۔ اس طرز سے آپ کا کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ آپ تو شبہات دور کرانے آئے ہیں۔ یہ طریق شبہات دور کرانے کا بہت عمدہ ہے۔"

میں بہ آواز بلند لوگوں کو سنا دوں گا کہ اس پیش گوئی کی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا ہے اور اس کا یہ جواب ہے اس طرح تمام وساوس دور کر دیئے جائیں گے۔ لیکن اگر یہ چاہو کہ بحث کے رنگ میں آپ کو بات کا موقعہ دیا جائے تو یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ 14 جنوری 1903ء تک میں اس جگہ ہوں بعد میں 15 جنوری کو ایک مقدمہ پر جہلم جاؤں گا۔ اگرچہ کم فرصتی ہے مگر 14 جنوری تک تین گھنٹے تک آپ کے لیے خرچ کر سکتا ہوں۔ اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے کام لیں تو یہ ایک ایسا طریقہ ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا۔ ورنہ ہمارا اور آپ

Marfat.com

لوگوں کا آسمان پر مقدمہ ہے خود خدا تعالیٰ فیصلہ کر دے گا۔
سوچ کر دیکھ لو کہ یہ بہتر ہو گا کہ آپ بذریعہ تحریر جو سطر دو سطر سے زیادہ نہ ہو ایک ایک گھنٹہ کے بعد اپنا شبہ پیش کرتے جاویں گے اور میں وہ وسوسہ دور کرتا جاؤں گا ایسے صد ہا آدمی آتے ہیں اور وسوسے دور کرا لیتے ہیں۔ ایک بھلا مانس شریف آدمی ضرور اس بات کو پسند کرے گا اس کو اپنے وساوس دور کرانے ہیں اور کچھ غرض نہیں۔ لیکن وہ لوگ جو خدا سے نہیں ڈرتے ان کی نیتیں ہی اور ہوتی ہیں۔ بالاخر اس غرض کے لیے کہ اب آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہیں تو قادیان سے بغیر تصفیہ سے خالی نہ جاویں دو قسموں کا ذکر کرتا ہوں۔ اول چونکہ میں رسالہ "انجام آتھم" میں خدا تعالیٰ سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے قطعی بحث نہیں کروں گا۔ صرف آپ کو یہ موقعہ دیا جائے گا کہ آپ اول ایک اعتراض جو آپ کے نزدیک سب سے بڑا اعتراض کسی پیش گوئی پر ہو۔ ایک سطر یا دو سطر حد تین سطر لکھ کر پیش کریں۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ پیشن گوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور منہاج نبوت کی رو سے قابل اعتراض ہے اور پھر چپ رہیں اور میں مجمع عام میں اس کا جواب دوں گا۔ جیسا کہ مفصل لکھ چکا ہوں۔ پھر دوسرے دن اسی طرح لکھ کر پیش کریں۔ یہ تو میری طرف سے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس سے باہر نہیں جاؤں گا۔ اور کوئی زبانی بات نہیں سنوں گا۔ اور آپ کی مجال نہیں ہوگی کہ ایک کلمہ بھی زبانی بول سکیں۔ اور آپ کو بھی خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر آپ سچے دل سے آئے ہیں تو اس کے پابند ہو جاویں اور ناحق فتنہ و فساد میں عمر بسر نہ کریں۔ اب ہم دونوں میں سے ان دونوں قسموں سے جو شخص انحراف کرے گا اور اس پر خدا کی لعنت ہے اور خدا کرے کہ وہ اس لعنت کا پھل بھی اپنی زندگی میں دیکھ لے آمین۔ سو میں اب دیکھوں گا۔ کہ آپ سنت نبوی کے موافق اس قسم کو پورا کرتے ہیں یا قادیان سے نکلتے ہوئے اس لعنت کو ساتھ لے جاتے ہیں۔ اور چاہیے کہ اول آپ مطابق اس عہد کے موکد بقسم کے آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر لکھ کر بھیج دیں۔ اور پھر وقت مقرر کر کے مسجد میں مجمع کیا جاویگا اور آپ کو بلایا جاویگا اور عام مجمع میں آپ کے شیطانی وساوس دور کر دیئے جائیں گے"۔

مرزا غلام احمد بقلم خود

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے جواب میں 11 جنوری 1903ء کو خط میں لکھا

"اس خط کو دیکھ کر چاہئے تھا کہ میں مایوس ہو جاتا مگر ارادے کے مستقل آدمی سے یہ امید غلط ہے کہ وہ ایک آدھ مانع پیش آنے سے مایوس ہو جائے اس لیے میں نے ایک خط لکھا جو درج ذیل ہے۔

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی - اما بعد

از خاکسار ثناء اللہ۔ بخدمت مرزا غلام احمد صاحب!

آپ کا طولانی رقعہ مجھے پہنچا افسوس کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا۔ جناب والا! جبکہ میں آپ کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی صفحہ 11/13 حاضر ہوا ہوں اور صاف لفظوں میں رقعہ اولی میں انہی صفحوں کا حوالہ دے چکا ہوں تو پھر اتنی طول کلامی جو آپ نے کی ہے بجز العادۃ طبیعۃ ثانیہ سے اور کیا معنی رکھتی ہے جناب من کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز احمدی کے صفحات مذکورہ پر تو اس نیاز مند کو تحقیق کے لیے بلاتے ہیں کہ میں (خاکسار) آپ کی پیش گوئیوں کو جھوٹی ثابت کر دوں تو فی پیش گوئی مبلغ 100 روپیہ انعام لوں اور اس رقعہ میں آپ مجھ کو ایک دو سطریں لکھنے کا پابند کرتے ہیں اور اپنے لیے تین گھنٹے تجویز کرتے ہیں۔ تلک اذا قسمتہ ضیزی

بھلا تحقیق کا یہ طریق ہے میں ایک دو سطر لکھوں اور آپ تین گھنٹے تک فرماتے جائیں۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آپ مجھے دعوت دے کر پچھتا رہے ہیں اور اپنی دعوت سے انکاری ہیں اور تحقیق سے اعتراض کرتے ہیں جس کی بابت آپ نے مجھے صفحہ 23 پر دعوت دی ہے۔ جناب والا! کیا انہیں ایک دو سطروں کے لکھنے کے لیے آپ نے مجھے در دولت پر حاضر ہونے کی دعوت دی تھی جس سے عمدہ میں امرتسر میں ہی بیٹھا ہوا کر سکتا تھا اور کر چکا ہوں مگر چونکہ میں اپنے سفر کی صعوبت کو یاد کر کے بے نیل و مرام واپس جانا کسی طرح مناسب نہیں جانتا۔ اس لیے میں آپ کی بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہوں۔ کہ میں دو تین سطریں ہی لکھوں گا۔ اور آپ بلاشک تین گھنٹے ہی تقریر کریں مگر اتنی اصلاح ضرور ہو گی کہ میں اپنی دو تین سطریں مجمع میں کھڑا ہو کر سناؤں گا اور ہر ایک گھنٹے کے بعد پانچ منٹ تک نہایت دس منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت اپنی رائے ظاہر کر دوں گا۔ اور چونکہ آپ مجمع

Marfat.com

عام پسند نہیں کرتے اس لیے فریقین کے آدمی محدود ہوں گے۔ جو پچیس پچیس سے زائد نہ ہوں گے آپ میرا بلا اطلاع آنا چوروں کی طرح فرماتے ہیں۔ کیا مہمانوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں اطلاع دینا آپ نے شرط نہیں کیا تھا۔ علاوہ اس کے آپ کو آسانی اطلاع ہو گئی ہو گی آپ جو مضمون سنائیں گے وہ اسی وقت مجھ کو دے دیجئے گا کارروائی آج ہی شروع ہو جاوے۔ آپ کے جواب آنے پر میں اپنا مختصر سا سوال بھیج دوں گا۔ باقی لعنتوں کی بات وہی ہے جو حدیث میں ہے۔"

صاف انکار:۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے اس خط کا جواب مرزا صاحب نے مرید خاص مولوی محمد احسن سے لکھوا کر مولانا کی خدمت میں ارسال کیا۔ لیجئے آپ امروہی صاحب کا وہ جواب بھی ملاحظہ فرمالیں جو انہوں نے اپنے پیرو مرشد کے حکم کے مطابق مولانا ثناء اللہ امرتسری کو تحریر کیا جس کے بعد یہ معاملہ ختم ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ **حامداً و مصلیاً**

مولوی ثناء اللہ صاحب آپ کا رقعہ حضرت اقدس امام الزماں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں سنا دیا گیا چونکہ مضامین اس کے محض عناد و تعصب آمیز تھے جو طلب حق سے بعد المشرقین کی دوری اس سے صاف ظاہر ہوتی تھی۔ لہذا حضرت اقدس کی طرف سے آپ کو یہی جواب کافی ہے کہ آپ کو تحقیق حق منظور نہیں ہے اور حضرت انجام آتھم میں نیز اپنے خط مرقومہ جواب رقعہ میں قسم کھا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے ہیں کہ مباحثہ کی شان سے مخالفین سے کوئی تقریر نہ کریں گے خلاف معاہدہ الٰہی کے کوئی مامور من اللہ کیونکر کسی فعل کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ طالب حق کے لیے جو طریق حضرت نے تجویز فرمایا ہے کیا وہ کافی نہیں۔ لہذا آپ کی اصلاح جو بطرز شان مناظرہ آپ نے لکھی ہے وہ ہرگز منظور نہیں اور یہ بھی منظور نہیں فرماتے کہ جلسہ محدود ہو بلکہ فرماتے ہیں کہ کل قادیان وغیرہ کے اہل الرائے مجتمع ہوں تا کہ حق و باطل سب پر واضح ہو جائے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

Marfat.com

گواہ شد　　　　11 جنوری 1903ء

محمد سردار ابو سعید　　خاکسار محمد احسن بحکم حضرت امام الزمان

11 جنوری 1903ء

اس کے بعد اپریل 1912ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری اور منشی قاسم علی قادیانی کے مابین مرزا غلام احمد کی دعا اور وفات کے حوالے سے مناظرہ ہوا جس میں ایک سکھ ثالث نے فیصلہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کے حق میں دیا۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی اور مرزا غلام احمد قادیانی

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں قادیانی مسلم کشمکش قیام پاکستان سے قبل کسی حد تک خصوصاً" موجودہ دور کے مقابلے میں مہذب ہی رہی اور کم از کم ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اور دیگر گھٹیا ہتھکنڈے استعمال کرنے کی نوبت کم ہی آئی۔ چنانچہ اس حوالے سے مولانا احمد رضا خان بریلوی نے بھی قادیانیت کی مخالفت کی لیکن ان سے اس حد تک کہ انہوں نے کسی مرید کے سوال کرنے پر مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کیا۔

گزشتہ صفحات میں ہم چند علماء کا تذکرہ کر چکے ہیں جنہوں نے قادیانیت کے خلاف جدوجہد کی اس کے علاوہ بھی بعض علماء انفرادی طور پر اور مقامی سطح پر قادیانیوں کے ساتھ مناظرے کرتے رہے یہاں تک کہ تقسیم ہند کا وقت آ پہنچا۔ ہاں اس بات کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ مجلس احرار اپنے قیام کے بعد ہی قادیانیت کے خلاف سرگرم ہو گئی اور یہ پہلی جماعت تھی جس نے جماعتی حیثیت میں اجتماعی طور پر قادیانیت کے خلاف مہم چلائی اور قادیانیت کی مخالفت کو عوامی رنگ دیا۔ اس سلسلے میں چوہدری افضل حق اور سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے نمایاں کردار ادا کیا۔ اس حوالے سے تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم یہاں درج بالا دونوں حضرات کے قادیانیت کے متعلق خیالات کے چند حوالے درج کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے سید عطاء اللہ شاہ بخاری فرماتے ہیں۔

"ہندوستان میں انگریزوں نے حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی اور وہ مسلمانوں ہی کو انقلاب 1857ء کا ذمہ دار سمجھتے تھے گو مسلمان غیر منظم ہونے کی وجہ سے جنگ آزادی ہار چکے تھے لیکن ہنوز انگریزوں کو کھٹکا تھا۔ چنانچہ مسلمانوں کے جذبہ حریت کو

Marfat.com

کچلنے کے لیے انگریزوں نے جس بربریت کا مظاہرہ کیا تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس کے باوجود برطانوی استعمار پرستوں کو اطمینان قلب نہیں تھا۔ یہ کانٹا بدستور ان کے دل میں کھٹک رہا تھا کہ یہ شیر زخمی ہو چکا ہے۔ ایک دفعہ پھر حملہ آور ہو گا انگریز چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ختم کیا جائے اور ان کے شیرازے کو منتشر کر دیا جائے تاکہ وہ پھر سر نہ اٹھا سکیں لیکن اس آرزو کے اس وقت تک پورا ہونے کی کوئی صورت نہ تھی جب تک مسلمان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا طوق گلے میں ڈالے ہوئے تھے"۔

مزید فرماتے ہیں۔

"مرزائیت کی تحریک جو مذہبی روپ میں نمودار ہوئی دراصل مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد فنا کرنے اور ان کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ایک خوفناک سازش ہے جو انگریزی دور حکومت میں تیار کی گئی مرزائیت کی تنظیم انگریزی راج کو دوام بخشنے کی ایک تدبیر ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری زندگی انگریزوں کی قصیدہ خوانی میں گزری۔ مرزائیت کو ہم ایک ایسے درخت سے تشبیہ دے سکتے ہیں جس کی آبیاری اور حفاظت اپنی سیاسی مصلحت کے تحت انگریز کرتے رہے اور جب تک وہ یہاں رہے اس کے برگ و بار سے متمتع ہوتے رہے"۔

مفکر احرار چوہدری افضل حق فرماتے ہیں۔

"مرزائیت عیسائیت کی توام بہن ہے یہ تحریک انگریزی حکمت عملی کی آغوش میں پل کر بڑھی۔ پھلی اور پھولی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیت کے بانی مرزا غلام احمد صاحب نے پلومر کی ٹانک وائن سے مست ہو کر ایک مکتوب میں اپنی نبوت کو انگریز کا خود کاشتہ پودا بیان کر کے برطانوی سرکار سے ناجائز تعلقات کی پوری کہانی بے خبری میں کہہ دی۔ اس دستاویزی ثبوت کے بعد کوئی عقل کا اندھا ہی مرزائیت کی راہ اختیار کر سکتا ہے۔ تاہم عقل کے پیچھے لٹھ لے کر پھرنے والوں کی کمی نہیں۔ تکمیل دین کے بعد اجرائے نبوت کے قائل مرزائی لوگ گویا تاج محل پر مٹی کا بھدا گھروندا تیار کر کے ذوق سلیم کی توہین کرنا چاہتے ہیں۔ جس طرح فن تعمیر کے ماہر ایسے کور ذوق لوگوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اسی طرح سچے مسلمان ایسے کور باطن مذہب کو

Marfat.com

قبول نہیں کر سکتے۔"

تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء

پاکستان کے قیام کے بعد 53ء میں پہلی بار قادیانیت کے خلاف ایک بھرپور تحریک چلائی گئی۔ اس تحریک کو 74ء کی تحریک سے بھی بڑا قرار دیا جاتا ہے۔ اس تحریک کے دوران بہت سے افراد مارے گئے اور درجنوں زخمی ہوئے۔ متعدد علماء کو گرفتار کیا گیا اور صورت حال بے قابو ہونے پر مارشل لاء بھی نافذ کیا گیا۔

53ء کی تحریک ختم نبوت کے متعلق جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال اپنی کتاب یادیں کے صفحہ 142ء پر لکھتے ہیں۔

"53ء میں (تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران) علماء نے ایک مرتبہ پھر سیاسی طور پر قوت یا اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کی تو وہ اینٹی احمدیہ موومنٹ تھی۔ اس کے پیچھے بعض سیاسی عناصر تھے جن کا مقصد یہ تھا کہ کسی نہ کسی طریقے سے خواجہ ناظم الدین کی وزارت عظمیٰ کو ختم کیا جائے۔ اس موقع پر پہلی مرتبہ ہم نے اسلام کو بطور سیاسی حربے کے استعمال کیا"۔

نبی آخر الزمان محمدؐ کے نام پر چلائی جانے والی اس تحریک کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کے شروع کرنے میں ممتاز دولتانہ کا ہاتھ تھا۔ غالباً" ڈاکٹر جاوید اقبال نے نام لیے بغیر اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ مذہب کے نام پر استعمال ہونے والے سادہ لوح عوام کو صورت حال سے سبق سیکھنا چاہیے۔ اسی تحریک تحفظ ختم نبوت کے متعلق گورنر جنرل پاکستان نے فرمایا تھا کہ "صدیوں سے اسلامی تاریخ علمائے سو کی بد اعمالیوں کا ریکارڈ ہے۔ لاہور اور پنجاب کے دوسرے حصوں میں جو کچھ ہوا اس سے ہماری گردنیں شرم سے جھک جانی چاہئیں۔ (۱۲)

اسی حوالے سے 16 مئی 53ء کو حمید نظامی نے یہ اداریہ تحریر کیا۔

"عزت مآب گورنر جنرل نے مسلمانان پاکستان کو جو تنبیہہ کی ہے وہ اس قابل ہے کہ قوم ہوش گوش سے سنے۔ یہ قوم دھوکے پہ دھوکہ کھاتی ہے اور پھر نیا دھوکہ کھانے کے لیے آمادہ ہو جاتی ہے گورنر جنرل نے بڑی اخلاقی جرات سے کام لیا ہے کہ واشگاف الفاظ میں قوم کو خبردار کیا ہے کہ وہ علمائے سو سے بچے کیونکہ علمائے سو

Marfat.com

نے ہی ماضی میں اسلام اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا۔ اسلام کی پوری تاریخ علمائے سو کے کارہائے شنیع سے داغدار ہے۔ یہ وہ علماء ہیں جنہوں نے دنیا کو دین پر ترجیح دی۔ ان میں ایسے بھی تھے۔ جن کا خطاب شیخ الاسلام تھا۔ ان میں ایسے بھی تھے جو مسند ارشاد پر فائز تھے ان میں ایسے بھی تھے جو "قدوۃ السالکین اور زبدۃ العارفین" کہلانا پسند کرتے تھے مگر انہوں نے اسلام کے نام پر فتنے برپا کر کے اسلام کی جڑیں کھوکھلی کیں۔ انہوں نے ملت کے نام پر بظاہر معصوم تحریکیں چلائیں لیکن ملت کو ہی برباد کیا۔ تاریخ گواہ ہے۔ کہ عجم میں بعض ایسے علمبرداران اسلام جنہوں نے مسلمانوں کو اللہ اور رسولؐ اور اسلام کے نام پر لڑایا فی الحقیقت مسلمان بھی نہ تھے وہ دراصل یہودی یا مجوسی تھے۔ خدا پاکستان کو اپنی حفاظت میں رکھے"۔

"سینٹ بارتھولو میوڈے" فرانس کی تاریخ کا وہ دن ہے جس کے ذکر سے آج بھی فرانس شرماتا ہے۔ یہ وہ دن ہے جس کا چہرہ رات کی طرح سیاہ تھا۔ یہ وہ رات تھی جب ملک کے رومن کیتھولک مذہبی راہنماؤں اور بادشاہ وقت کی باہمی سازش سے پروٹسٹنٹ فرقہ سے تعلق رکھنے والے کمزور اور بے کس عیسائیوں کا ایک سفاکانہ قتل عام کیا گیا اور اس بے دردی سے ان کو مارا گیا کہ اہل فرانس ہی نہیں انسان بحیثیت مجموعی اس کے ذکر سے شرمانے لگتا ہے۔

اس دن کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر ولیم ہاوٹ اپنی کتاب "ہسٹری اف پریسٹ کریفٹ ان آل ایجز" میں لکھتے ہیں

"قاتلوں کے شور مظلوموں کی آہ و فغاں اور زخمیوں کی چیخ و پکار سے قیامت برپا تھی۔ مقتولوں کے جسم کھڑکیوں سے باہر پھینکے اور بازاروں میں سڑکوں پر گھسیٹے گئے اور اس سلسلہ میں بچوں اور بوڑھوں' مردوں اور عورتوں میں کوئی امتیاز روا نہ رکھا گیا ان کے ناک' کان وغیرہ کاٹے گئے اور یہ سب کچھ خدا کی عزت و عظمت کو قائم کرنے کے لیے کیا گیا۔ (۱۳)

ہم نے یہاں فرانس کے اس دن کا تذکرہ اس لیے کیا ہے کہ 53ء کے فسادات کے متعلق تحقیقات کرنے والی تحقیقاتی عدالت کے فاضل جج صاحبان تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے صفحہ 171ء پر لکھتے ہیں کہ

"اس دن کے واقعات کو دیکھ کر سینٹ بارتھولو میوڈے یاد آتا تھا"۔

53ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے متعلق حتمی رائے قائم کرنے کے لیے تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے بعض اقتباسات بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

انسانوں کے بڑے بڑے مجمعوں نے جو معمولی حالات میں معقول اور سنجیدہ شہریوں پر مشتمل تھے ایسے سرکش اور جنون زدہ ہجوم کی شکل اختیار کرلی تھی جن کا واحد جذبہ یہ تھا کہ قانون کی نافرمانی کریں اور حکومت وقت کو جھکنے پر مجبور کردیں۔ اس کے ساتھ ہی معاشرے کے ادنیٰ اور ذلیل عناصر موجودہ بدنظمی اور ابتری سے فائدہ اٹھا کر جنگل کے درندوں کی طرح لوگوں کو قتل کر رہے تھے۔ ان کی املاک لوٹ رہے تھے اور قیمتی جائیدادوں کو نذر آتش کر رہے تھے محض اس لیے کہ یہ ایک دلچسپ تماشا تھا یا کسی خیالی دشمن سے بدلہ لیا جا رہا تھا۔ پوری مشینری جو معاشرہ کو زندہ رکھتی ہے پرزہ پرزہ ہو چکی تھی"۔ (۱۴)

"احرار کے رویہ کے متعلق ہم نرم الفاظ استعمال کرنے سے قاصر ہیں۔ ان کا طرز عمل بطور خاص مکروہ اور قابل نفرین تھا۔ اس لیے کہ انہوں نے ایک دنیاوی مقصد کیلئے ایک مذہبی مسئلہ کو استعمال کرکے اس مسئلہ کی توہین کی" (۱۵)

"ان لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اختلافات پیدا کریں اور پاکستان کے استحکام کے متعلق عوام کے اعتماد کو نقصان پہنچائیں اس شورش کا مقصد واضح ہے کہ مذہب کا لبادہ اوڑھ کر فرقہ وار اختلاف کی آگ کو بھڑکایا جائے اور مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کر دیا جائے"۔ (۱۶)

"اسلام ان کے لیے ایک حربہ کی حیثیت رکھتا تھا جسے وہ کسی سیاسی مخالف کو پریشان کرنے کے لیے جب چاہتے بالائے طاق رکھ دیتے اور جب چاہتے اٹھا لیتے۔ کانگرس کے ساتھ سابقہ پڑنے کی صورت میں تو ان کے نزدیک مذہب ایک نجی معاملہ تھا اور وہ نظریہ قومیت کے پابند تھے لیکن جب وہ لیگ کے خلاف صف آراء ہوئے تو ان کی واحد مصلحت اسلام تھی جس کا اجارہ انہیں خدا کی طرف سے ملا ہوا تھا۔ ان کے نزدیک لیگ اسلام سے بے پرواہ ہی نہ تھی بلکہ دشمن اسلام بھی تھی۔ ان کے نزدیک قائداعظم ایک کافراعظم تھے"۔ (۱۷)

یہ یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اب احراریوں نے احمدیوں کے خلاف تنازعے کو اپنے اسلحہ خانہ سے ایک سیاسی حربے کے طور پر باہر نکالا اور جو واقعات اس کے

Marfat.com

بعد پیش آئے۔ وہ اس امر کی بین شہادت ہیں کہ وہ سیاسی جماعت کی حیثیت سے نہایت فہیم و چالاک ہیں انہوں نے سوچا کہ اگر عوام کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف برانگیختہ کردیں گے تو کوئی ان کی مخالفت کی جرات نہیں کرے گا اور ان کی اس سرگرمی کی جتنی بھی مخالفت کی جائے گی اسی قدر وہ ہر دلعزیز اور مقبول عام ہو جائیں گے اور بعد کے واقعات سے یہ ثابت ہو گیا کہ ان کا یہ مفروضہ بالکل صحیح تھا"۔ (۱۸)

قبل اس کے کہ ہم آگے بڑھیں 53ء کی تحریک کے حوالے سے قادیانیوں کے موجودہ امام مرزا طاہر احمد کی رائے بھی دیکھ لیں۔ وہ کہتے ہیں۔

"53ء کا سال پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ ایک تاریک سال کے طور پر لکھا جائے گا۔ یہ وہی سال ہے جبکہ بعض دینی علماء کو اپنے دینی افکار کو عملی جامہ پہنانے کا خوب دل کھول کر موقع ملا تھا۔ ان کا اسلامی تصور جو پہلے ان کے سینوں کی کوٹھڑیوں میں مقید تھا۔ اور ملکی قوانین کی زنجیروں میں پابند رہا کرتا تھا ان سب قیدوں سے آزاد ہو کر اور انسانیت اور تہذیب اور شرافت کے سب بندھن توڑ کر میدان عمل میں آیا۔ وہ پنجاب کے طول و عرض میں قریہ قریہ پھرنے لگا ابتدا" چھپ کر دن کی روشنی سے گھبراتا ہوا قانون کی زد سے بدن چراتا ہوا پھر رفتہ رفتہ کھلتے کھلتے بے باک ہوتا چلا گیا اور مختلف قصبات اور شہروں کے گلی کوچوں میں آزادانہ دندنانے لگا یہاں تک کہ 6 مارچ 53ء کا وہ دن آگیا جو اس سال کا سب سے تاریک دن تھا اگر دن کے پردہ میں کوئی رات طلوع ہوئی ہے تو یہ وہی رات تھی جو دن کا لبادہ اوڑھے ہوئے چلی آئی تھی۔ اگر کبھی سورج نے نور کی بجائے ظلمات کی بارش کی ہے تو یہ وہی سورج تھا جو تاریکیاں بکھیرتا ہوا افق مشرق سے سر اٹھا رہا تھا۔ یہ نور کی کرنیں نہیں تھیں بلکہ درد و الم کے کہر تھے۔ یہ آسمان سے اترنے والی ضیاء بار شعاعیں نہیں تھیں بلکہ ظلم و ستم کی پرچھائیاں تھیں جو ایک جھوٹی چمک کے ساتھ سینوں اور دلوں کو برما رہی تھیں"۔

قارئین کرام یہ تھی قادیانیوں کے خلاف چلائی جانے والی پہلی منظم تحریک۔ اس تحریک کے دونوں رخ آپ دیکھ چکے ہیں۔ اس تحریک کے بعد قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہو گئی اور ایک ہی ملک کے شہری ہوتے ہوئے ایک ہی قوم سے تعلق رکھتے ہوئے فریقین کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے نفرت کے

Marfat.com

بچ گھر کر گئے اسی تحریک کا ہی نتیجہ ہے کہ اب ملک میں مختلف جگہوں پر محض ذاتی دشمنیوں کی بناء پر بہت سے مسلمانوں نے قادیانیوں کے خلاف مذہب کا سہارا لیا اور اپنے قادیانی مخالفین کو ذبح کیا یہاں ہمارا مقصود قادیانیوں کی حمایت کرنا نہیں بلکہ مذہب کو استعمال کرنے کی اس غلط روایت کی مذمت کرنا ہے جس کی وجہ سے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا اور پہنچ رہا ہے۔

دوسرے مقاصد کے لیے مذہب کو استعمال کرنے کی جو روایت 53ء میں ڈالی گئی آنے والے برسوں میں اس نے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا سیاستدانوں نے مذہب کے نام پر سیاست کی اور لاشوں پر پاؤں رکھ کر اقتدار کے ایوانوں تک پہنچنے کی کوشش کی۔ ملاں کے ہاتھ میں جب یہ "نسخہ کیمیا" آیا تو اس نے دولت حاصل کی اور پھر اس کا شمار بھی اپر کلاس میں ہونے لگا اور اس کے بچے بھی ایچی سن میں پڑھنے لگے۔ اس صورت حال کی وجہ سے وطن عزیز پاکستان پر جو گزری اور جو گزر رہی ہے اس سے کوئی بھی بے خبر نہیں۔

تحریک تحفظ ختم نبوت 74ء

53ء کی تحریک کے بعد دوسری تحریک 74ء میں چلائی گئی قادیانیوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ کیا گیا اور حکومت وقت سے قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا جو منظور بھی ہو گیا اور قومی اسمبلی نے 7 ستمبر 74ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس تحریک کا آغاز 29 مئی 74ء کو ہوا۔ یوں تو اس تحریک کے دوران بھی ہنگامے ہوئے۔ کئی افراد زخمی ہوئے لیکن قادیانیوں کو اقلیت قرار دیئے جانے کی بناء پر یہ تمام واقعات کسی حد تک پس منظر میں چلے گئے اور 74ء کے سال کو قادیانیوں کو اقلیت قرار دیئے جانے کے حوالے سے ہی یاد رکھا جانے لگا۔

74ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت جو قادیانیوں کو کافر قرار دیئے جانے پر ختم ہوئی کے متعلق جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنی کتاب "یادیں" کے صفحہ 146 پر لکھا۔

"ساری اپوزیشن نے بھٹو کو ہٹانے کا یہ طریقہ اختیار کیا۔ کہ اسلام کو خطرے میں ڈال دیا۔ حالانکہ آج تک اسلام خطرے میں نہیں ہوا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ بھٹو نے گھوڑ دوڑ اور شراب بند کر دی۔ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا سو انہوں نے

Marfat.com

اپنی طرف سے یوں اسلام نافذ کیا۔ وہ اپنے اقتدار کو بچانے کی خاطر سب کچھ کرتے چلے گئے۔ آپ دیکھ لیں کہ اسلام کو کیونکر حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے"۔

"ترجمان اہل سنت" کراچی اپنے اکتوبر 74ء کے شمارے کے صفحہ 7 پر 74ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"جون 74ء میں قومی اسمبلی کا اپنا کام جاری رہا اور اسی دوران ایک وقت آیا کہ جب مسلمانوں نے احمدیوں کا ایسا زبردست سوشل بائیکاٹ کیا کہ بعض مقامات پر کئی کئی دن تک ان کو ضروریات زندگی تک سے محروم رکھا گیا۔ تحریک کی اس کیفیت کا خاصا اثر رہا"۔

شورش کاشمیری 74ء کی تحریک کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"ربوہ کی ناکہ بندی ہو چکی ہے مسلمان کسی قادیانی کے ہاتھ کوئی چیز فروخت نہیں کرتے اور نہ ان سے کوئی چیز لیتے ہیں"۔

مزید لکھتے ہیں۔

"تحفظ ختم نبوت کی مجلس عمل نے (احمدیوں کے خلاف) تحریک میں توانائی پیدا کردی ہے کہ کوئی سرکاری یا غیر سرکاری شخص مرزائیت کی بلا واسطہ تو ایک طرف بالواسطہ حمایت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کراچی سے پشاور تک جلسہ ہائے عام منعقد کیے جا رہے ہیں"۔ (۱۹)

بمبئی (بھارت) کے اخبار "جدید اردو رپورٹر" نے 20 دسمبر 94ء کو اپنے شمارہ میں لکھا کہ۔

"آج سے دس سال پیشتر (یعنی 74ء میں) دہلی کے ہفت روزہ اخبار "نئی دنیا" نے مندرجہ ذیل انکشاف کیا۔

"چونکہ قادیانی (یا بقول خود احمدی) مبلغ یورپ اور افریقہ میں عیسائیت کا زور توڑنے میں لگے ہوئے ہیں اور عیسائی مشنری ان کے مقابلہ میں عاجز آ چکے ہیں اس لیے ہمارا خیال ہے کہ پاکستان کی خانہ جنگی میں ان (مشنری حضرات) کا بڑا ہاتھ ہے۔ عیسائی مشنری چاہتے ہیں کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں قادیانی فرقے کو اس قدر کمزور کر دیا جائے کہ ان میں عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی سکت ہی نہ رہے۔ عیسائی مشنری اپنے سرمائے کے ذریعے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں کو پتہ ہی

نہیں چلتا کہ ان کے نیچے سازش کا بارود بچھانے والا کون ہے یہ عجیب بات ہے کہ جماعت احمدیہ یورپ اور افریقہ میں جب کوئی تبلیغ کا اہم کام سرانجام دے رہی ہوتی ہے تو پاکستان میں عیسائی دنیا خود مسلمانوں کے ہاتھوں جماعت احمدیہ کے خلاف کوئی ہنگامہ کرا دیتی ہے"۔

قارئین کرام! قادیانی مسلم کشمکش تو 74ء کے بعد بھی جاری ہے بلکہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اس میں مزید شدت پیدا ہو گئی ہے قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان پہلے پہل تو محض فتویٰ بازی چلتی رہی۔ مناظرے اور مباہلے ہوتے رہے لیکن 53ء کے فسادات کے بعد دونوں فریقوں کے درمیان جو خلیج پیدا ہوئی تھی۔ 74ء میں وہ مزید وسیع ہو گئی اس قدر کہ جس کو پاٹنا اب قریب قریب ناممکن ہی ہو چکا ہے۔

74ء کے بعد قادیانی مسلم کشمکش ایک نئے دور میں داخل ہوئی جو پہلے دونوں ادوار (1889ء - 1947ء) اور (1948ء - 1974ء) کے مقابلہ میں زیادہ پرتشدد ہے۔ اس دور کے دوران دنیائے عالم میں پاکستان کی زیادہ بدنامی ہوئی اور قادیانیوں نے اپنے کام کی رفتار کو مزید تیز کر دیا اس دور میں تین اہم واقعات ہوئے۔

1- قادیانیوں کو قومی اسمبلی کی طرف سے اقلیت قرار دیئے جانے کا فیصلہ (74)

2- قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکنے کے لیے جنرل ضیاء الحق کی طرف سے امتناع قادیانیت آرڈیننس کا اجراء (84)

3- امتناع قادیانیت آرڈیننس کے بعد احمدیوں کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی لندن منتقلی۔

یہ تینوں واقعات ایسے ہیں جنہوں نے مسلمانوں اور قادیانیوں کے حوالے سے بڑے گہرے اثرات چھوڑے۔ ان کی اہمیت کے پیش نظر آئندہ ابواب میں ہم ان تینوں واقعات کا الگ الگ جائزہ لیں گے۔

Marfat.com

حوالہ جات، قادیانی مسلم کشمکش

1- اقبال اور احمدیت صفحہ 73، 74
2- اقبال اور احمدیت صفحہ 74
3- اقبال اور احمدیت صفحہ 78
4- اخبار زمیندار مئی 1908ء
5- اخبار وکیل 30 مئی 1908ء
6- اشارات فریدی جلد 3 صفحہ 179
7- تاریخ محاسبہ قادیانیت صفحہ 129 تا 132
8- تاریخ محاسبہ قادیانیت صفحہ 166
9- تاریخ محاسبہ قادیانیت صفحہ 182
10- تاریخ محاسبہ قادیانیت صفحہ 171
11- اعجاز احمدی صفحہ 11
12- روزنامہ نوائے وقت 15 مئی 53ء
13- مذہب کے نام پر خون صفحہ 162
14- تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ صفحہ 193
15- تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ صفحہ 277، 278
16- تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ صفحہ 150
17- تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ صفحہ 272، 273
18- تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ صفحہ 275
19- اقبال اور احمدیت صفحہ 515

Marfat.com

Marfat.com

4- قادیانیت کفر ہے ---- قومی اسمبلی کا فیصلہ

تحریک تحفظ ختم نبوت 74ء

قادیانیت کے حوالے سے 22 مئی 74ء کو معمولی سی بات ایک بہت بڑے فیصلے کی بنیاد بن گئی۔ تفصیل اس امر کی یہ ہے کہ نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ نے راولپنڈی جاتے ہوئے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں کے خلاف نعرے لگائے جو قادیانیوں کو گراں گزرے نتیجتہً 28 مئی کو ان طلبہ کی واپسی پر قادیانی نوجوانوں نے ٹرین میں سوار طلبہ کو زدو کوب کیا جس سے 30 کے قریب طالب علم زخمی ہو گئے۔ اس واقعہ کو مفاد پرست عناصر نے اپنے حق میں استعمال کیا حالانکہ اگر مناسب طریقہ اختیار کیا جاتا تھا تو یہ مسئلہ وہیں پر ختم بھی ہو سکتا تھا لیکن ایسا نہ ہوا۔ اس واقعے کے بعد ملک بھر میں احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ بڑھتے بڑھتے ان مظاہروں نے باقاعدہ تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ قادیانیوں کے خلاف نفرت عروج پر پہنچ گئی۔ قادیانی جماعت سے متعلق افراد کے گھروں اور دوکانوں کو آگ لگانے کے واقعات کثرت سے ہونے لگے قادیانیوں کو مارنے پیٹنے کا سلسلہ بھی طول پکڑ گیا حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ملک بھر میں قادیانیوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ بھی کیا گیا۔ حزب اختلاف کی جماعتوں نے اس واقعہ کو بنیاد بنا کر بھٹو حکومت پر کڑی تنقید کی اور قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ 14 جون کو قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کی حمایت میں ملک بھر میں ہڑتال ہوئی اس سارے دباؤ سے مجبور ہو کر بھٹو حکومت قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے بل قومی اسمبلی میں پیش کرنے کے اعلان پر مجبور ہو گئی چنانچہ 20 جون کو ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان نے اعلان کیا کہ حکومت قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے بل قومی اسمبلی میں پیش کرے گی۔

Marfat.com

30جون کو قومی اسمبلی میں حزب اختلاف نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے ایک قرار داد پیش کی یہاں اس بات کا تذکرہ بھی بے جا نہ ہو گا کہ قبل ازیں آزاد کشمیر کی اسمبلی بھی قادیانیوں کا اقلیت قرار دینے کی قرار منظور کر چکی تھی۔

حزب اختلاف کی قرار داد کا متن

یہاں ہم قرار داد کا متن پیش کر رہے ہیں

30 جون 74ء کو پاکستان کو قومی اسمبلی میں حزب اختلاف نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے ایک قرار داد پیش کی جس کا متن درج ذیل تھا۔

حزب اختلاف کی قرار داد

جناب اسپیکر

قومی اسمبلی پاکستان

محترمی!

هم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہے!

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان بہت سی قرانی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوشش اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی۔

نیز ہر گاہ کہ وہ ان سامراج کی پیداوار تھا اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہر گاہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیرو کار چاہے وہ مرزا غلام مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز ہرگاہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کرکے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں جو مکہ المکرمہ کے مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیر انتظام 6 اور 10 اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کاروائی کرنا چاہئے کہ مرزا غلام احمد کے پیرو کار، انہیں چاہے کوئی نام دیا جائے مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لیے حزب اختلاف کی پیش کردہ قرارداد پر غور کرنے کے لیے پوری اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا جس کے چیئرمین قومی اسمبلی کے سپیکر صاحبزادہ فاروق علی خاں تھے اس خصوصی کمیٹی کے فرائض یہ تھے۔

1---ان لوگوں کی حیثیت متعین کی جائے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔

2--- اس سلسلے میں کمیٹی کی پیش کردہ تجاویز، مشوروں اور قرار دادوں پر اس معینہ مدت کے اندر غور و حوض مکمل کر لیا جائے جس کا تعین کمیٹی کرے گی۔

3---اس غور و خوض کے نتیجہ میں شہادتیں قلمبند کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے کے بعد کمیٹی اپنی سفارشات ایوان میں پیش کرے گی۔

30 جون کے بعد کمیٹی کے مسلسل اجلاس شروع ہوئے جس میں مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا علاوہ ازیں کمیٹی جو پوری قومی اسمبلی پر مشتمل تھی کے اجلاس میں قادیانیوں کے تیسرے خلیفہ مرزا ناصر احمد اپنے ساتھیوں کے ساتھ کئی روز تک پیش ہو کر ارکان اسمبلی کے سوالات کے جواب دیتے رہے۔

اس دوران ملک کے علماء کرام کی طرف سے مسلسل یہ دباؤ ڈالا جاتا رہا کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ چنانچہ 13 جولائی کو راولپنڈی میں ایک مشائخ

Marfat.com

کانفرنس منعقد ہوئی جس میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے لیے ایک قرار داد منظور کی گئی۔

اسی دوران وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانی مسئلہ پر قوم کے احتجاج کو کم کرنے کے لیے 13 جون کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کیا۔

جناب ذوالفقار بھٹو کا نشری خطاب

"جو شخص ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ ربوہ کے واقعہ سے تعلق رکھنے والے سارے مسئلے کو جولائی کے پہلے ہفتے میں قومی اسمبلی کے سامنے پیش کر دیا جائے گا اور حکمران جماعت کے ارکان پر پارٹی کی طرف سے کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا جائے گا اور انہیں آزادی ہو گی کہ وہ کم وبیش 90 سال پرانے اس اہم اور نازک مسئلے کو عوام کی اکثریت کی خواہشات اور ایمان اور عقیدے کی رو سے مستقل طور پر حل کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ وزیراعظم نے کہا کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے مسئلے پر میں آمرانہ طور پر خود کوئی فیصلہ کرنا پسند نہیں کرتا دوسرے یہ کہ اس وقت ربوہ کیس صمدانی ٹربیونل میں بھی پیش ہے اس ٹربیونل کو بھی ضرور کچھ مہلت ملنی چاہیے جمہوری طریق کار یہی ہے کہ اس اہم مسئلے پر عوام کے منتخب نمائندے خود سوچ سمجھ کر کوئی فیصلہ کریں۔

وزیراعظم نے اس پر افسوس کا اظہار کیا کہ ان کے اقتدار کے مختصر عرصے میں یکے بعد دیگرے بحران پیدا کیے جاتے رہے ہیں۔ ابھی بلوچستان کا سیاسی بحران ختم نہیں ہوا تھا کہ حکومت کی توجہ بھارت کے ایٹمی دھماکہ کی طرف مبذول ہو گئی اور اب اچانک ربوہ کا واقعہ سیاسی سٹنٹ بنا کر کھڑا کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مسئلہ منصفانہ طور پر حل کر لیا جائے گا لیکن عوام کو چاہیے کہ وہ صبرو تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور جذبات کی رو میں دیوانے نہ ہو جائیں۔ انہیں مفادات پرست سیاست دانوں کا آلہ کار بھی نہیں بننا چاہیے اور امن و امان کو کسی قیمت پر متاثر نہیں کرنا چاہیے۔

وزیراعظم نے خیال ظاہر کیا کہ بعض دوسرے بحرانوں کی طرح یہ بھی ایک غیر ملکی سازش معلوم ہوتی ہے۔ انہوں نے سیاسی و دینی راہنماؤں کی طرف سے 14 جون

Marfat.com

کو عام ہڑتال کی اپیل کا ذکر کرتے ہوئے کہا آپ بڑے شوق سے ہڑتالیں کریں لیکن یہ یاد رکھیں کہ کسی بھی شہری کے جان و مال کو خطرہ لاحق نہیں ہونا چاہیے۔ وزیراعظم نے سخت الفاظ میں متنبہ کیا کہ حکومت ہر شہری کے تحفظ کی ذمہ دار ہے خواہ وہ احمدی ہو یا عیسائی ہو یا ہندو سکھ۔ انہوں نے بتایا کہ فوج کو تیار رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ اگر پرامن شہریوں کے جان و مال کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی تو اسے سختی سے کچل دیا جائے گا انہوں نے کہا کہ میں یہ فیصلہ دو منٹ میں کر سکتا ہوں مگر دباؤ کے تحت کبھی نہیں کروں گا میں قادیانیوں کے مسئلہ کا جمہوری' منصفانہ اور صحیح فیصلہ کر دوں گا اور مجھے اپنے فیصلے پر فخر ہو گا یہ فیصلہ کرانے کے لیے وقت کی قید نہیں لگائی جا سکتی۔

وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ اس وقت صمدانی ٹربونل ربوہ کے واقعہ کی تحقیقات کر رہا ہے ہمیں اس کے فیصلے اور سفارشات کا بھی انتظار کرنا چاہیے اس فیصلہ سے ہمیں کچھ باتیں مل سکتی ہیں بجٹ منظور ہونے کے فوراً" بعد یہ مسئلہ اسمبلی میں لے جاؤں گا۔ تیس جون سے پہلے اسے اسمبلی میں پیش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ بجٹ پر بحث ادھوری چھوڑ کر کوئی اور مسئلہ چھیڑ دیا جائے۔ بجٹ منظور ہونے کے فوراً" بعد جولائی کے پہلے ہفتے میں قومی اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ اس بارے میں ایک قرارداد منظور کرے اس کے بعد قومی اسمبلی کو اختیار ہو گا کہ وہ یہ مسئلہ اسلامی مشاورتی کونسل کو پیش کر دے یا سپریم کورٹ کے کسی جج کے سپرد کر دے انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ ہرگز متنازعہ نہیں فیصلہ تو ہو چکا ہے اور یہ طے شدہ ہے کہ جو شخص ختم نبوت کا قائل نہیں ہے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اب اسے ضابطے کے تحت لانا باقی ہے۔

وزیراعظم نے کہا کہ گزشتہ عام انتخابات میں قادیانیوں نے پیپلزپارٹی کو ووٹ دیئے تھے لیکن انہوں نے ہمیں خرید تو نہیں لیا ووٹ تو ہمیں شیعوں اور دوسرے فرقوں نے بھی دیئے۔ مگر ہم ان کے محتاج تو نہیں انہوں نے کہا کہ میں صرف اللہ کا محتاج ہوں اور پاکستان اور اس کے عوام سے وفاداری میرا ایمان ہے میں وہی کروں گا جو میرا ضمیر کہے گا۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو نے کہا کہ میں مسلمان ہوں مجھے مسلمان ہونے پر فخر ہے

Marfat.com

کلمہ کے ساتھ پیدا ہوا تھا اور کلمہ کے ساتھ مروں گا ختم نبوت پر میرا ایمان کامل ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں نے ملک کو جو دستور دیا ہے اس میں ختم نبوت کی اتنی ٹھوس ضمانت نہ دی گئی ہوتی۔ انہوں نے استفسار کیا کہ 1956ء اور 1962ء کے آئین میں ایسی کوئی ضمانت کیوں نہیں دی گئی حالانکہ یہ مسئلہ 90 سال پرانا ہے۔ مسٹر بھٹو نے کہا یہ شرف اسی گناہ گار کو حاصل ہوا ہے کہ ہم نے اپنے دستور میں صدر مملکت اور وزیراعظم کے لیے ختم نبوت پر کامل ایمان کو لازمی شرط قرار دیا ہے ہم نے یہ ضمانت اس لیے دی ہے کہ ہمارے ایمان کی رو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالٰی کے آخری رسول تھے (ہیں) انہوں نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ میں نے ملک کو نیا عوامی دستور دیا صوبائی خود مختاری کے مسئلے کو نمٹا دیا شملہ کا معاہدہ کیا۔ لسانی جھگڑا طے کر دیا بنگلہ دیش کو تسلیم کر کے تعلقات کی تجدید کی بلوچستان کا سیاسی مسئلہ حل کر رہا ہوں اور انشاء اللہ عوام کے تعاون سے قادیانیوں کا مسئلہ مستقل طور پر حل کر دوں گا یہ اعزاز بھی مجھے ہی حاصل ہو گا اور یوم حساب خدا کے سامنے اس کام کے باعث سرخرو ہوں گا"۔

یہ تو باہر کی صورت حال تھی اس دوران اقتدار کے ایوانوں میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لیے کیا کچھ ہوتا رہا اور کس نے کیا کردار ادا کیا یہ باتیں ان افراد پر قوم کا قرض ہیں جو اس معاملہ میں کسی بھی حیثیت سے شامل رہے ان افراد کو تمام تر مصلحتوں سے بالاتر ہو کر لب کھولنے چاہئیں تاکہ قوم کو حقیقت حال کا پتہ چل سکے۔

بہرحال قومی اسمبلی نے چھ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جسے آئین کا ترمیمی بل تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ کمیٹی میں حسب ذیل افراد شامل تھے اور انہوں نے جو ترمیمی بل تیار کیا اس کا متن بھی یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

1- مولانا مفتی محمود پارلیمانی لیڈر جمعیت علمائے اسلام۔
2- مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی پارلیمانی لیڈر جمعیت علمائے پاکستان۔
3- پروفیسر غفور احمد جماعت اسلامی۔
4- چوہدری ظہور الٰہی۔
5- غلام فاروق۔

Marfat.com

6- سردار مولا بخش سومرو۔

اس کمیٹی کے ارکان نے وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ کے ساتھ مل کر وہ قرار داد تیار کی جو 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں پیش کی گئی ان ارکان اسمبلی نے اسمبلی میں بل پیش کرنے سے قبل وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو سے دو مرتبہ مذاکرات کیے۔

قرار داد

قومی اسمبلی کے کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لیے بھیجی جائیں۔

کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی رہنما کمیٹی اور ذیلی کمیٹی کی طرف سے اس کے سامنے پیش یا قومی اسمبلی کی طرف سے اس کو بھیجی گئی قرار دادوں پر غور کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بشمول سربراہان انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے۔

(الف) کہ پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے۔

(اول) دفعہ 104 (3) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(دوم) دفعہ 260 میں ایک نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف کی جائے مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لیے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(ب) کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح - کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ 260 کی شق (3) کی تصریحات کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

Marfat.com

(ج) کہ متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ 1973ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد 1974ء میں قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

(د) کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں کے جان و مال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

آئین پاکستان میں ترمیم کے لیے ایک بل

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لیے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔

لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

1- مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

(1) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ 1974ء کہلائے گا۔

(2) یہ فی الفور نافذ العمل ہو گا۔

2- آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا۔ دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کیے جائیں گے۔

3- آئین کی دفعہ 260 میں ترمیم

آئین کی دفعہ 260 میں شق (2) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (3) جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی

Marfat.com

ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے۔ وہ آئین یا قانون کے اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض و وجوہ

جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

عبدالحفیظ پیرزادہ

وزیر انچارج

7 ستمبر کو قومی اسمبلی میں وہ بل منظور ہو گیا جس کے تحت پاکستان میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا۔ "بھٹو اور قادیانی مسئلہ" کے مصنف صفحہ 113 پر لکھتے ہیں۔

قومی اسمبلی میں بل کی منظوری

"سات ستمبر کی شام کو پون صدی پر پھیلی ہوئی جدوجہد تاریخ ساز لمحوں میں سمٹ آئی ان لمحات کا منظر ناقابل فراموش تھا۔ قومی اسمبلی کی کارروائی کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد چار بج کر چالیس منٹ پر مرکزی وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ نے آئین میں ترمیم کا بل پیش کیا اس کے فوراً بعد انہوں نے اسمبلی کے بعض قواعد کو معطل کرنے کی دو تحریکیں پیش کیں تاکہ ان ترامیم کو تیزی کے ساتھ مختلف مرحلوں سے گذارا جا سکے۔ ان دستوری ضروریات کو پورا کرنے ترمیمی بل کو پڑھنے اور اسے ایوان کے سامنے پیش کرنے میں صرف تیرہ منٹ صرف ہوئے اور چار بج کر ترپن منٹ پر بل پہلے مرحلے سے گذر چکا تھا۔ ان تیرہ منٹوں میں ان متواتر اور مسلسل تالیوں کا وقت بھی شامل ہے جو بل پیش کرنے کے دوران بار

بار بلند ہوتی رہیں۔ قومی اسمبلی کے تمام ارکان پر مشتمل خصوصی کمیٹی نے متفقہ طور پر جو بل پیش کیا تھا اس کے مطابق دستور کی دفعہ 106 میں دی گئی اقلیتوں کی فہرست میں قادیانی گروہ اور لاہوری گروہ کو شامل کر دیا گیا اور دفعہ 260 میں ایک نئی شق کا اضافہ کر دیا گیا جس کے ذریعے ہر فرد کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو وہ آئین یا قانون کے مقاصد کے ضمن میں مسلمان نہیں ہے اس بل کو جب وزیر قانون پیش کر رہے تھے تو فقرے فقرے پر اور بعض دفعہ تو لفظ لفظ پر قومی اسمبلی کے اکثر ارکان جذبات سے بے قابو ہو کر ڈیسک اور تالیاں بجا رہے تھے اور جیسا کہ بعد میں وزیراعظم بھٹو نے اپنی تقریر میں کہا درحقیقت ہم سب جذبات کے طوفان سے معرکہ آرا تھے۔

اگلے تین منٹوں میں بل دوسرے مرحلے میں داخل ہو چکا تھا اور جناب پیرزادہ آئین میں ترمیم کے بل کو فی الفور زیر غور لانے کی تحریک پیش کر چکے تھے گھڑی کی سوئیاں چار بج کر چھپن منٹ پر تھیں جناب پیرزادہ سے سپیکر نے کہا کہ وہ بل پر تقریر کریں جناب پیرزادہ اٹھے اور گویا ہوئے کہ وہ اس پر ایک لفظ بھی اضافہ نہیں کریں گے کیونکہ یہ بل پوری اسمبلی پر مشتمل کمیٹی کا متفق علیہ ہے اور اس ضمن میں انہوں نے چند فقرے کہے۔ جناب پیرزادہ بیٹھے ہی تھے کہ تحریک استقلال کے صاحبزادہ احمد رضا قصوری اٹھے اور بل میں ترمیم پیش کرنا چاہی انہوں نے کہا کہ صرف قادیانی اور لاہوری گروہوں کا نام کافی نہیں بلکہ مرزا قادیان کا نام باقاعدہ طور پر دستور میں درج کر دیا جائے جواب میں وزیر قانون اٹھے لیکن قائد ایوان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے احمد رضا قصوری کی بات کا خود جواب دینا مناسب جانا۔ ان کا کہنا تھا جب پورے ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کا اجلاس ہو رہا تھا تو اس وقت یہ ترمیم پیش نہ کی گئی اس وقت یہ فضول ہے اور ترمیمی بل میں بے مصرف اضافہ ہو گا اور اگر وہ ترمیم کے لیے دو تہائی اکثریت لا سکتے ہیں تو لے آئیں اس پر ایوان میں نہیں نہیں کی آوازیں بلند ہوئیں اور سپیکر صاحبزادہ احمد رضا کو ان کی ترمیم کے خلاف ایوان کی رائے بتا رہے تھے کہ وہ واک آوٹ کا اعلان کرتے ہوئے ایوان سے باہر نکل گئے کچھ دیر بعد حیرانی کے عالم میں میاں محمود علی قصوری بھی اپنے کاغذات سنبھالتے ہوئے باہر چلے آئے۔

اب مولانا مفتی محمود اٹھے اور انہوں نے حزب اختلاف کی طرف سے آئین میں زیر بحث ترمیم کی مکمل تائید کا اعلان کیا پورے ایوان پر مشتمل کمیٹی کے اجلاس میں بھی مفتی محمود نے حزب اختلاف کی تمام جماعتوں کی ترجمانی کی تھی لیکن چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھنا تھا کہ انہی کی پارٹی کے غلام غوث ہزاروی نے مفتی کے مقابلے میں اپنا ایک الگ تشخص ظاہر کرنا ضروری جانا۔ جناب مولانا غلام غوث ہزاروی نے صاحبان اقتدار کو مبارک باد عرض کی اس سے پہلے اجلاس شروع ہونے سے چشتر جناب ہزاروی صاحبان اقتدار سے شکایت کر چکے تھے کہ اس بل کی منظوری میں حزب اقتدار کا کوئی کردار نہیں ہے پانچ بج کر پانچ منٹ پر سپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی نے قائد ایوان جناب ذوالفقار علی بھٹو کو اظہار خیال کی دعوت دی۔ جناب بھٹو صاحب کی تقریر چھبیس منٹ تک جاری رہی۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر کے بعد بل کا تیسرا مرحلہ (خواندگی) شروع ہوا اور وزیر قانون جناب عبدالحفیظ پیرزادہ نے بل منظوری کے لیے ایوان کے سامنے پیش کر دیا جب صاحبزادہ فاروق علی خان سپیکر قومی اسمبلی نے ڈیسک بجانے کی فلک شگاف گونج میں اعلان کیا کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والی ترامیم کے حق میں ایک سو تیس ووٹ آئے ہیں جبکہ مخالفت میں ایک ووٹ بھی نہیں ڈالا گیا اس وقت پانچ بج کر باون منٹ تھے - قومی اسمبلی کے معزز ارکان نے اس فتنہ کا ہمیشہ ہمیش کے لیے سدباب کر دیا جو پون صدی سے ملت اسلامیہ کے لیے درد سر بنا ہوا تھا۔"

اس موقعہ پر وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"جناب سپیکر!

میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لیے اس بات پر زور دے رہا ہوں ہم نے اس مسئلے پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلہ خیال کیا ہے جن میں تمام پارٹیوں اور ہر طبقہ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے یہ ایک قومی فیصلہ ہے۔ یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ میں نہیں

Marfat.com

چاہتا کہ فقط حکومت ہی اس فیصلے کی تحسین کی مستحق قرار پائے اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایک فرد اس فیصلے کی تعریف و تحسین کا حقدار بنے میرا کہنا یہ ہے کہ یہ مشکل فیصلہ' بلکہ میری ناچیز رائے میں کئی پہلوؤں سے بہت ہی مشکل فیصلہ' جمہوری اداروں اور جمہوری حکومت کے بغیر نہیں کیا جا سکتا تھا۔

یہ ایک بہت پرانا مسئلہ ہے نوے سال پرانا مسئلہ ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہوتا چلا جائے گا۔ اس سے ہمارے معاشرے میں تلخیاں اور تفرقے پیدا ہوئے لیکن آج کے دن تک اس مسئلے کا کوئی حل تلاش نہیں کیا جا سکا ہمیں بتایا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ماضی میں بھی پیدا ہوا تھا ایک بار نہیں بلکہ کئی بار۔ ہمیں بتایا گیا کہ ماضی میں اس مسئلے پر جس طرح قابو پایا گیا تھا اسی طرح اب کی بار بھی ویسے ہی اقدامات سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ 1953ء میں کیا کیا گیا تھا۔ 1953ء میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے وحشیانہ طور پر طاقت کا استعمال کیا گیا تھا جو اس مسئلے کے حل کے لیے نہیں بلکہ اس مسئلے کو دبا دینے کے لیے تھا کسی مسئلے کو دبا دینے سے اس کا حل نہیں نکلتا اگر کچھ صاحبان عقل و فہم حکومت کو یہ مشورہ دیتے کہ عوام پر تشدد کر کے اس مسئلہ کو حل کیا جائے اور عوام کے جذبات اور ان کی خواہشات کو کچل دیا جائے تو شاید اس صورت میں ایک عارضی حل نکل آتا لیکن یہ مسئلے کا صحیح اور درست حل نہ ہوتا۔ مسئلہ دب تو جاتا اور پس منظر میں چلا جاتا، لیکن یہ مسئلہ ختم نہ ہوتا۔

ہماری موجودہ مساعی کا مقصد یہ رہا ہے کہ اس مسئلے کا مستقل حل تلاش کیا جائے اور میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ ہم نے صحیح اور درست حل تلاش کرنے کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہ درست ہے کہ لوگوں کے جذبات مشتعل ہوئے غیر معمولی احساسات ابھرے۔ قانون اور امن کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ جائیداد اور جانوں کا اتلاف ہوا۔ پریشانی کے لمحات بھی آئے تمام قوم گزشتہ تین ماہ سے تشویش کے عالم میں رہی اور اس پر کشمکش اور بیم و رجا کے عالم میں رہی۔ طرح طرح کی افواہیں کثرت سے پھیلائی گئیں اور تقریریں کی گئیں۔ مسجدوں اور گلیوں میں بھی تقریروں کا سلسلہ جاری رہا میں یہاں اس وقت یہ دہرانا نہیں چاہتا کہ 22 اور 29 مئی کو کیا ہوا تھا۔ میں موجودہ مسئلے کی وجوہات کے بارے میں بھی کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ یہ مسئلہ کس طرح

Marfat.com

رونما ہوا اور کس طرح اس نے جنگل کی آگ کی طرح تمام ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا میرے لیے اس وقت یہ مناسب نہیں کہ میں موجودہ معاملات کی تہ تک جاؤں لیکن میں اجازت چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی توجہ اس تقریر کی طرف دلاؤں جو میں نے قوم سے مخاطب ہوتے ہوئے 14 جون کو کی تھی۔

اس تقریر میں' میں نے پاکستان کے عوام سے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ یہ مسئلہ بنیادی اور اصولی طور پر مذہبی مسئلہ ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے پاکستان مسلمانوں کے لیے وجود میں آیا تھا اگر کوئی ایسا فیصلہ کر لیا جاتا جسے اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت اسلام کی تعلیمات اور اعتقادات کے خلاف سمجھتی تو اس سے پاکستان کی ملت نمائی اور اس کے تصور کو بھی ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا چونکہ یہ مسئلہ خالص مذہبی مسئلہ تھا اس لیے میری حکومت کے لیے یا ایک فرد کی حیثیت سے میرے لیے مناسب نہ تھا کہ اس پر 13 جون کو کوئی فیصلہ دیا جاتا۔

لاہور میں مجھے ایسے لوگ بھی ملے جو اس مسئلے کے باعث مشتعل تھے وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ آج ہی ابھی ابھی اور یہیں وہ اعلان کیوں نہیں کر دیتے جو پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت چاہتی ہے ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ یہ اعلان کر دیں تو اس سے آپ کی حکومت کو بڑی داد و تحسین ملے گی اور آپ کو ایک فرد کے طور پر نہایت شاندار شہرت اور ناموری حاصل ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے عوام کی خواہشات کو پورا کرنے کا یہ موقع گنوا دیا تو آپ اپنی زندگی کے ایک سنہری موقع سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ میں نے اپنے ان احباب سے کہا کہ یہ ایک انتہائی پیچیدہ اور بسیط مسئلہ ہے جس نے برصغیر کے مسلمانوں کو نوے سال سے پریشان کر رکھا ہے اور پاکستان بننے کے ساتھ ہی یہ پاکستان کے مسلمانوں کے لیے بھی پریشانی کا باعث بنا ہے۔ میرے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا اور کوئی فیصلہ کر دیتا میں نے ان اصحاب سے کہا کہ ہم نے پاکستان میں جمہوریت کو بحال اور قائم کیا ہے۔ پاکستان کی ایک قومی اسمبلی موجود ہے جو ملکی مسائل پر بحث کرنے کا سب سے بڑا ادارہ ہے ـــــ میری ناچیز رائے میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے قومی اسمبلی ہی مناسب جگہ ہے اور اکثریتی پارٹی کے رہنما ہونے کی حیثیت سے میں قومی اسمبلی کے ممبروں پر کسی طرح کا دباؤ نہیں ڈالوں

Marfat.com

گا میں اس مسئلے کے حل کو قومی اسمبلی کے ممبروں کے ضمیر پر چھوڑتا ہوں اور ان میں میری پارٹی کے ممبر بھی شامل ہیں۔ پاکستان پیپلزپارٹی کے ممبر میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ جہاں میں نے کئی مواقع پر انہیں بلا کر اپنی پارٹی کے موقف سے آگاہ کیا وہاں اس مسئلے پر میں نے اپنی پارٹی کے ایک ممبر پر بھی اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی سوائے ایک موقعہ کے جب کہ اس مسئلے پر کھلی بحث ہوئی تھی۔

جناب سپیکر!

میں آپ کو بتانا مناسب نہیں سمجھتا کہ اس مسئلے کے باعث اکثر میں پریشان رہا اور راتوں کو مجھے نیند نہیں آئی۔ اس مسئلے پر جو فیصلہ ہوا ہے میں اس کے نتیجے سے بخوبی واقف ہوں مجھے اس فیصلے کے سیاسی اور معاشی رد عمل اور اس کی پیچیدگیوں کا علم ہے۔ جس کا اثر' مملکت کے تحفظ پر ہو سکتا ہے یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا پاکستان وہ ملک ہے جو برصغیر کے مسلمانوں کی اس خواہش پر وجود میں آیا کہ وہ اپنے لیے ایک علیحدہ مملکت چاہتے تھے۔ اس ملک کے باشندوں کی اکثریت کا مذہب اسلام ہے۔ میں اس فیصلے کو جمہوری طریقے سے نافذ کرنے میں اپنے کسی بھی اصول کی خلاف ورزی نہیں کر رہا۔ پاکستان پیپلزپارٹی کا پہلا اصول یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ اسلام کی خدمت ہماری پارٹی کے لیے اولین اہمیت رکھتی ہے۔ ہمارا دوسرا اصول یہ ہے کہ جمہوریت ہماری پالیسی ہے۔ چنانچہ ہمارے لیے فقط یہی درست راستہ تھا کہ ہم اس مسئلے کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش کرتے اس کے ساتھ ہی میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم اپنی پارٹی کے اس اصول کی بھی پوری طرح پابندی کریں گے کہ پاکستان کی معیشت کی بنیاد سوشلزم پر ہو ہم سوشلسٹ اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں یہ فیصلہ جو کیا گیا ہے اس فیصلے میں ہم نے اپنے کسی اصول سے انحراف نہیں کیا ہم اپنی پارٹی کے تینوں اصولوں پر مکمل طور پر پابند رہے ہیں میں نے کئی بار کہا کہ اسلام کے بنیادی اور اعلیٰ ترین اصول' سماجی انصاف کے خلاف نہیں اور سوشلزم کے ذریعے معاشی استحصال کو ختم کرنے کے بھی خلاف نہیں ہیں۔

یہ فیصلہ مذہبی بھی ہے اور غیر مذہبی بھی۔ مذہبی اس لحاظ سے کہ یہ فیصلہ ان مسلمانوں کو متاثر کرتا ہے جو پاکستان میں اکثریت میں ہیں اور غیر مذہبی اس لحاظ سے

Marfat.com

کہ ہم دور جدید میں رہتے بستے ہیں۔ ہمارا آئین کسی مذہب و ملت کے خلاف نہیں بلکہ ہم نے پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق دیئے ہیں۔ ہر پاکستانی کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ فخر و اعتماد سے بغیر کسی خوف کے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کر سکے پاکستان کے آئین میں پاکستانی شہریوں کو اس امر کی ضمانت دی گئی ہے میری حکومت کے لیے اب یہ بات انتہائی اہم ہو گئی ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرے یہ نہایت ضروری ہے اور میں اس بات میں کوئی ابہام کی گنجائش نہیں رکھنا چاہتا۔ پاکستان کے شہریوں کے حقوق کی حفاظت ہمارا اخلاقی اور مقدس اسلامی فرض ہے۔

جناب اسپیکر!

میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں اور اس ایوان کے باہر کے ہر شخص کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ فرض پوری طرح اور مکمل طور پر ادا کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں کسی شخص کے ذہن میں شبہ نہیں رہنا چاہیے ہم کسی قسم کی غارت گری اور تہذیب سوزی یا کسی پاکستانی طبقے یا شہری کی توہین اور بے عزتی برداشت نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر!

گزشتہ تین مہینوں کے دوران اور اس بڑے بحران کے عرصے میں کچھ گرفتاریاں عمل میں آئیں کئی لوگوں کو جیل بھیجا گیا اور چند اور اقدامات کیے گئے۔ یہ بھی ہمارا فرض تھا۔ ہم اس ملک میں بدنظمی کا اور نراجی عناصر کا غلبہ نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ جو ہمارے فرائض تھے ان کے تحت ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا لیکن میں اس موقع پر جبکہ تمام ایوان نے متفقہ طور پر ایک اہم فیصلہ کر لیا ہے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ہر معاملے پر فوری اور جلد از جلد غور کریں گے اور اب جبکہ اس مسئلے کا باب بند ہو چکا ہے ہمارے لیے یہ ممکن ہو گا کہ ایسے افراد سے نرمی برتی جائے گی اور انہیں رہا کر دیا جائے گا جنہوں نے اس عرصہ میں اشتعال انگیزی سے کام لیا یا کوئی اور مسئلہ پیدا کیا۔

جناب اسپیکر!

جیسا کہ میں نے کہا کہ ہمیں امید کرنی چاہیے کہ ہم نے اس مسئلے کا باب بند کر دیا ہے یہ میری کامیابی نہیں یہ حکومت کی بھی کامیابی نہیں یہ کامیابی پاکستان کے عوام

Marfat.com

کی کامیابی ہے جس میں ہم بھی شریک ہیں میں سارے ایوان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں مجھے احساس ہے کہ یہ فیصلہ متفقہ طور پر نہ کیا جا سکتا اگر تمام ایوان کی جانب سے اور اس میں تمام پارٹیوں کی جانب سے تعاون اور مفاہمت کا جذبہ نہ ہوتا۔ آئین سازی کے موقع کے وقت بھی ہم میں تعاون اور سمجھوتے کا یہ جذبہ موجود تھا۔ آئین ہمارے ملک کا بنیادی قانون ہے اس آئین کے بنانے میں ستائیس برس صرف ہوئے اور وہ وقت پاکستان کی تاریخ میں تاریخی اور یادگار وقت تھا۔ جب اس آئین کو تمام پارٹیوں نے قبول کیا اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے اسے متفقہ طور پر منظور کرلیا اسی جذبہ کے تحت ہم نے یہ مشکل فیصلہ بھی کرلیا ہے۔

جناب اسپیکر!

کیا معلوم کہ مستقبل میں ہمیں زیادہ مشکل مسائل کا سامنا کرنا پڑے۔ لیکن میری ناچیز رائے میں جب سے پاکستان وجود میں آیا یہ مسئلہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا۔ کل کو اس سے زیادہ پیچیدہ اور مشکل مسائل ہمارے سامنے آ سکتے ہیں۔ جن کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن ماضی کو دیکھتے ہوئے اس مسئلے کے تاریخی پہلوؤں پر اچھی طرح غور کرتے ہوئے میں پھر کہوں گا کہ یہ سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا گھر گھر میں اس کا اثر تھا ہر دیہات میں اس کا اثر تھا اور ہر فرد پر اس کا اثر تھا یہ مسئلہ سنگین سے سنگین تر ہوتا چلا گیا اور وقت کے ساتھ ساتھ ایک خوفناک شکل اختیار کر گیا ہمیں اس مسئلے کو حل کرنا ہی تھا۔ ہمیں تلخ حقائق کا سامنا کرنا ہی تھا۔ ہم اس مسئلے کو ہائی کورٹ یا اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کر سکتے تھے یا اسلامی سیکرٹریٹ کے سامنے پیش کیا جا سکتا تھا۔ ظاہر ہے کہ حکومت اور حتیٰ کہ افراد بھی مسائل کو ٹالنا جانتے ہیں اور انہیں جوں کا توں رکھ سکتے ہیں اور حاضر صورت حال سے نمٹنے کے لیے معمول اقدامات کر سکتے ہیں لیکن ہم نے اس مسئلے کو اس انداز سے نبٹانے کی کوشش نہیں کی ہم اس مسئلے کو ہمیشہ کے لیے حل کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ اس جذبے کے تحت قومی اسمبلی ایک کمیٹی کی صورت میں خفیہ اجلاس کرتی رہی۔ قومی اسمبلی کے خفیہ اجلاس کرنے کی کئی وجوہات تھیں۔ اگر قومی اسمبلی خفیہ اجلاس نہ کرتی تو جناب! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تمام سچی باتیں اور حقائق ہمارے سامنے آ سکتے؟ اور لوگ اس طرح آزادی اور بغیر کسی جھجک کے اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے۔

اگر ان کو معلوم ہوتا کہ یہاں اخبارات کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں اور لوگوں تک ان کی باتیں پہنچ رہی ہیں اور ان کی تقاریر اور بیانات کو اخبارات کے ذریعے شائع کر کے ان کا ریکارڈ رکھا جا رہا ہے تو اسمبلی کے ممبر اس اعتماد اور کھلے دل سے اپنے خیالات کا اظہار نہ کر سکتے جیسا کہ انہوں نے خفیہ اجلاسوں میں کیا ہمیں ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کا کافی عرصہ تک احترام کرنا چاہیے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ کوئی بات بھی خفیہ نہیں رہتی۔ لیکن ان باتوں کے اظہار کا ایک موزوں وقت ہوتا ہے چونکہ اسمبلی کی کارروائی خفیہ رہی ہے اور ہم نے اسمبلی کے ہر ممبر کو اور ان کے ساتھ ان لوگوں کو بھی جو ہمارے سامنے پیش ہوئے یقین دلایا تھا کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں ان کو سیاسی یا کسی اور مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے بیانات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے گا۔ میرے خیال میں یہ ایوان کے لیے ضروری اور مناسب ہے کہ وہ ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کو ایک خاص وقت تک ظاہر نہ کریں وقت گزرنے کے ساتھ ہمارے لیے ممکن ہو گا کہ ہم ان خفیہ اجلاسوں کی کارروائی کو آشکار کر دیں کیونکہ اس کے ریکارڈ کا ظاہر ہونا بھی ضروری ہے میں یہ نہیں کہتا کہ ان اجلاسوں کے ریکارڈ کو دفن ہی کر دیا جائے ہرگز نہیں اگر میں یہ کہوں تو یہ ایک غیر حقیقت پسندانہ بات ہو گی میں فقط یہ کہتا ہوں کہا اگر اس مسئلے کے باب کو ختم کرنے کے لیے اور ایک نیا باب کھولنے کے لیے نئی بلندیوں تک پہنچنے کے لیے آگے بڑھنے کے لیے اور قومی مفاد کو محفوظ رکھنے کے لیے اور پاکستان کے حالات معمول پر رکھنے کے لیے اس مسئلے کی بابت ہی نہیں بلکہ دوسرے مسائل کی بابت بھی، ہمیں ان امور کو خفیہ رکھنا ہو گا۔ میں ایوان پر یہ بات عیاں کر دینا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کے حل کو، دوسرے کئی مسائل پر تبادلہ خیال اور بات چیت اور مفاہمت کے لیے نیک شگون سمجھنا چاہیے۔ ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ یہ حل ہمارے لیے خوشی کا باعث ہے اور اب ہم آگے بڑھیں گے اور تمام نئے قومی مسائل کو مفاہمت اور سمجھوتے کے جذبے کے تحت طے کریں گے۔

جناب اسپیکر!

میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ اس معاملے کے بارے میں میرے جو احساسات تھے انہیں بیان کر چکا ہوں۔ میں ایک بار پھر دہراتا ہوں کہ یہ ایک مذہبی

Marfat.com

معاملہ ہے۔ یہ ایک فیصلہ ہے جو ہمارے عقائد سے متعلق ہے یہ فیصلہ عوامی خواہشات کے مطابق ہے۔ میرے خیال میں یہ انسانی طاقت سے باہر تھا کہ یہ ایوان اس سے بہتر کچھ فیصلہ کر سکتا اور میرے خیال میں یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ اس مسئلے کو دوامی طور پر حل کرنے کے لیے موجودہ فیصلے سے کم کوئی اور فیصلہ ہو سکتا۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو اس فیصلے سے خوش نہ ہوں ہم یہ توقع بھی نہیں کر سکتے کہ اس مسئلے کے فیصلے سے تمام لوگ خوش ہو سکیں گے۔ جو گزشتہ نوے سال سے حل نہیں ہو سکا اگر یہ مسئلہ آسان ہوتا اور ہر ایک کو خوش رکھنا ممکن ہوتا تو یہ مسئلہ بہت پہلے حل ہو گیا ہوتا لیکن یہ نہیں ہو سکا۔ 1953ء میں بھی ممکن نہیں ہو سکا۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ 1953ء میں حل ہو چکا تھا وہ لوگ اصل صورت حال کا صحیح تجزیہ نہیں کر سکے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایسے بھی ہیں جو اس فیصلے پر نہایت ناخوش ہوں گے اب میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ میں ان لوگوں کی جذبات کی ترجمانی کروں لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ ان لوگوں کے طویل المیعاد مفاد کے حق میں ہے کہ یہ مسئلہ حل کر لیا گیا ہے آج یہ لوگ ناخوش ہوں گے کہ ان کو یہ فیصلہ پسند نہ ہوگا ان کو یہ فیصلہ ناگوار ہوگا لیکن حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اور مفروضے کے طور پر اپنے آپ کو ان لوگوں میں شمار کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ ان کو بھی اس بات پر خوش چاہئے کہ اس فیصلے سے یہ مسئلہ حل ہوا اور ان کو آئینی حقوق کی ضمانت حاصل ہو گئی۔

مجھے یاد ہے کہ جب حزب اختلاف سے مولانا شاہ احمد نورانی نے یہ تحریک پیش کی تو انہوں نے ان لوگوں کو مکمل تحفظ دینے کا ذکر کیا تھا جو اس فیصلے سے متاثر ہوں گے۔ ایوان اس یقین دہانی پر قائم ہے۔ یہ ہر پارٹی کا فرض ہے یہ حکومت کا فرض ہے یہ حزب مخالف کا فرض ہے اور ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کی یکساں طور پر حفاظت کرے اسلام کی تعلیم رواداری ہے مسلمان رواداری پر عمل کرتے ہیں۔ اسلام نے فقط رواداری کی تبلیغ ہی نہیں کی بلکہ تمام تاریخ میں اسلامی معاشرے نے رواداری سے کام لیا ہے۔ اسلامی معاشرے نے اس تیرہ و تاریک زمانے میں یہودیوں کے ساتھ بہترین سلوک کیا جبکہ عیسائیت ان پر یورپ میں ظلم کر رہی تھی اور یہودیوں نے سلطنت عثمانیہ میں آکر پناہ لی تھی۔ اگر یہودی دوسرے

Marfat.com

حکمران معاشرے سے بچ کر عربوں اور ترکوں کے اسلامی معاشرے میں پناہ لے سکتے ہیں تو پھر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری مملکت اسلامی مملکت ہے ہم مسلمان ہیں ہم پاکستانی ہیں اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم تمام فرقوں' تمام لوگوں اور پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں طور پر تحفظ دیں۔

جناب سپیکر! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

آپ کا شکریہ!

سینٹ میں بل کی منظوری

سات ستمبر کے دن ہی شام ساڑھے سات بجے سینٹ کا اجلاس بلایا گیا۔ سینٹ کی کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اور اس کے لیے موقع کے اعتبار سے مناسب آیات کا چناؤ کیا گیا تھا۔ تلاوت اور ترجمے کے بعد سات بج کر پینتالیس منٹ پر کارروائی کا آغاز ہوا۔ سرحد سے نیپ کے شہزاد گل پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے کہ سینٹ نے ابھی یہ ترمیمی بل منظور نہیں کیا۔ لیکن ریڈیو پاکستان نے اپنی خبروں میں اسے قومی اسمبلی سے منظوری کے بعد نافذ العمل قرار دے دیا ہے۔ یہ چیز سینٹ کے اختیارات میں مداخلت ہے۔ جناب پیرزادہ نے جو مرکزی وزیر ہونے کے ناطے سے سینٹ میں بیٹھ سکتے تھے اس پر فوراً" معذرت کا اظہار کرتے ہوئے صورتحال کو سنبھال لیا۔ جناب پیرزادہ نے قادیانی مسئلہ کے دوران رواداری سے معاملات کو درست رکھنے کے جو تجربے کیے اس کے پیش نظران کا رویہ نیا نہیں رہا۔ سینٹ کے چیئرمین جناب حبیب اللہ خان نے حسب معمول ریمارکس دیئے جس کے بعد سات بج کر پچاس منٹ پر جناب پیرزادہ نے قومی اسمبلی کا منظور شدہ بل ملک کے ایوان بالا "سینٹ" میں پیش کردیا۔ اس پر نیپ کے سینیٹر بیرسٹر ظہور الحق نے مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہوئے اس بات کی نشاندہی کی کہ ترمیمی بل کی فوری اہمیت کے پیش نظر بعض قواعد کو معطل کرنا پڑے گا۔ اس پر قواعد کی جانچ پڑتال کے بعد جناب پیرزادہ نے کہا کہ چیئرمین سینٹ اپنے اختیارات سے کام لے کر ان قواعد کو معطل کرسکتے ہیں۔ ترمیمی بل پر منظوری کے لیے دستوری ضروریات سے گزرتے ہوئے پہلے دو مرحلوں پر دو بار ایوان کے اندر رائے شماری ہوئی اور پھر حزب اختلاف کو قومی

اسمبلی میں حزب اختلاف کے ارکان کی طرح Ayes کے دروازے سے گزرنا پڑا۔ رائے شماری کے اس مرحلے کے بعد سینٹ کے ارکان ایوان میں اپنی نشستوں پر بیٹھے تو سینٹ کے چیئرمین جناب حبیب اللہ خان نے آٹھ بج کر چار منٹ پر آئین میں ترمیم کا اعلان کر کے اکیس ووٹوں سے بہ اتفاق رائے مرزائیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا دستوری عمل مکمل کردیا۔ قومی اسمبلی کی طرح سینٹ میں بھی کوئی ووٹ قرارداد کے خلاف نہیں آیا۔

قارئین 74ء میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے بعد ہم نے سمجھ لیا کہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا ہے اور پون صدی پر پھیلے ہوئے فتنہ کا سر کاٹ دیا گیا ہے۔ 74ء میں مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں کا اظہار اطمینان اور اخبارات و جرائد کے تبصرے آج 95ء میں بے معنی ہوکر رہ گئے ہیں کیونکہ قادیانی مسئلہ نہ صرف جوں کا توں موجود ہے بلکہ پہلے سے زیادہ سنگین صورت اختیار کرچکا ہے۔

Marfat.com

قادیانی کافر قرار کیوں پائے

ذوالفقار علی بھٹو کے جماعت احمدیہ سے تعلقات کوئی ڈھکے چھپے نہیں رہے ہیں انہوں نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انہیں انتخابات میں قادیانیوں کے ووٹ حاصل ہوئے۔

برطانیہ سے ایک کتاب (A MAN OF GOD) کے نام سے شائع ہوئی ہے جس کے مطابق وزیر اعظم بن جانے کے بعد کسی ملاقات میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے مرزا طاہر احمد سے کہا کہ وہ انہیں مہینے میں ایک بار ضرور ملا کریں۔ یہ ملاقاتیں کچھ عرصہ تک ہوتی رہیں لیکن پھر آہستہ آہستہ کم ہو گئیں چنانچہ بجٹ کے حوالے سے بعض معاملات پر مشورہ کرنے کے لیے جب بھٹو نے واشنگٹن سے ایم ایم احمد کو بلوایا تو انہوں نے ایم ایم احمد سے شکوہ کیا کہ بہت مدت سے مرزا طاہر احمد ملنے کے لیے نہیں آئے۔ بھٹو صاحب نے ایم ایم احمد سے کہا آپ جب ربوہ جائیں تو طاہر سے ملاقات کے لیے کہیں۔ علاوہ ازیں ذوالفقار علی بھٹو نے اس وقت کے خلیفہ مرزا ناصر احمد سے بھی رابطہ کیا اور ان سے درخواست کی وہ طاہر سے کہیں کہ وہ ملاقاتوں کا سلسلہ بحال کرے۔ اس کے بعد جب مرزا طاہر احمد بھٹو سے ملے تو ایم ایم احمد بھی ان کے ساتھ تھے۔ ایم ایم احمد کہتے ہیں بھٹو نے طاہر سے بغلگیر ہوتے ہوئے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جو بڑی مدت سے مجھے نہیں ملا۔

کتاب میں مرزا طاہر احمد کی اس دور کی یادوں کے بعض اقتباس بھی دیئے گئے ہیں۔ مرزا طاہر کہتے ہیں کہ ذوالفقار علی بھٹو کو بلندی تک پہنچنے اور عالمی لیڈر بننے کی بڑی شدید خواہش تھی اور وہ ایک عرصہ تک تیسری دنیا کا رہنما بننے کی کوشش کرتے رہے لیکن اس جگہ پر نہرو اور مسز اندرا گاندھی پہلے ہی سے قابض تھے چنانچہ بھٹو نے

Marfat.com

اسلامی دنیا کا لیڈر بننے کا فیصلہ کیا۔ طے یہ پایا کہ سعودی عرب کا بادشاہ مسلم دنیا کا خلیفہ ہو گا جو اس وقت شاہ فیصل تھے جبکہ بھٹو (political brain)کے طور پر کام کریں گے۔

مرزا طاہر کہتے ہیں ذوالفقار علی بھٹو اور شاہ فیصل کے اس منصوبے کی راہ میں احمدیوں کی خلافت رکاوٹ تھی۔ ایک وقت میں مسلمانوں کا ایک ہی خلیفہ ہو سکتا تھا اس لیے احمدیوں کو کافر قرار دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ ان کے مطابق اسلامی سربراہی کانفرنس کا انعقاد بھی اس سلسلے کی ایک کڑی تھا کتاب میں کہا گیا ہے کہ مرزا طاہر احمد نے اپنا یہ تجزیہ اس وقت کے وزیر خارجہ عزیز احمد کو بھی بتایا اور خدشہ ظاہر کیا کہ اسلامی کانفرنس کے موقع پر پھر احمدیوں کے خلاف مہم چلائی جائے گی۔ لیکن وزیر خارجہ مسٹر عزیز احمد نے اس خدشے کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کے کسی منصوبے کا کوئی وجود نہیں اور یہ کہ اسلامی کانفرنس کے موقع پر کسی بھی قسم کے مذہبی پروپیگنڈے پر پابندی ہے۔

کتاب میں کہا گیا ہے کہ بعد ازاں مرزا طاہر احمد نے بھٹو کے ساتھ ملاقات میں بھی اسی قسم کے خدشات کا اظہار کیا۔ لیکن ذوالفقار علی بھٹو نے یقین دلایا کہ قادیانیوں کے خلاف کوئی پروپیگنڈہ نہیں ہو گا ------ کتاب میں کہا گیا ہے کہ مرزا طاہر احمد کے پاس پہلے سے کچھ پمفلٹ پہنچ چکے تھے جو احمدیوں کے خلاف تھے اور جنہیں جماعت اسلامی اور دوسری قادیانی مخالف تنظیموں نے تیار کیا تھا۔ ان پمفلٹوں کو اسلامی سربراہی کانفرنس کے شرکاء میں تقسیم کیا جانا تھا۔

کتاب کے مطابق جب کانفرنس شروع ہوئی تو مرزا طاہر احمد کے خدشات صحیح ثابت ہوئے چنانچہ جب ذوالفقار علی بھٹو نے مختلف سربراہان مملکت اور نمائندوں کو اے ڈی سی فراہم کرنے کے لیے فوج کو ہدایت کی تو ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ ان میں کسی احمدی کا تقرر نہ کیا جائے۔

حکومت کی اس راز داری کے باوجود بھی راز افشاء ہو گیا وہ اس طرح کہ ایک افریقی ملک کے وزیر اعظم نے اپنے ایک واقف قادیانی کو ایک پیکٹ دیا جس نے اسے مرزا طاہر احمد تک پہنچا دیا۔ اس میں ایسی تحریریں تھیں جو قادیانیوں کے خلاف تھیں اور جن میں سے بعض کو مرزا طاہر پہلے ہی دیکھ چکے تھے۔ یہ تحریر جماعت احمدیہ کو

Marfat.com

گھیا ثابت کرنے اور خلیفہ کو بدنام کرنے کے لیے تیار کی گئیں تھیں۔

جب کانفرنس شروع ہوئی تو یوگنڈا کے عیدی امین نے سعودی پشت پناہوں کی مدد سے تیار کی گئی یہ تجویز پیش کی کہ شاہ فیصل کو مسلم دنیا کا خلیفہ بنایا جانا چاہیے۔ لیکن یہ تجویز سیاسی اختلافات کی نذر ہو کر بری طرح ناکام ہو گئی۔

74ء کی قومی اسمبلی میں قادیانیت پر بحث کے حوالے سے مرزا طاہر احمد کہتے ہیں کہ [redacted] فرقہ کے حوالے سے ہمارے دلائل میں یہ بات بھی آتی تھی کہ [redacted] نے تمام مسلمانوں کو جو [redacted] نہیں ہیں ان کو بڑی شدت کے ساتھ برا بھلا کہا ہے۔ مرزا طاہر احمد کہتے ہیں مجھے خیال آیا کہ جب ہم اسمبلی میں یہ بات کہیں گے تو وہ لازمی طور پر اسے چیلنج کریں گے اور ثبوت کے لیے [redacted] فرقہ کی اصل کتاب طلب کریں گے۔ جبکہ ہماری مرکزی لائبریری میں یہ کتابیں موجود نہیں تھیں اچانک مجھے یاد آیا کہ مردان میں قاضی محمد یوسف صاحب رہتے تھے جو [redacted] ازم کے ماہر تھے اور [redacted] مسلک سے متعلق ان کے پاس بڑی اچھی کتابیں تھیں - ان کی یہ لائبریری اب ان کے بیٹوں کے پاس تھی جو بڑے مخلص احمدی تھے چنانچہ میں نے چند آدمی جیپ میں مردان روانہ کیے اور انہیں کہا وہ صبح واپس اسلام آباد پہنچ جائیں وہ آدمی صبح سے پہلے مردان سے کتابیں لے کر واپس آگئے اور جب ہم اسمبلی میں گئے تو وہی ہوا ایک مولوی صاحب بڑے پر جوش انداز سے کھڑے ہو گئے اور کہا کہ ہم آپ کی بات نہیں مانتے ہمیں اصل ماخذ دکھایئے اور جب ہم نے حوالہ دکھایا تو وہ جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔

کتاب میں ایک سینئر وزیر کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ جب اس سے سوال کیا گیا کہ آپ 74ء میں قومی اسمبلی کی اس خفیہ کارروائی کو شائع کیوں نہیں کرتے جس میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تو اس نے جواب دیا۔۔۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ سارا پاکستان احمدی ہو جائے۔ کتاب میں کہا گیا ہے کہ فیصلے کے بعد ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کے خلیفہ مرزا ناصر احمد کو بلایا اور کہا کہ مجھے اس فیصلے پر مجبور کیا گیا ہے اور انہوں نے یقین دلایا کہ یہ فیصلہ صرف آئین تک ہی محدود رہے گا اس کا احمدیوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ بھٹو نے کہا کہ یہ فیصلہ محض بنیاد پرستوں کو خاموش رکھنے کے لئے کیا گیا ہے کتاب کے مطابق ذوالفقار علی بھٹو کی خواہش تھی کہ اس فیصلے کے

Marfat.com

باوجود جماعت احمدیہ ان کی حمایت جاری رکھے۔ کتاب کے مطابق مرزا ناصر احمد سے ملاقات کے دوران جب چائے آئی تو بھٹو نے چائے کپ میں ڈال کر مرزا ناصر کو دی لیکن انہوں نے چائے پینے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ آپ حکومت کے سربراہ ہیں جبکہ میں ایک شہری ہوں۔ آپ نے مجھے بلایا اور میں آگیا لیکن میں آپ کی مہمان نوازی قبول نہیں کر سکتا ـــــــ بھٹو یہ سن کر کانپنے لگ گیا اور اس نے آہستہ آہستہ کپ نیچے رکھ دیا۔

بھٹو اور قادیانیت

ذوالفقار علی بھٹو بے پناہ صلاحیتوں کے مالک تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہیں اقتدار حاصل کرنے کا بھی جنون تھا۔ چنانچہ اقتدار کی اسی ہوس نے بھٹو کو بہت زیادہ متاثر کیا کہ اقتدار ہر صورت میں اپنے پاس رکھنے کی خواہش کے نتیجے میں 77ء کے انتخابات میں دھاندلی کی گئی قومی اتحاد نے تحریک چلائی نتیجۃً اقتدار ان سے چھن گیا۔ شہرت حاصل کرنے اور اقتدار کی خاطر ہی بھٹو نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا کیونکہ انہیں یہ کہا گیا تھا کہ ایسی صورت میں ان کی مقبولیت بہت بڑھ جائے گی۔ اقتدار حاصل کرنے کی شدید خواہش کے نتیجے میں ہی ذوالفقار علی بھٹو اور قادیانیوں کے تعلقات پروان چڑھے۔

بھٹو اور قادیانیوں کے تعلقات کیسے بنے' پروان چڑھے اور پھر ختم ہوئے یہ کہانی دلچسپ بھی ہے اور قادیانیوں کو کافر قرار دیئے جانے کے مسئلہ کو سمجھنے کے لیے ضروری بھی۔

ذوالفقار علی بھٹو نے پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں تقریر کی تو وہ راتوں رات شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئے۔ یہی وہ دن تھے جب بھٹو نے ایوب خاں کی کابینہ سے نکل کر اپنی الگ جماعت بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور وہ عوامی رابطہ مہم کی طرز پر جگہ جگہ جلسوں سے خطاب کر رہے تھے۔ انہی دنوں مرزا ناصر احمد جو بعد میں احمدیوں کے خلیفہ بنے اور اس وقت خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی بیماری کی وجہ سے بعض معاملات کو کنٹرول کر رہے تھے نے اپنے چھوٹے بھائی مرزا طاہر سے کہا کہ وہ اسلام آباد جاکر ذوالفقار علی بھٹو سے ملیں۔ مرزا

Marfat.com

ناصر احمد نے مرزا طاہر احمد سے کہا کہ وہ بھٹو سے کہیں ہم آپ کی تقریروں سے بڑے متاثر ہوئے ہیں اور آپ کے خیالات کی حمایت کرتے ہیں نیز پاکستان کے شہری ہونے کی حیثیت سے ہم جو کچھ کر سکتے ہیں اس میں بھٹو کو کسی بھی قسم کی مدد کی پیش کش کریں۔ چنانچہ اپنے بھائی کی ہدایت پر مرزا طاہر احمد ذوالفقار علی بھٹو سے ملنے کے لیے چلے گئے۔ مرزا طاہر احمد کہتے ہیں کہ جب بھٹو کو معلوم ہوا کہ میں کسی مقصد کے لیے آیا ہوں تو وہ فوراً ہی مجھے ڈرائنگ روم سے باہر لے آئے اور کہا کہ یہ جگہ بات چیت کے لیے محفوظ نہیں ہے۔ بھٹو مجھے ایک دوسرے کمرے میں لے گئے جہاں صرف ایک میز اور چند کرسیاں رکھی ہوئی تھیں یہاں بیٹھ کر ہم نے تبادلہ خیالات کیا اور ہم دوست بن گئے۔

اس ملاقات سے بھٹو کے قادیانیوں کے ساتھ تعلقات کی کہانی شروع ہوتی ہے۔ اس ملاقات کے بعد چند سال تک مرزا طاہر احمد اور ذوالفقار علی بھٹو کے درمیان کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔۔۔۔ لیکن پھر بھٹو نے مرزا طاہر احمد کو اس وقت ملاقات کے لیے پیغام بھیجا جب وہ انتخابات میں حصہ لینے کے لیے قید سے رہا ہوئے تھے۔ مرزا طاہر احمد نے ملاقات کے اس پیغام کے متعلق اپنے بھائی مرزا ناصر احمد کو بتایا جو اس وقت قادیانیوں کے تیسرے خلیفہ منتخب ہو چکے تھے۔ مرزا ناصر احمد سے اجازت ملنے کے بعد مرزا طاہر احمد نے بھٹو ہاؤس میں ذوالفقار علی بھٹو سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں بھٹو نے انتخابی مہم چلانے کے لیے رقم کی ضرورت کا بھی اظہار کیا اور مرزا طاہر احمد سے انتخابی مہم کے سلسلے میں مزید بات چیت کی۔ انتخابی مہم کے علاوہ اس وقت پیپلزپارٹی کے امیدواروں کا فیصلہ ہو چکا تھا جن میں 70 فیصد کمیونسٹ تھے اور باقی 30 فیصد بھی ان کے زیر اثر تھے۔ مرزا طاہر کہتے ہیں کہ میں نے بھٹو سے کہا کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ کمیونسٹ پاکستان کا اقتدار سنبھال لیں تو ٹھیک ہے ورنہ آپ امیدواروں کی فہرست کا ایک بار پھر جائزہ لیں۔ اس کے بعد بھٹو نے پارٹی کے سینئر ارکان کا ایک اجلاس طلب کیا اور اخبارات کو بیان جاری کر دیا گیا کہ امیدواروں کی فہرست ابھی حتمی نہیں ہے۔ چنانچہ امیدواروں کی فہرست کا جائزہ لینے کے لیے ایک کمیٹی قائم کر دی گئی۔ جس کے نتیجہ میں متعدد افراد کو امیدواروں کی فہرست سے نکال دیا گیا اور ان کی جگہ نئے افراد لیے گئے۔ اس کے بعد جو حتمی فہرست بنی اس

Marfat.com

نے انتخابات جیت لیے اور بھٹو وزیراعظم بن گئے وزیراعظم بننے کے بعد جب مرزا طاہر ذوالفقار علی بھٹو سے ملنے گئے تو انہوں نے بھٹو سے کہا کہ سر میں آپ کو الوداع کہنے آیا ہوں۔ جس پر بھٹو نے حیرانگی سے کہا کیوں۔۔۔۔۔ مرزا طاہر نے کہا کہ میں آپ کو صرف تلخ حقائق کے متعلق بتاؤں گا جنہیں آپ پسند نہیں کریں گے۔ مرزا طاہر کہتے ہیں بھٹو خوشامدیوں میں گھر چکے تھے۔

اس کے بعد بھی کچھ عرصہ تک بھٹو اور مرزا طاہر احمد کی ملاقاتیں جاری رہیں ایک آدھ ملاقات میں مرزا طاہر احمد نے احمدیوں کے خلاف حکومت کی طرف سے کیے جانے والے اقدامات کی شکائت بھی کی کیونکہ حکومت نے ان کے سکولوں اور زمین کو اپنی تحویل میں لے لیا تھا پھر آہستہ آہستہ یہ دوستی سرد پڑتی گئی۔ مرزا طاہر احمد کہتے ہیں دراصل احمدیوں کا مخالف طبقہ جو پیپلز پارٹی کے اندر بھی تھا اور باہر بھی جسکا بھٹو پر اثر بہت بڑھ چکا تھا۔

قومی اسمبلی کے پاس قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا اختیار تھا۔؟

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے فیصلے کو 21 سال ہو گئے ہیں۔ فیصلے کے بعد مختلف جماعتوں اور اخبارات نے جو تبصرے کیے اور جس طرح سے خوشی کا اظہار کیا وہ بھی آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ جن میں یہ بات بڑی شدت کے ساتھ کہی گئی ہے کہ اس فیصلے سے قادیانی مسئلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ آج 21 سال بعد اس امر کا جائزہ لینا بھی بہت ضروری ہو گیا ہے کہ جو فیصلہ قومی اسمبلی نے کیا۔۔۔۔ کیا اس کو یہ اختیار بھی حاصل تھا یا نہیں خصوصاً یہ جائزہ لینا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس فیصلے کی وجہ سے قادیانیت پر کوئی منفی اثر نہیں پڑا۔ قادیانیت کا پھیلاؤ آج بھی اسی طرح جاری ہے جس طرح پہلے تھا۔ بلکہ شاید اس سے بڑھ کر۔

جمہوری نظام میں اکثریت کے فیصلے کو اہمیت دی جاتی ہے اور اسے ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے عوام کی طرف سے کیے گئے فیصلے کے نتیجے میں جو اسمبلی وجود میں آتی ہے اسے قانون سازی کا مکمل حق حاصل ہوتا ہے وہ اکثریت رائے کے ساتھ جو چاہے قانون سازی کرے اسے چیلنج نہیں کیا جاسکتا لیکن قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا فیصلہ اس حد تک تو صحیح ہے کہ یہ قومی اسمبلی نے کیا اور اس فیصلہ کو آئینی

Marfat.com

حیثیت بھی حاصل ہو گئی لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ فیصلہ مکمل طور پر مذہب سے تعلق رکھتا ہے اس لیے اس کے غلط یا صحیح ہونے کا معیار بھی مذہبی پیمانہ ہی ہونا چاہیے جہاں تک جمہوری نظام کا تعلق ہے تو خواہ علمائے وقت اس حوالے سے جرات مندانہ موقف نہ اپنائیں اور معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے جمہوریت کے پھل سے استطاعت کے مطابق مستفید ہونے کی کوشش کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں اکثریتی فیصلے کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور نہ ہی اکثریت کو اسلامی قوانین پر بالادستی حاصل ہے۔

باوجود اس کے کہ جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی بھی اسی جمہوری نظام کے تحت اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے لیکن جمہوریت کے متعلق ان کے خیالات ملاحظہ فرمایئے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ حقیقت حال کیا ہے۔ مولانا اپنی کتاب "پردہ" کے صفحہ 71 پر جمہوری نظام سیاست کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"مصیبت اتنے پر ختم نہ ہوئی مزید برآں اسی تصور آزادی نے مغرب میں جمہوری نظام حکمرانی کو جنم دیا جو اس اخلاقی انقلاب کی تکمیل کا ایک طاقتور ذریعہ بن گیا۔

جمہوریت جدیدہ کا اصل الاصول یہ ہے کہ لوگ خود اپنے حاکم اور خود اپنے قانون ساز ہیں جیسے قوانین چاہیں اپنے لیے بنائیں اور جن قوانین کو پسند نہ کریں ان میں جیسی چاہیں ترمیم کردیں ان کے اوپر کوئی ایسا بالاتر اقتدار نہیں جو انسانی کمزوریوں سے پاک ہو اور جس کی ہدایت و رہنمائی کے آگے سر جھکا کر انسان بے راہ روی سے بچ سکتا ہو۔ ان کے پاس کوئی ایسا اساسی قانون نہیں جو اٹل ہو اور انسان کی دسترس سے باہر ہو اور جس کے اصولوں کو ناقابل ترمیم و تنسیخ مانا جائے ان کے لیے کوئی ایسا معیار نہیں جو صحیح اور غلط کی تمیز کے لیے کسوٹی ہو اور انسانی اہواء اور خواہشات کے ساتھ بدلنے والا نہ ہو بلکہ مستقل اور ثابت ہو۔

اس طرح جمہوریت کے جدید نظریہ نے انسان کو بالکل خودمختار اور غیرذمہ دار فرض کرکے آپ ہی اپنا شارع بنا دیا اور ہر قسم کی قانون سازی کا مدار صرف رائے عام پر رکھا اب یہ ظاہر ہے کہ جہاں ...ی زندگی کے سارے قوانین رائے عام کے تابع ہوں۔ اور جہاں حکومت اسی جمہوریت جدیدہ کے اللہ کی عبد ہو وہاں قانون اور

Marfat.com

سیاست کی طاقتیں کسی طرح سوسائٹی کو اخلاقی فساد سے نہیں بچاسکتیں بلکہ بچانا کیا معنی آخرکار وہ خود اس کو تباہ کرنے میں معین و مددگار بن کر رہیں گی رائے عام کو ہر تغیر کے ساتھ قانون بھی بدلتا چلا جائے گا جوں جوں عام لوگوں کے نظریات بدلیں گے قانون کے اصول اور ضوابط بھی ان کے مطابق ڈھلتے جائیں گے حق اور خیر اور صلاح کا کوئی معیار اس کے سوا نہ ہوگا کہ ووٹ کس طرف زیادہ ہیں ایک تجویز خواہ وہ بجائے خود کتنی ہی ناپاک کیوں نہ ہو اگر عوام میں اتنی مقبولیت حاصل کرچکی ہے کہ 100 میں سے 51 ووٹ حاصل کرسکتی ہے تو اسے تجویز کے مرتبے سے ترقی کرکے شریعت بن جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔"

مسلمان کون؟

یہ ہے اس جمہوری نظام کی حقیقت جس کو کسی کے اسلام یا کفر کے تعین کرنے کا اختیار بھی دے دیا گیا ہے۔ المیہ تو یہ ہوا کہ یہ اختیار انہی علمائے کرام نے دیا جو خود مسلم کی تعریف پر بھی متفق نہیں ہیں۔ انہی علماء نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے حالانکہ یہی علماء ایک دوسرے کے "نظریہ مسلم" کے تحت خود بھی کافر ٹھہرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔ "مسلم" کی تعریف اور پھر خود کسی ایک عالم دین کی تعریف کو تسلیم کرکے اس کے نزدیک مسلمان جبکہ بقیہ کے نزدیک کافر بن جایئے۔ یہ تعریفیں علماء نے 53ء کی تحریک ختم نبوت جسے حکومت نے فسادات قرار دیا کی تحقیقات کرنے والی عدالت کے روبرو کی گئیں۔ فاضل عدالت نے تعریف کا مطالبہ کرنے سے پہلے ہر گواہ کو واضح طور پر سمجھا دیا تھا کہ آپ وہ قلیل سے قلیل شرائط بیان کیجئے جن کی تکمیل سے کسی شخص کو مسلم کہلانے کا حق حاصل ہو جاتا ہے اور یہ تعریف اس اصول پر مبنی ہونی چاہئے جس کے مطابق گرائمر میں کسی اصطلاح کی تعریف کی جاتی ہے ملاحظہ کیجئے مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری صدر جمعیت علمائے پاکستان کی تعریف۔

سوال۔ مسلم کی تعریف کیا ہے؟

جواب۔ اول - وہ توحید الٰہی پر ایمان رکھتا ہو۔

دوم۔ وہ پیغمبر اسلامؐ کو اور تمام انبیائے سابقین کو خدا کا ہی نبی مانتا ہو۔

Marfat.com

سوم۔ اس کا ایمان ہو کہ پیغمبر اسلامؐ انبیاء میں آخری نبی ہیں۔
چہارم۔ اس کا ایمان ہو کہ قرآن کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔
پنجم۔ وہ پیغمبر اسلامؐ کی ہدایات کے واجب الاطاعت ہونے پر ایمان رکھتا ہو۔
ششم۔ وہ قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔
سوال۔ کیا تارک صلوٰۃ مسلم ہوتا ہے؟
جواب۔ جی ہاں لیکن منکر صلوٰۃ مسلم نہیں ہو سکتا۔

مولانا احمد علی صدر جمعیت العلمائے اسلام مغربی پاکستان۔

سوال۔ از راہ کرم مسلم کی تعریف کیجئے۔
جواب۔ وہ شخص مسلم ہے جو
1) قرآن پر ایمان رکھتا ہو (2) رسول اللہؐ کے ارشادات پر ایمان رکھتا ہو۔
ہر شخص جو ان دو شرطوں کو پورا کرتا ہے مسلم کہلانے کا حق دار ہے اور اس کے لیے اس سے زیادہ عقیدے اور اس سے زیادہ عمل کی ضرورت نہیں۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی

سوال۔ ازراہ کرم مسلم کی تعریف کیجئے۔
جواب۔ وہ شخص مسلم ہے جو (1) توحید پر (2) تمام انبیاء پر (3) تمام الہامی کتابوں پر (4) ملائکہ پر (5) یوم الآخرت پر ایمان رکھتا ہو۔
سوال۔ کیا ان باتوں کے محض زبانی اقرار سے کسی شخص کو مسلم کہلانے کا حق حاصل ہو جاتا ہے اور آیا ایک مسلم مملکت میں اس سے وہ سلوک کیا جائے گا جو مسلمانوں سے کیا جاتا ہے۔؟
جواب۔ جی ہاں
سوال۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں ان تمام باتوں پر ایمان رکھتا ہوں تو کیا کسی شخص کو اس کے عقیدے کے وجود پر اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے؟
جواب۔ جو پانچ شرائط میں نے بیان کی ہیں وہ بنیادی ہیں جو شخص ان شرائط میں سے کسی شرط میں کوئی تبدیلی کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

Marfat.com

غازی سراج الدین منیر

سوال۔ ازراہ کرم مسلم کی تعریف کیجئے۔

جواب۔ میں ہر اس شخص کو مسلمان سمجھتا ہوں جو کلمہ لاالہ اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان کا اقرار کرتا اور رسول پاکؐ کے نقش قدم پر چل کر زندگی بسر کرتا ہے۔

مفتی محمد ادریس جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور۔

سوال۔ از راہ کرم مسلمان کی تعریف کیجئے۔

جواب۔ لفظ مسلمان فارسی کا لفظ ہے مسلم کے لیے فارسی میں جو لفظ مسلمان بولا جاتا ہے اس میں اور لفظ مومن میں فرق ہے میرے لیے یہ ناممکن ہے کہ میں لفظ مومن کی مکمل تعریف کروں کیونکہ اس امر کی وضاحت کے لیے بے شمار صفحات درکار ہیں کہ مومن کیا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اقرار کرتا ہے وہ مسلم ہے اس کو توحید الٰہی' رسالت انبیاء اور یوم قیامت پر ایمان رکھنا چاہئے۔ جو شخص اذان یا قربانی پر ایمان نہیں رکھتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ اسی طرح بے شمار دیگر امور بھی ہیں جو ہمارے نبی کریمؐ سے ہم کو تواتر کے ساتھ پہنچے ہیں۔ مسلم ہونے کے لیے ان سب امور پر ایمان لانا ضروری ہے میرے لیے یہ قریب قریب ناممکن ہے کہ ان تمام امور کی مکمل فہرست پیش کروں۔

حافظ کفایت حسین ادارہ تحفظ [redacted]

سوال۔ مسلمان کون ہے؟

جواب۔ جو شخص (1) توحید (2) نبوت اور (3) قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مسلمان کہلانے کا حق دار ہے یہ تین بنیادی عقائد ہیں جن کا اقرار کرنے والا مسلمان کہلا سکتا ہے۔ ان تین بنیادی عقائد کے معاملے میں شیعوں اور سنیوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ان تین عقیدوں پر ایمان رکھنے کے علاوہ بعض اور امور ہیں جن کو ضروریات دین کہتے ہیں۔ مسلمان کہلانے کا حقدار بننے کے لیے ان کی تکمیل ضروری ہے۔ ان ضروریات کی تعین اور شمار کے لیے مجھے دو تین دن چاہئیں لیکن مثال کے طور پر میں بیان کردینا

Marfat.com

چاہتا ہوں کہ احترام کلام اللہ، وجوب نماز، روزہ، وجوب حج معہ الشرائط اور دوسرے بے شمار امور "ضروریات دین" میں شامل ہیں۔

مولانا عبدالحامد بدایونی، صدر جمعیت العلمائے پاکستان۔

سوال۔ آپ کے نزدیک مسلمان کون ہے؟

جواب۔ جو شخص "ضروریات دین" پر ایمان رکھتا ہے وہ مومن ہے اور ہر مومن مسلمان کہلانے کا حق دار ہے۔

سوال۔ ضروریات دین کون کون سی ہیں۔

جواب۔ جو شخص پانچ ارکان پر اور ہمارے رسول پاکؐ پر ایمان رکھتا ہے وہ ضروریات دین کو پورا کرتا ہے۔

سوال۔ آیا ان پنج ارکان اسلام کے علاوہ دوسرے اعمال کا بھی اس امر سے کوئی تعلق ہے کوئی شخص مسلمان ہے یا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

جواب۔ یقیناً تعلق ہے۔

سوال۔ پھر آپ ایسے شخص کو مسلمان نہیں کہیں گے جو ارکان خمسہ اور رسالت پیغمبر اسلامؐ پر تو ایمان رکھتا ہے لیکن دوسرے لوگوں کی چیزیں چراتا ہے۔ جو مال اس کے سپرد کیا جائے تو اس کو غبن کرلیتا ہے۔ اپنے ہمسائے کی بیوی کے متعلق نیت بد رکھتا ہے۔ اور اپنے محسن سے انتہائی ناشکری کا مرتکب ہوتا ہے؟

جواب۔ ایسا شخص اگر ان عقیدوں پر ایمان رکھتا ہے جو ابھی بیان کیے گئے ہیں تو ان تمام اعمال کے باوجود وہ مسلمان ہوگا۔

مولانا محمد علی کاندھلوی دار الشہابیہ سیالکوٹ

سوال۔ ازراہ کرم مسلمان کی تعریف کیجئے؟

جواب - جو شخص نبی کریمؐ کے احکام کی تعمیل میں تمام ضروریات دین کو بجا لاتا ہے وہ مسلمان ہے۔

سوال۔ کیا آپ ضروریات دین کی تعریف کرسکتے ہیں؟

جواب۔ وہ اتنی بے شمار ہیں کہ ان کا ذکر بے حد دشوار ہے۔ میں ان ضروریات کو شمار نہیں کرسکتا بعض ضروریات دین کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً

Marfat.com

صلوٰۃ، صوم وغیرہ۔

مولانا امین احسن اصلاحی

سوال۔ مسلمان کون ہے؟

جواب۔ مسلمان کی دو قسمیں ہیں ایک سیاسی مسلمان، دوسرے حقیقی مسلمان، سیاسی مسلمان کہلانے کی غرض سے ایک شخص کے لیے ضروری ہے کہ

1- توحید الٰہی پر ایمان رکھتا ہو۔

2- ہمارے رسول پاکؐ کو خاتم النبین مانتا ہو یعنی اپنی زندگی کے تمام معاملات میں ان کو آخری سند تسلیم کرتا ہو۔

3- ایمان رکھتا ہوں کہ ہر خیر و شر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

4- روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔

5- قرآن مجید کو آخری الہام الٰہی یقین کرتا ہو۔

6- مکہ معظمہ کا حج کرتا ہو۔

7- زکوٰۃ ادا کرتا ہو۔

8- مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتا ہوں۔

9- اسلامی معاشرے کے ظاہری قواعد کی تعمیل کرتا ہو۔

10- روزہ رکھتا ہو۔

جو شخص ان تمام شرائط کو پورا کرتا ہو وہ ایک اسلامی مملکت کے پورے شہری حقوق کا مستحق ہے اگر وہ ان میں سے کوئی ایک شرط پوری نہ کرے گا وہ سیاسی مسلمان نہ ہوگا (پھر کہا) اگر کوئی شخص ان دس امور پر ایمان کا محض اقرار ہی کرتا ہو گو ان پر عمل کرتا ہو یا نہ کرتا ہو تو یہ اس کے مسلمان ہونے کے لیے کافی ہے۔

حقیقی مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ کے تمام احکامات پر عین اس طرح ایمان رکھتا ہو اور عمل کرتا ہو جس طرح وہ احکام و ہدایت اس پر عائد کیے گئے ہیں۔

سوال۔ کیا آپ یہ کہیں گے کہ حقیقی مسلمان ہی "مرد صالح" ہے؟

جواب - جی ہاں

Marfat.com

سوال۔ اگر آپ کے ارشاد سے یہ سمجھیں کہ آپ کے نزدیک سیاسی مسلمان کہلانے کے لیے صرف عقیدہ کافی ہے اور حقیقی مسلمان بننے کے لیے عقیدہ کے علاوہ عمل بھی ضروری ہے تو کیا آپ کے نزدیک ہم نے آپ کا مفہوم صحیح طور پر سمجھا ہے۔

جواب۔ جی نہیں۔ آپ میرا مطلب واضح طور پر نہیں سمجھے۔ سیاسی مسلمان کے معاملے میں بھی عمل ضروری ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان عقائد کے مطابق عمل نہیں کرتا جو ایک سیاسی مسلمان کے لیے ضروری ہیں تو وہ سیاسی مسلمانوں کے دائرہ سے خارج ہو جائے گا۔

سوال۔ اگر کوئی سیاسی مسلمان ان باتوں پر عمل نہ رکھتا ہو جن کو آپ نے ضروری بتایا ہے تو کیا آپ اس شخص کو "بے دین" کہیں گے۔؟

جواب۔ جی نہیں۔ میں اسے محض "بے عمل" کہوں گا۔

علماء کی ان تعریفوں پر تبصرہ کرتے ہوئے جسٹس منیر احمد جو اس تحقیقاتی عدالت کے صدر تھے، فرماتے ہیں۔

"علماء کی بیان کردہ مختلف تعریفوں کو پیش نظر رکھ کر کیا ہماری طرف سے کسی تبصرے کی ضرورت ہے بجز اس کے کہ دین کے کوئی دو عالم بھی اس بنیادی امر (یعنی مسلمان کی تعریف) پر متفق نہیں ہیں اگر ہم اپنی طرف سے مسلم کی کوئی تعریف کردیں جیسے ہر عالم دین نے کی ہے اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا اور اگر ہم علماء میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کرلیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے تمام علماء کی تعریف کی رو سے کم ہو جائیں گے۔"

قارئین اب آپ علماء کرام کی تعریفوں کو سامنے رکھیے۔ فاضل عدالت کے تبصرے کو پڑھ لیجئے، ساتھ جمہوری نظام سیاسی پر مولانا مودودی کی رائے بھی دیکھ لیجئے اور ساتھ ساتھ اس وائٹ پیپر کا بھی مطالعہ کرلیجئے جس میں جنرل ضیاء الحق کی حکومت نے بھٹو دور کی اسمبلی اور حکومتی وزراء کے "کارنامے" بیان کیے ہیں اور اس کے بعد اپنے ضمیر کی عدالت سے قادیانیوں کو کافر قرار دیئے گئے فیصلے کے متعلق فیصلہ

طلب کیجئے۔

اب ان فتاوئی کو دیکھ لیجئے جو مسلمانوں کے مختلف فرقوں نے ایک دوسرے کے خلاف لگائے ہیں۔

بریلوی علماء کا دیوبندیوں کے خلاف فتویٰ

"وہابیہ دیوبندیہ اپنی عبادتوں میں تمام اولیاء انبیاء حتیٰ کہ حضرت سیدالاولین و لاخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی اور خاص ذات باری تعالیٰ شانہ کی اہانت و ہتک کرنے کی وجہ سے قطعاً" مرتد و کافر ہیں اور ان کا ارتداد کفر سخت سخت اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہی جیسا مرتد و کافر ہے۔۔۔۔۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان سے بالکل ہی محترز و مجتنب رہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں۔۔۔۔۔ نہ اپنے ہاں ان کو آنے دیں یہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جائیں مریں تو گاڑنے تھوپنے میں شرکت نہ کریں مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں غرض ان سے بالکل احتیاط و اجتناب رکھیں۔"

دیوبندیوں کا بریلویوں کے خلاف فتویٰ

"یہ سب تکفیریں اور لعنتیں بریلوی اور اس کے اتباع کی طرف سے لوٹ کر قبر میں ان کے واسطے عذاب اور بوقت خاتمہ ان کے موجب خروج ایمان و ازالہ تصدیق و ایقان ہوں گی کہ ملائکہ حضور علیہ السلام سے کہیں گے **انک لا تدری ما احد ثو ابعدک** اور رسول مقبول علیہ السلام دجال بریلوی اور ان اتباع کو سحقاً" سحقاً" فرما کر حوض مورود و شفاعت محمود سے کتوں سے بر تر کرکے دھتکار دیں گے اور امت مرحوم کے اجر و ثواب و منازل و نعم سے محروم کیے جائیں گے۔" (۱)

شیعوں کے خلاف احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ

رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم

کفار مرتدین ہیں۔ ان کے ہاتھ کا ذبح مردار ہے ان کے خلاف مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔۔۔ معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہرالٰہی ہے اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں کی ہو جب بھی نکاح ہرگز نہیں ہوگا۔ محض زنا ہوگا اولاد ولدالزنا ہوگی۔ باپ کا ترکہ نہ پائے گی اگرچہ اولاد بھی سنی ہی ہو کہ شرعاً ولدالزنا کا باپ کوئی نہیں۔ عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی کہ زانیہ کے لیے مہر نہیں۔۔۔ رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کے باپ بیٹے' ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پاسکتا۔ سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اس کا اصلا" کچھ حق نہیں ان کے مرد' عورت' عالم جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سخت کبیرہ کبیرہ اشد حرام جو ان کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کہ بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے یا جماع تمام آئمہ دین کافر بے دین ہیں اور ان کے لیے بھی یہی سب احکام ہیں جو ان کے لیے مذکور ہیں۔ مسلمان پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کرکے پکے سچے سنی بنیں۔" (۲)

شیعوں کا اپنے مخالفین کے خلاف فتویٰ

"فقہ حقہ شیعہ کے نزدیک شیعہ عورت کا نکاح کسی غیر شیعہ کے ہمراہ اس لیے ناجائز ہے کہ غیر اثنا عشری کو وہ مومن نہیں سمجھتے۔ جو مسلمان غیر اثنا عشری عقیدہ رکھتا ہو۔ شیعوں کے نزدیک وہ مومن نہیں مسلمان ہے۔

مولانا مودودی کے خلاف فتویٰ

مولانا مفتی محمود فرماتے ہیں۔

"میں آج یہاں پریس کلب حیدر آباد میں فتویٰ دیتا ہوں کہ مودودی گمراہ ہے۔ کافر اور خارج از اسلام ہے۔ اس سے اور اس کی جماعت سے تعلق رکھنے والے کسی مولوی کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز اور حرام ہے اس کی جماعت سے تعلق رکھنا صریح کفر اور ضلالت ہے۔ وہ امریکہ اور سرمایہ داروں کا ایجنٹ ہے۔ اب وہ موت کے آخری کنارے تک پہنچ چکا ہے۔ اب اسے کوئی طاقت نہیں بچاسکتی۔" (۳)

Marfat.com

یہ سب کچھ دیکھ لینے کے بعد ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ کسے مسلمان سمجھیں اور کسے کافر اور خود کو کون سی جگہ پر رکھیں۔ یہ ساری صورت حال قادیانیوں کے سامنے ہے۔ چنانچہ مرزا طاہر احمد ایک خطبہ جمعہ میں کہتے ہیں۔

"جماعت احمدیہ پر جو الزامات لگائے جا رہے ہیں وہ سارے جھوٹے اور حد سے زیادہ مبالغہ آمیز اور صورتحال کو بگاڑنے والے ہیں اگر وہ سارے الزامات سو فیصد درست ثابت ہوں اور ہمارا وہی عقیدہ ہے جو ہماری طرف منسوب کر رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں انہوں نے جو اقدام کیا ہے وہ درست ثابت ہو تو پھر سارے پاکستان میں تو کجا تمام دنیا میں ایک بھی مسلمان نہیں ملے گا کیونکہ اس چھری سے پھر سب کی گردنیں کاٹی جائیں گی۔ مولوی نے ایک دوسرے کے خلاف تکفیر کا جو بازار گرم کر رکھا ہے اس کی زد سے کوئی سلامت نہیں رہے گا۔ ہر ایک کو اس تلوار سے قتل کیا جائے گا اور نیست و نابود کیا جائے گا۔ اسلام اور اسلام کے ہر فرقے پر زد پڑے گی کیونکہ ایسا ایک بھی فرقہ نہیں ہے جس کے خلاف جماعت احمدیہ کے مقابلے میں زیادہ سنگین فتویٰ خود ان کے لگائے ہوئے موجود نہ ہوں۔"

حوالہ جات ____ قادیانی کافر

1- رجوم المذنبین علی روس الشیاطین صفحہ 119، 120
2- حضرت احمد رضا بریلوی کا فتویٰ روالہ صفحہ 30، 31
3- ہفت روزہ زندگی 10 نومبر 69ء صفحہ 30

Marfat.com

5- امتناع قادیانیت آرڈیننس

پس منظر

جنرل ضیاء الحق نے 5 جولائی 77ء کو حکومت سنبھالنے کے بعد ایک حکمت عملی کے طور پر ان مذہبی جماعتوں کو اپنے ساتھ ملایا جو بھٹو حکومت کے خلاف تحریک میں پیش پیش تھیں۔ ان مذہبی سیاسی جماعتوں کے نمائندوں کو وزارتیں دی گئیں اور ملک میں بظاہر اسلامی نظام نافذ کرنے کی کوشش کی جانے لگی۔ ہر مذہبی گروپ کو جنرل ضیاء الحق کی حکومت میں اہمیت دی جانے لگی اور ضیاء الحق نے تمام گروپوں کو مطمئن رکھنے اور ساتھ ملانے کے لیے وقتاً" فوقتاً" مختلف طریقے استعمال کیے۔

اس صورت حال کی وجہ سے مذہبی طبقہ ضیاء الحق کے قریب ہو گیا اب یہ بات بھی اس مذہبی طبقے کی نظر میں تھی کہ 74ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کے باوجود بھی قادیانیت کے پودے کو کوئی فرق نہیں پڑا چنانچہ اس طبقے نے ضیاء حکومت سے قادیانیوں کے خلاف مزید اقدامات کرنے کا مطالبہ شروع کر دیا علاوہ ازیں ایک نفسیاتی حربے کے طور پر ضیاء الحق کو مشتعل کرنے کے لیے یا اکسانے کے لیے یہ پروپیگنڈہ بھی شروع کر دیا گیا کہ چونکہ مارشل لاء کے نفاذ کے بعد 73ء کا آئین معطل ہو چکا ہے لہٰذا ضیاء دور حکومت میں قادیانیوں کی غیر مسلم حیثیت ختم ہو چکی ہے اور اب وہ آئینی طور مسلمان ہیں۔ اس طرح پہلے تو ضیاء حکومت قادیانیوں کے خلاف مختلف اقدامات کر کے مذہبی طبقے کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتی رہی لیکن جب معاملہ حد سے بڑھنے لگا تو حکومت کو باقاعدہ ایک سرکلر جاری کرنا پڑا جس میں کہا گیا کہ آئین کی رو سے قادیانی اب بھی غیر مسلم ہیں اور صدر مملکت کی طرف سے

Marfat.com

جاری کردہ آرڈیننس کے باعث قادیانیوں کی غیر مسلم حیثیت پر کوئی فرق نہیں پڑا۔
18 مئی 1982ء کو وزارت اطلاعات و نشریات کی جانب سے یہ سرکلر جاری کیا گیا۔

جنرل ضیاء الحق کا نافذ کردہ آرڈیننس مجریہ 1982ء

قادیانی فرقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی آئینی حیثیت کے متعلق مختلف حلقوں میں کچھ عرصے سے شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ان شبہات کو دور کرنے کی غرض سے صدر مملکت نے گزشتہ ماہ کی بارھویں تاریخ کو ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال 1982ء (صدارتی فرمان نمبر 8 مجریہ سال 1982ء) جاری کیا تھا جس کی رو سے اعلان کیا گیا ہے اور مزید توثیق کی گئی ہے کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء (نمبر 27 مجریہ سال 1881ء) کے جدول اول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء) کی شمولیت سے ان ترامیم کا جو اس کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور '1973ء' میں قادیانیوں کی حیثیت کے بارے میں عمل میں لائی گئی ہیں' تسلسل متاثر ہوا ہے اور نہ ہوگا اور وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور' 1973ء کے جزو کی حیثیت سے برقرار رہیں گی۔ نیز قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں) غیر مسلم کے طور پر حیثیت تبدیل ہوئی ہے اور نہ ہوگی' اور وہ بدستور "غیر مسلم" ہیں۔ وضاحتی فرمان کے بعد عام حالات میں اس مسئلے کی نسبت چہ میگوئیوں کا سلسلہ بند ہو جانا چاہئے تھا' مگر بااین ہمہ چند مفاد پرست عناصر حقائق کا رخ موڑ کر اس ضمن میں بے چینی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کرنے میں بدستور کوشاں نظر آتے ہیں۔ ان عناصر کی ریشہ دوانیوں کا مؤثر طریقے سے سدباب کرنے کی خاطر اس مسئلے کی مزید صراحت اور وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔

مجلس شوریٰ کے گزشتہ اجلاس میں راجہ محمد ظفر الحق قائم مقام وزیر قانون و پارلیمانی امور نے قاری سعید الرحمن اور مولانا سمیع اللہ ممبران وفاقی کونسل کی جانب سے قادیانیوں کی قانونی حیثیت کے بارے میں پیش کردہ تحاریک التواء کے متعلق مورخہ 12 اپریل 1982ء کو ایک مفصل بیان دیا تھا۔

وزیر موصوف نے اس مسئلے کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ دستور

(ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء) کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور، 1973ء کے آرٹیکل 260 میں شق (3) میں صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم نشستوں کی تقسیم کی وضاحت کرتے ہوئے قادیانی فرقہ کے افراد کو غیر مسلم اقلیت کے زمرے میں شامل کیا گیا۔ متذکرہ بالا آئینی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے موجود حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد عوام کی نمائندگی کے ایکٹ مجریہ سال 1976ء میں دفعہ 47- الف کا اضافہ کیا جس کا تعلق غیر مسلم اقلیتی نشستوں سے ہے۔ اس مجریہ دفعہ 47- الف میں بھی قادیانی گروپ سے متعلق افراد کو "غیر مسلموں" کے زمرے میں شامل کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی بھی قادیانیوں کی آئینی حیثیت بطور "غیر مسلم" اقلیت متعین ہو جانے کی بناپر معرض وجود میں آئی۔ اسی طرح ایوان ہائے پارلیمان و صوبائی اسمبلیوں کے (انتخاب) کے فرمان مجریہ سال 1977ء (فرمان صدر بعد ازاعلان نمبر 5 مجریہ سال 1977ء) میں بھی بذریعہ صدارتی فرمان نمبر 17 مجریہ سال 1978ء ترمیم کرکے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے سلسلے میں اہلیت اور نا اہلیت کے متعلق "مسلم" اور "غیر مسلم" کے الگ الگ زمرے طے کر دیئے گئے۔ جس کے نتیجے میں کوئی شخص اس وقت تک کسی اسمبلی کے انتخابات کے لیے اہل قرار نہیں پاسکتا جب تک کہ اس کا نام "مسلمانوں" یا "غیر مسلموں" کی نشستوں سے متعلق جداگانہ انتخابی فہرستوں میں سے ایک میں درج نہ ہو۔

بعدازاں فرمان عارضی دستور مجریہ 1981ء جاری کرتے وقت بھی قادیانیوں کی متذکرہ بالا حیثیت بطور غیر مسلم برقرار رکھی گئی۔ چنانچہ فرمان عارضی دستور کے آرٹیکل 2 میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء جو فی الحال معطل ہے کے کچھ آرٹیکل کو فرمان عارضی دستور کا حصہ بناتے وقت آرٹیکل 260 کو بھی شامل کیا گیا۔ اس واضح قانونی پوزیشن کے باوجود کچھ حلقوں میں قادیانیوں کی آئینی و قانونی حیثیت کے متعلق شکوک کا اظہار کیا گیا جسے دور کرنے کے لیے فرمان عارضی دستور مجریہ سال 1981ء میں آرٹیکل نمبر1- الف کا اضافہ کیا گیا۔ جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ 1973ء کے دستور اور مذکورہ فرمان نیز تمام وضع شدہ قوانین اور دیگر قانونی دستاویزات میں مسلم اور غیر مسلم سے مراد وہی لی جائے گی جس کا ذکر فرمان عارضی دستور مجریہ سال

1981ء کے حوالے سے ترمیم دستور (استقرار) کے فرمان مجریہ سال 1982ء میں ہے۔ فرمان عارضی دستور مجریہ 1981ء سال کے آرٹیکل 1- الف میں مسلم کی تعریف کرتے ہوئے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کو (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں) غیر مسلموں کے زمرے میں شامل کیا گیا۔

وزیر موصوف نے وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) مجریہ آرڈیننس مجریہ سال (1981ء) کے جدول میں دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء) کی شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ عام طے شدہ مروجہ طریقہ کار کے مطابق وزارت قانونی وقتاً" فوقتاً" ایک تنسیخی اور ترمیمی قانون کا نفاذ کرواتی ہے۔ جس کے ذریعے ان قوانین کو جن سے مروجہ قوانین میں ترمیم کی گئی ہوا اور جو اپنا مقصد حاصل کر چکے ہوں منسوخ کر دیا جاتا ہے چنانچہ اسی مروجہ طریقہ کار کے پیش نظر متذکرہ بالا وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء جاری کیا گیا۔ اس ضمن میں وزیر موصوف نے قانون عبارات عامہ بابت سال 1987ء کی دفعہ 6- الف کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ ہر وہ ترمیم جو کسی ترمیمی قانون کے ذریعے کسی دیگر قانون میں عمل میں لائی گئی ہو، ترمیمی قانون کی تنسیخ کے باوجود موثر رہتی ہے، بشرطیکہ ترمیمی قانون کی تنسیخ کے وقت وہ باقاعدہ طور پر نافذالعمل ہو۔ اس سے یہ بات واضح اور عیاں ہے کہ ترمیم کرنے والے قانون کی تنسیخ کے باوجود اس کے ذریعے معرض وجود میں آنے والی ترمیم زندہ اور موثر رہتی ہے اور ترمیمی قانون کا عدم اور وجود ایسی ترمیم کی بقا کے لیے یکساں ہے۔ اس لیے یہ کہنا قطعاً بجانہ ہوگا کہ ترمیم اسی صورت میں باقی رہے گی جبکہ متعلقہ ترمیمی قانون کا وجود باقی رہے گا۔ ترمیمی قانون منسوخ کر دیا جائے یا موجود رہے، ترمیم بہرحال نافذ العمل رہتی ہے۔ چنانچہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء کی وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء کی جدول اول میں شمولیت سے مذکورہ ترمیمی قانون کے ذریعے سے کی جانے والی ترامیم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ بدستور قائم اور رائج ہیں۔ لہٰذا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے "ان مقامات سے بھی بچنا چاہئے جہاں تہمت لگنے کا اندیشہ پایا جائے۔" مذکورہ بالاشک وابہام کو دور کرنے لیے حکومت نے ایک مزید قدم اٹھایا اور صدر مملکت نے ایک انتہائی واضح اور مکمل فرمان جاری کیا جو کہ صدارتی فرمان

Marfat.com

نمبر 8 مجریہ سال 1982ء کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا متن حسب ذیل ہے۔

چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء) کے ذریعے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور' 1973ء میں ترامیم کی گئی تھیں تاکہ صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی کی غرض سے قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کو (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں) غیر مسلموں میں شامل کیا جائے اور تاکہ یہ قرار دیا جائے کہ کوئی شخص جو خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان نہ رکھتا ہو یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو یا ایسے دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہو دستور یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

اور چونکہ فرمان صدر نمبر 17 مجریہ سال 1978ء کے ذریعے منجملہ اور چیزوں کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں غیر مسلم بشمول قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں) مناسب نمائندگی کے لیے حکم وضع کیا گیا تھا۔

اور چونکہ فرمان عارضی دستور 1981ء (فرمان سی۔ ایم۔ ایل۔ اے نمبر 1 مجریہ سال 1981ء) نے مذکورہ بالا دستور کے ایسے احکام کو جو متعلقہ تھے اپنا جزو قرار دیا تھا۔

اور چونکہ مذکورہ بالا فرمان میں واضح طور پر لفظ "مسلم" کی تعریف کی گئی ہے جس سے ایسا شخص مراد ہے جو وحدت وتوحید قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر نہ ایمان رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے اور لفظ "غیر مسلم" سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو جس میں عیسائی' ہندو' سکھ' بدھ' یا پارسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا شخص' قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی شخص (جو خود کو "احمدی" یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) یا کوئی بہائی اور جدولی ذاتوں میں سے کسی ایک سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے۔

Marfat.com

اور چونکہ مذکورہ بالا دستور (نظر ثانی ایکٹ بابت سال 1974ء نے دستور میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کرنے کا اپنا مقصد حاصل کر لیا تھا۔

اور چونکہ وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء (نمبر 27 مجریہ سال 1981ء) مسلمہ طریقہ کار کے مطابق اور مجموعہ قوانین سے ایسے قوانین کو بشمول مذکورہ بالا ایکٹ نکال دینے کے مقصد سے جاری کیا گیا تھا جو اپنا مقصد حاصل کر چکے تھے۔

اور چونکہ جیسا کہ مذکورہ بالا آرڈیننس میں واضح طور پر قرار گیا ہے' مذکورہ بالا دستور یا دیگر قوانین کے متن میں جو ترامیم مذکورہ بالا ایکٹ یا دیگر ترمیمی قوانین کے ذریعے کی گئی ہیں مذکورہ بالا آرڈیننس کے اجزا سے متاثر نہیں ہوئی ہیں۔

لہٰذا اب 5 جولائی 1977ء کے اعلان کے بموجب اور اس سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیار کو استعمال کرتے ہوئے صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے قانونی حال کے استقرار اور اس کی مزید توثیق کے لیے حسب ذیل فرمان جاری کیا ہے۔

1- مختصر عنوان اور آغاز نفاذ (1) یہ فرمان ترمیم دستور (استقرار) کا فرمان مجریہ سال 1982ء کے نام سے موسوم ہو گا۔ (2) یہ فی الفور نافذ العمل ہو گا۔

2- استقرار ---- بذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے اور مزید توثیق کی جاتی ہے کہ وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء (نمبر 27 مجریہ سال 1981ء کی جدول اول میں دستور کی رو سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور' (نمبر 19 بابت سال 1974ء) کی شمولیت سے جس کی رو سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء میں مذکورہ بالا ترامیم شامل کی گئی تھیں۔

(الف) مذکورہ بالا ترامیم کا تسلسل متاثر نہیں ہوا ہے اور نہ ہو گا جو مذکورہ بالا دستور کے جزو کی حیثیت سے بر قرار ہیں یا

(ب) قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کے اشخاص کی (جو خود کو "احمدی" کہتے ہیں۔) غیر مسلم کے طور پر حیثیت تبدیل نہیں ہوتی ہے اور نہ ہوگی اور وہ بدستور غیر مسلم ہیں۔

متذکرہ بالا متن سے ظاہر ہے کہ قادنیوں کی آئینی وقانونی حیثیت بطور غیر مسلم

Marfat.com

قطعی طور پر مسلمہ اور قائم ہے۔ کچھ حلقوں نے اس اندیشہ کا اظہار کیا ہے کہ متذکرہ بالا صدارتی فرمان اور فرمان عارضی دستور مجریہ سال 1981ء چونکہ عارضی قانونی اقدامات ہیں لہٰذا ان کے منسوخ ہو جانے پر مسلم اور غیر مسلم کی تعریف جو فرمان عارضی دستور کے آرٹیکل نمبر1- الف میں بیان کی گئی ہے' بھی ختم ہو جائے گی اور چونکہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء (نمبر 49 بابت سال 1974ء)' جس کی رو سے 1973ء کے دستور میں ترامیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا وفاقی قوانین (نظر ثانی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال 1981ء کے ذریعے منسوخ ہو چکا ہے' اس لیے دستور کے بحال ہونے پر قادیانیوں کی قانونی و آئینی حیثیت اسی طرح ہوگی جیسی کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء کے نفاذ سے پیشتر تھی۔

جیسا کہ مفصل بیان کیا جاچکا ہے' دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال 1974ء کی رو سے جو ترامیم 1973ء کے دستور کے آرٹیکل 260 و آرٹیکل 106 میں عمل میں لائی گئی تھیں وہ بدستور قائم اور نافذ ہیں۔

شائع کردہ

وزارت اطلاعات و نشریات

محکمہ فلم و مطبوعات' اسلام آباد

18 مئی 1982ء

ادھر ضیاء حکومت کے قادیانیوں کے خلاف اقدامات جاری تھے تو دوسری طرف مرزا طاہر احمد جو اب قادیانیوں کے چوتھے خلیفہ منتخب ہو چکے تھے اپنے خطبات جمعہ میں مسلسل جنرل ضیاء الحق پر شدید تنقید کر رہے تھے۔

یہ مارچ 74ء کے دن تھے جب ایک دن قادیانیوں کے ہیڈ کوارٹرز ربوہ میں امریکی سفارت خانے کی طرف سے ایک ٹیلی فون کال موصول ہوئی جس میں کہا گیا کہ امریکن مشن کا ایک رکن تھوڑی دیر بعد ربوہ کے قریب سے گزر رہا ہے اور وہ خلیفہ سے ملنا چاہتا ہے۔

خلیفہ کی رضا مندی کے بعد یہ ملاقات ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی جس میں سفارت خانے کے ارکان نے کہا کہ اس وقت ہر آدمی آپ کے سر کا مطالبہ کر رہا ہے اور اگر حکومت اس دباؤ تلے آکر کچھ اقدامات کرتی ہے تو تحریک احمدیہ کا ردعمل کیا

Marfat.com

ہو گیا۔؟

جس پر خلیفہ مرزا طاہر احمد نے جواب دیا کہ

ہم پر امن لوگ ہیں ماضی کے تجربات کے مطابق اپنی بہترین روایات پر عمل کریں گے۔

ملاقات کے بعد امریکی تو چلے گئے لیکن مرزا طاہر احمد نے محسوس کیا کہ ان کے پاس کوئی معلومات ہیں جس کے بارے میں یہ میرا ردعمل جاننے کی کوشش کر رہے تھے۔ چنانچہ مرزا طاہر نے خود اسلام آباد جانے اور صورت حال سے آگاہی حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسلام آباد قیام کے دوران مرزا طاہر احمد نے بہت سے لوگوں سے تبادلہ خیالات کیا اور اس کے علاوہ انہوں نے برطانیہ' فرانس' کنیڈا' چین اور بہت سے دوسرے ممالک کے سفارت خانوں سے بھی رابطہ کیا۔ اسلام آباد قیام کے دوران ہی ایک دن صوبہ سرحد سے آنے والے قادیانیوں کے مخالفین مرزا طاہر احمد کی رہائش گاہ کے باہر اکھٹا ہونا شروع ہو گئے۔

اسی دوران مرزا طاہر احمد کو انٹیلی جنس بیورو کے ایک آفیسر کے ذریعے جنرل ضیاء الحق کی طرف سے ایک پیغام ملا جس میں جنرل ضیاء الحق نے کہا کہ علماء نے جو شور مچا رکھا ہے اس کے متعلق آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہئے میں انہیں ان کے "مقام" پر ہی رکھوں گا۔ آپ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مرزا طاہر احمد کے لیے ایک ایسے شخص کی طرف سے پیغام حیران کن تھا جس پر وہ تنقید کرتے رہے تھے اور جس کی حکومت احمدیوں کے خلاف اقدامات کر رہی تھی۔

مرزا طاہر احمد کی حیرانگی ابھی دور نہیں ہوئی تھی کہ انہیں انٹیلی جنس بیورو کے ایک آفیسر کا پیغام ملا جس نے کہا میرا ذاتی مشورہ ہے کہ آپ فوراً اسلام آباد سے چلے جائیں۔۔۔۔ اس کے بعد مرزا طاہر احمد کو پولیس انٹیلی جنس میں ایک دوست کی طرف سے پیغام ملا کہ فوراً اسلام آباد سے چلے جائیں۔

اس کے بعد مرزا طاہر احمد فرانسیسی سفارت خانے کے ایک اہلکار سے اس کے گھر پر ملے۔ بات چیت کے دوران اس نے پوچھا کہ آپ اسلام آباد میں کب تک رہیں گے۔ مرزا طاہر احمد نے جواب دیا کہ دو ہفتے۔ جس پر فرانسیسی آفیسر نے کہا

Marfat.com

میرے خیال میں یہاں اس وقت موسم خوشگوار نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس ملاقات کے ایک گھنٹے کے بعد مرزا طاہر احمد اسلام آباد سے ربوہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

یہ تھا مرزا طاہر احمد کی گرفتاری کا اور انہیں جنرل ضیاء الحق کے خلاف تنقید سے باز رکھنے کا منصوبہ جو ناکام ہو گیا۔

اس کے بعد ہی ضیاء الحق نے قادیانیوں کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت قادیانیوں پر شعائر اسلام کو استعمال کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔

امتناع قادیانیت آرڈیننس

نئے آرڈیننس کا اجراء (1984ء)

قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں

پیش لفظ

صدر مملکت نے قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لیے اور قانون میں ترمیم کے لیے ایک آرڈیننس بنام قادیانی گروپ' لاہوری گروپ' اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں (امتناع و تعزیر) 1984ء نافذ کیا ہے۔ یہ آرڈیننس 26 اپریل 1984ء کو نافذ کیا گیا ہے۔

تعزیرات پاکستان میں دفعہ 298- بی کا اضافہ کیا گیا ہے جس کی رو سے قادیانی گروپ لاہوری گروپ کے کسی بھی ایسے شخص کو جو زبانی یا تحریری طور پر یا کسی فعل کے ذریعے مرزا غلام احمد کے جانشینوں یا ساتھیوں کو "امیرالمومنین" یا "صحابہ" یا اس کی بیوی کو "ام المومنین" یا اس کے خاندان کے افراد کو "اہل بیت" کے الفاظ سے پکارے یا اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کہے' تین سال کی سزا اور جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔

اس دفعہ کی رو سے قادیانی گروپ' لاہوری گروپ یا احمدیوں کے ہر اس شخص کی بھی یہی سزا ہو گی جو اپنے ہم مذہب افراد کو عبادت کے لیے جمع کرنے یا بلانے کے لیے اس طرح کی اذان کہے یا اس طرح کی اذان دے جس کی مسلمان دیتے ہیں۔

ایک نئی دفعہ 298- سی کا تعزیرات پاکستان میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جس کی رو

سے متذکرہ گروپوں میں سے ہر ایسا شخص جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور اپنے عقیدے کو اسلام کہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی انداز میں مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرے اس سزا کا مستحق ہو گا۔

اس آرڈیننس نے قانون فوجداری 1898ء کی دفعہ 99- اے میں بھی ترمیم کر دی ہے جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے اخبار' کتاب اور دیگر دستاویز کو جو تعزیرات پاکستان میں اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شائع کی گئی' کو ضبط کر سکتی ہے۔

اس آرڈیننس کے تحت سب پاکستان پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈیننس 1963ء کی دفعہ 24 میں بھی ترمیم کر دی گئی ہے جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے پریس کو بند کر دے جو تعزیرات پاکستان کی اس نئی اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کتاب یا اخبار چھاپتا ہے۔ اس اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کر دے جو متذکرہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اس کتاب یا اخبار پر قبضہ کر لے جس کی چھپائی یا اشاعت پر اس دفعہ کی رو سے پابندی ہے۔

آرڈیننس فوری طور پر نافذ ہو گیا ہے۔ آرڈیننس کا متن مندرجہ ذیل ہے

آرڈیننس نمبر20 —— مجریہ 1984ء

قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کرنے کا آرڈیننس۔

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کی جائے۔

اور چونکہ صدر کو اطمینان ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بنا پر فوری کارروائی کرنا ضروری ہو گیا ہے۔

لہذا اب 5 جولائی 1977ء کے اعلان کے بموجب اور سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات استعمال کرتے ہوئے صدر نے حسب ذیل آرڈیننس وضع اور جاری کیا ہے۔

Marfat.com

حصہ اول

ابتدائیہ

مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

1- یہ آرڈیننس قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں (امتناع و تعزیر) آرڈیننس 1984ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

2- یہ فی الفور نافذ العمل ہو گا۔

2- آرڈیننس' عدالتوں کے احکام اور فیصلوں پر غالب ہوگا۔

اس آرڈیننس کے احکام کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے باوجود مؤثر ہوں گے۔

حصہ دوم

مجموعہ تعزیرات پاکستان
(ایکٹ نمبر45 بابت 1860ء) کی ترمیم

3- ایکٹ نمبر45 بابت 1960ء میں نئی دفعات

298- ب اور 298 ج کا اضافہ

مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر45' 1860ء میں باب 15 میں' دفعہ 298 الف کے بعد حسب ذیل نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا۔ یعنی

298 ب بعض مقدس شخصیات یا مقامات کے لیے

مخصوص القاب' اوصاف یا خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال

1- قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو "احمدی" یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے' خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے۔

الف۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیرالمومنین' خلیفتہ المومنین' خلیفتہ المسلمین صحابی یا رضی اللہ عنہ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

Marfat.com

ب۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و سلم کی کسی زوجہ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المومنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

ج۔ اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے۔ تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہو گا۔

د۔ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب میں عبادت کے لیے بلانے کے طریقے یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہو گا۔

298 ج

قادیانی گروپ کا کوئی شخص جو خود کو مسلمان کہے

یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے۔

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلا واسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے، کو کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

Marfat.com

حصہ سوم

مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء

(ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء، کی ترمیم)

4- ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء کی دفعہ 99- الف کی ترمیم

مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء (ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء میں جس کا حوالہ بعد ازیں مذکورہ مجموعہ کے طور پر دیا گیا ہے دفعہ 99، الف میں، ذیلی دفعہ (1) میں

الف۔ "الفاظ اور سکتہ"اس طبقہ کے" کے بعد الفاظ، ہندسے، قوسین، حرف اور "سکتے" اس نوعیت کا کوئی مواد جس کا حوالہ مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈیننس 1963ء کی دفعہ 24 کی ذیلی دفعہ (1) کی شق (ی ی) میں دیا گیا ہے" شامل کر دیئے جائیں گے اور

(ب) ہندسہ اور حرف "298- الف کے بعد الفاظ، ہندسے اور حرف" یا دفعہ 298- ب یا دفعہ 298- ج" شامل کر دیئے جائیں گے۔

ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء کی جدول دوم کی ترمیم

مذکورہ مجموعہ میں جدول دوم میں دفعہ 298- الف سے متعلق اندراجات کے بعد حسب ذیل اندراجات شامل کر دیئے جائیں گے۔ یعنی۔۔

Marfat.com

1	2	3	4	5	6	7	8
298 ب	بعض مقدس شخصیات کے لئے مخصوص القاب' اوصاف اور خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال	ایضاً	ایضاً	ناقابل	ایضاً قید اور	تین سال کے لئے کسی ایک قسم کی سزائے جرمانے	ایضاً
298 ج	قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کی یا تشہیر کرے	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

Marfat.com

حصہ چہارم

مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈیننس 1963ء
(مغربی پاکستان آرڈیننس نمبر 30 مجریہ 1963ء) کی ترمیم

6- مغربی پاکستان آرڈیننس 1963ء کی دفعہ 24 کی ترمیم

مغربی پاکستان پریس اور پبلی کیشنز آرڈیننس 1963ء (مغربی پاکستان آرڈیننس نمبر 30 مجریہ 1963ء) میں دفعہ 24 میں ذیلی دفعہ (1) میں شق (ی) کے بعد حسب ذیل نئی شق شامل کردی جائے گی۔ یعنی ـــــ

"(ی ی) ایسی نوعیت کی ہوں جن کا حوالہ مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء) کی دفعات 298_ الف' 298_ ب یا 298_ ج میں دیا گیا ہے شائع کردہ

محکمہ قلم و مطبوعات' وزارت اطلاعات ونشریات' اسلام آباد' پاکستان 6-6-1984

قادیانی مسئلہ کس نے حل کیا ـــ ؟

ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جبکہ ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کرکے ان پر مزید پابندیاں عائد کردیں اور ان کو شعائر اسلام استعمال کرنے سے روک دیا۔ اب بھٹو کے حامی کہتے ہیں کہ قادیانی مسئلہ ذوالفقار علی بھٹو نے حل کیا جبکہ جنرل ضیاء الحق کو ماننے والے کہتے ہیں کہ غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے سے تو مسئلہ حل نہیں ہوا تھا اصل حل جنرل ضیاء الحق نے تلاش کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ قادیانی مسئلہ ذوالفقار علی بھٹو حل کر سکے نہ جنرل ضیاء الحق۔ مسئلہ تو اسی طرح موجود ہے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر 74ء کے فیصلے کے نتیجے میں بھی کوئی اثر نہیں پڑا تھا اور 84ء میں آرڈیننس کے اجراء کے بعد بھی ان کی سرگرمیوں میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ہاں اگر دونوں حکومتوں کے قادیانیت کے خلاف

Marfat.com

اقدامات کا موازنہ کیا جائے تو یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جنرل ضیاء الحق کے اقدامات قادیانیوں کے حق میں زیادہ فائدہ مند ثابت ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں سے بھٹو کو دلچسپی تھی نہ جنرل ضیاء الحق کو۔ وہ تو دونوں اپنی اپنی حکومتوں کے استحکام کے لیے ان علماء کو خوش کرنے کو کوشش کرتے رہے جن کی سیاست ہی قادیانیت کی مخالفت کے بل بوتے پر چل رہی تھی "بھٹو اور قادیانی مسئلہ" کے مصنف قادیانی مسئلہ حل کرنے کا سہرا بھٹو کے سر باندھتے ہوئے اپنی کتاب کے صفحہ 151 پر لکھتے ہیں۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیانی مسئلہ حل کرنے کا سہرا مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے سر ہے۔ انہوں نے اس جماعت کے لوگوں کو "غیر مسلم" قرار دیا جس نے 1970ء کے الیکشن میں انہیں ووٹ دینے کے علاوہ ہر طرح سے ان کی انتخابی مہم میں حصہ لیا تھا۔ مگر جب بھٹو مرحوم پر قادیانیوں کا اصل چہرہ عیاں ہو گیا اور ان کی اسلام اور پاکستان کے خلاف سرگرمیوں سے آگاہی ہو گئی تو انہوں نے انتہائی فہم و فراست سے اس مسئلے کو اسمبلی میں پیش کر کے قادیانیوں کو امت مسلمہ سے اس طرح نکال باہر کیا جیسے مکھن سے بال نکالا جاتا ہے۔ مگر افسوس کہ بعض نام نہاد صحافیوں اور مولویوں نے اس کا کریڈٹ بھی جنرل ضیاء الحق کے کھاتے میں ڈال دیا۔ یا للعجب!

جنرل ضیاء الحق نے جولائی 1977ء کو ملک میں مارشل لاء نافذ کر کے 1973ء کے آئین کو معطل کر دیا۔ 1977ء سے 1984ء تک قادیانی اصولاً "غیر مسلم" نہیں رہے کیونکہ وہ آئین جس کے مطابق قادیانی غیر مسلم تھے نافذ العمل ہی نہیں رہا۔ 1983ء میں ضیاء الحق کے حامی 35 علماء نے ان سے ملاقات کر کے انہیں یاد دلایا۔ اے امیرالمومنین ایک آرڈیننس جاری فرمایئے کہ قادیانی بدستور غیر مسلم ہیں۔ انہوں نے علماء کے اس مشورے کو شرف پذیرائی بخشا اور اسی نشست میں آرڈیننس پر دستخط کر دیئے۔ 35 علماء نے گفتگو کے لیے جو چار نمائندگان مقرر کیے تھے ان میں مفتی محمد حسین نعیمی اور عبدالقادر روپڑی بھی شامل تھے۔ عبدالقادر روپڑی نے فوراً اس قلم کو پکڑا جس سے جنرل صاحب نے قادیانیوں کو کافر قرار دینے والے آرڈیننس پر دستخط کیے تھے اور اس قلم کو چوم لیا۔ ان کا یہ عمل جنرل ضیاء الحق کا منظور نظر بننے اور ان کی مزید عنایات کے حصول کے لیے تھا۔ انہیں یہ بھی یاد نہ رہا کہ وہ اہلحدیث

ہیں۔ روضہ رسول (صلی اللہ علیہ و سلم) کی جالی مبارک کے بوسے پر فتوے صادر کرنے والے نے ضیاء الحق کے قلم کو چوم کر اپنے دامن کو شرک کے چھینٹوں سے آلودہ کر لیا اور تبرکات کا بوسہ لینے کو جائز سمجھنے والے مفتی نعیمی سے بھی بازی لے گئے۔ چنانچہ اس طرح پانچ برس تک ضیاء الحق کے اقدام کے باعث قادیانی "غیر مسلم" نہ رہنے کے بعد پھر "غیر مسلم" قرار پائے۔ یادش بخیر! جنرل ضیاء الحق بھی بڑے ہی زیرک انسان تھے۔ اسلام کے نام پر قوم کو گیارہ سال بیوقوف بنایا زکوٰۃ و عشر کمیٹیاں اور صلوٰۃ کمیٹیاں بنا کر اسلام کو یہاں تک محدود کر دیا۔۔۔ 6 فروری 1993ء کے اخبارات نے "مرد مومن" کے ایک اور کارنامے سے پردہ اٹھایا ہے کہ ستمبر 1980ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ضیاء الحق کی تقریر سے پہلے قاری شاکر قاسمی نے اسمبلی کے ہال میں قرآن کی تلاوت نہیں کی تھی۔ مگر جنرل نے محض شہرت کی خاطر اسمبلی کے باہر ریکارڈ کی گئی تلاوت کو پاکستانی ٹی وی پر ٹیلی کاسٹ کروایا اور سیکرٹری اطلاعات کو سختی سے منع کیا گیا کہ اس راز کو فاش نہ کرے۔ جنرل صاحب نے قادیانیوں سے متعلق دو آرڈیننس جاری کیے تھے۔ لیکن ضیاء الحق کو قادیانی مسئلہ حل کرنے کا کریڈٹ نہیں مل سکتا کیونکہ ان کے اقتدار پر قابض ہونے سے قریبا تین برس قبل بھٹو مرحوم اس مسئلے کو بڑے احسن طریقے سے حل کر چکے تھے۔ اس کی مثال اس طرح دی جا سکتی ہے کہ ایک شخص انتہائی دلکش عمارت بنائے۔ جس سے قبل کوئی ایسی خوبصورت عمارت نہ بنائی گئی ہو۔ ایک شخص آ کر اس علاقے پر قبضہ کر لے جس کے حصہ پر وہ عمارت بنائی گئی تھی۔ پھر اسی انداز میں عمارت کھڑی کرے۔ تو یہ دوسرا شخص کسی طرح سے داد کا مستحق نہیں ہوگا کیونکہ اس کے سامنے ایک ماڈل تھا۔ کوئی کام پہلی مرتبہ کرنا مشکل ہوتا ہے دوسری مرتبہ تو صرف نقالی ہوتی ہے۔ پھر جنرل صاحب نے تو آرڈیننس جاری کیا تھا۔ جو وہ اپنی ذاتی حیثیت سے جاری کر سکتے تھے۔ بھٹو کا کمال یہ ہے کہ اس نے اس مسئلے کو قومی اسمبلی میں پیش کیا پھر قادیانیوں کے دونوں گروہوں کے سربراہوں کو وہاں آنے کی اجازت دی۔ عوامی نمائندوں نے علماء کرام کے سوالات اور مرزا قادیانی کی ہفوات کو سنا جس کا قادیانی راہنماؤں کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ کئی دنوں کے بعد جب ہر رکن قومی اسمبلی مطمئن ہو گیا تو اسمبلی میں بل پیش کیا۔ قومی اسمبلی سے منظوری کے بعد سینٹ سے

Marfat.com

اسی روز اس مسودے کو منظور کرایا۔ ضیاء الحق صاحب 1985ء میں منتخب ہونے والے اپنے پسندیدہ افراد پر مشتمل اسمبلی سے بھی شریعت بل منظور نہ کرا سکے۔ یہ بات الگ ہے کہ اپنی کرسی مضبوط کرنے کے لیے اسی اسمبلی سے انہوں نے آٹھویں ترمیم کا بل منظور کروا لیا۔

جنرل ضیاء الحق نے پہلا آرڈیننس مئی 1984ء میں جاری کیا۔ جس میں یہ توثیق کی گئی کہ قادیانی بدستور غیر مسلم ہیں۔ دوسرا آرڈیننس "امتناع قادیانیت" جون 1984ء میں جاری کیا گیا۔ اس کے ذریعے جنرل صاحب نے قادیانیوں کو اذان دینے' اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کہنے یا مسلمانوں کی مذہبی اصطلاحات استعمال کرنے اور اپنے جھوٹے مذہب کا پرچار کرنے سے روک دیا تھا۔ اس آرڈیننس کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں سات اپیلوں کی سماعت 30/ جنوری 1993ء تک ہوتی رہی۔ جنرل صاحب کی طرف سے جاری کیا گیا یہ آرڈیننس اب آئین کا حصہ بن چکا ہے اور قادیانیوں کو مسلمانوں کے روپ میں اپنے جھوٹے مذہب کے پرچار کرنے کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ یہ آرڈیننس برقرار رہنا چاہئے کیونکہ اس کے اختتام سے قادیانی آستینوں کے سانپ بن کر ایک بار پھر ملت اسلامیہ اور پاکستان کے خلاف سازشوں کا سلسلہ شروع کر دیں گے۔"

یعنی یہ آرڈیننس برقرار رہنا چاہئے وگرنہ قادیانی سازشیں دوبارہ شروع ہو جائیں گی۔ شاید "بھٹو اور قادیانی مسئلہ" کے مصنف نہیں جانتے کہ مبینہ سازشیں کرنے میں قادیانی اس آرڈیننس کے اجراء کے بعد پہلے کی نسبت زیادہ آزاد ہوگئے ہیں۔ کیونکہ آرڈیننس کے اجراء کے بعد قادیانیوں کے خلیفہ مرزا طاہر احمد لندن چلے گئے جہاں قادیانیت کی سرگرمیاں پاکستان کی نسبت زیادہ آسان ہوگئیں اگر یہ آرڈیننس جاری نہ ہوتا تو یقیناً قادیانیوں کے پھیلاؤ کی رفتار یہ نہ ہوتی جو اب ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ذمہ داران نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے پہلے دن سے غلط حکمت عملی اختیار کی جس کی وجہ سے ہی قادیانیت کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ ہمارے علماء قادیانیوں کے دلائل کا جواب دینے اور انہیں قائل کرنے کی بجائے ان کا سر قلم کر دینا چاہتے ہیں ہمارے علماء کرام قادیانیت کی تبلیغ کے مقابلے میں اسلام کی تبلیغ تو کرتے نہیں لیکن قادیانیوں کی تبلیغ کو روک دینا چاہتے ہیں جس کے

Marfat.com

نتائج ان کی خواہش کے برعکس نکلتے ہیں۔ ہمارے علماء عام لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات کا جواب دینے کی بجائے ان پر پابندیاں عائد کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگ قادیانیت کو قبول کر لیتے ہیں۔ قادیانی دلائل سے قائل کرتے ہیں اور ہمارے علماء ڈنڈے کے زور پر قائل کرنا چاہتے ہیں لیکن ناکام ہوتے ہیں۔ آیئے اس ساری صورت حال کو اسلام کے تناظر میں دیکھتے ہیں کہ اسلام کونسی حکمت عملی اپنانے کا درس دیتا ہے۔

امتناع قادیانیت آرڈیننس اور اسلامی طرز عمل

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے بعد وطن عزیز میں اور اس حوالے سے پوری دنیا میں اسلام سے متعلق ایک مضحکہ خیز صورت حال پیدا ہو گئی ہے جس پر خون کے آنسو رونے کو جی چاہتا ہے۔ مگر غم کی شدت سے پانی کے آنسو بھی نہیں نکل پاتے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر یہ تمنا دل میں ابھرتی ہے کہ کاش ہم مسلمان نہ ہوتے اور نہ مذاق کا نشانہ بنتے۔ علماء کرام کو شائد اس کا احساس نہ ہو کہ وہ آج بھی فتح کے پھریرے لہراتے پھر رہے ہیں لیکن کوئی حساس شخص اس ساری صورت حال کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسی لیے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء کے بعد ایک سکھ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج سکھوں کے ماتھے سے اذان دینے اور نمازیں پڑھنے کی پابندیاں عائد کرنے کا داغ مٹ گیا۔

گزشتہ باب میں آپ "مسلم" کی تعریف کے حوالے سے مختلف علماء کرام کی تعریفیں ملاحظہ فرما چکے ہیں جن کی رو سے بھی یہ بات بہرحال تسلیم کرنا پڑتی ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ غلط تھا۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ اس غلطی کی خوشی میں وہ علماء بھی شریک رہے ہیں جن کی تعریف کی رو سے خاص طور پر قادیانی غیر مسلم نہیں ٹھہرتے۔

غیر مسلم قرار دیے جانے کے بعد جو دوسری مضحکہ خیز صورت حال ہمارے سامنے آتی ہے وہ کلمہ پڑھنے، بسم اللہ لکھنے پڑھنے اور دوسرے شعائر اسلامی استعمال کرنے پر پابندی ہے۔ جسے دیکھ کر آدمی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اب کلمہ

Marfat.com

پڑھنے کا اختیار کیا صرف مسلمانوں کو ہی حاصل ہے۔ اگر ایک عیسائی کلمہ پڑھتا ہے تو اس کو روک دیا جائے گا اور عین ممکن ہے کہ ایک عیسائی جو سچے دل سے کلمہ پڑھتا ہو اسے کوئی صاحب یہ کہہ دیں کہ تم نے دل سے کلمہ نہیں پڑھا۔

اب نبی اکرمؐ کی وہ سرزنش ملاحظہ فرمایئے جو آپؐ نے اسامہ بن زیدؓ کو کی' اسامہ بن زید فرماتے ہیں۔

میں اور ایک انصاری ایک کافر کو اپنی زد میں لائے جب ہم دونوں نے اس پر اپنے ہتھیار اٹھائے تو اس نے کہا **اشهد ان لاالہ الااللہ** لیکن ہم نے اس کی بات کا یقین نہ کر کے اپنے ہتھیار روکے نہیں اور اسے قتل کر دیا

پھر جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپؐ کو پورا واقعہ بتایا۔ آپؐ نے فرمایا لاالہ الااللہ سے اعراض پر تمہیں کون بری الذمہ قرار دے گا۔ اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے یہ کلمہ محض قتل سے بچنے کے لیے اپنی زبان سے ادا کیا تھا۔ آپؐ نے پھر فرمایا۔ اسامہ لاالہ الااللہ سے اعراض پر تمہیں کون بری الذمہ قرار دے گا۔ اسامہ بن زید بیان کرتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ برابر یہی جملہ (لاالہ الااللہ سے اعراض پر تمہیں کون بری الزمہ قرار دے گا) دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ آج سے پہلے میں نے اسلام قبول نہ کیا ہوتا اور یہ کہ میں اسے قتل نہ کرتا۔

پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے موقع عنائت فرمایئے میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی ایسے شخص کو قتل نہ کروں گا جو لاالہ الااللہ کہتا ہو۔ آپ نے فرمایا اسامہ میرے بعد بھی یہی کہوگے میں نے کہا۔ ہاں آپ کے بعد بھی۔

یہ ہے معاملہ کلمہ پڑھنے کا کہ جس نے زبان سے کلمہ توحید کا اقرار کر لیا وہ محفوظ ہوگیا لیکن آج ہم نے اس کے برعکس حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ قادیانی کلمہ پڑھتے ہیں تو ہم ان کے خلاف مقدمہ درج کروا دیتے ہیں وہ اسلام علیکم کہتے ہیں تو ہم انہیں مارنا شروع کر دیتے ہیں وہ اذان دیتے ہیں تو انہیں سزا دلانے کی کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ عجیب نوعیت کا اسلام تراش لیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی مکمل مذہبی آزادی دی گئی ہے اور انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جو چاہے مذہب اختیار کرے

Marfat.com

اور یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ دین میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرمؐ کو بھی صرف حق پہنچانے کی ذمہ داری سونپی تھی یہ نہیں کہا کہ ہاتھ میں لٹھ پکڑ کر جسے جی چاہے زبردستی دائرہ اسلام میں داخل کر لو اور جسے جی چاہے اسے مسترد کر دو خواہ کلمہ ہی کیوں نہ پڑھ رہا ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ہوشیار رہو اگر تم پھر گئے تو ہمارے رسول کے ذمہ تو کھول کھول کر پیغام پہنچا دینا ہی ہے۔" (المائدہ:92)

آج ہماری طرف سے قادیانیوں پر یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ وہ دل سے کلمہ نہیں پڑھتے اور اسی مفروضے کی بنا پر ہم نے انہیں غیر مسلم قرار دے کر ان پر تمام پابندیاں عائد کر رکھی ہیں جبکہ نبی اکرمؐ نے منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی سلول کے بارے میں یہ طرز عمل اختیار کیا کہ نہ صرف اسے اس کی زندگی میں سزا نہیں دی بلکہ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی۔ نماز جنازہ پڑھانے کے واقعہ کو حضرت عمرؓ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی سلول کی میت کے قریب آکر کھڑے ہوئے اور نماز جنازہ پڑھانے لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ دشمن خدا کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر مسکرائے اور پھر فرمایا عمر۔ میرے پاس سے ہٹ کر پیچھے ہو جاؤ مجھے نماز پڑھانے یا نہ پڑھانے دونوں کا اختیار دیا گیا ہے - اور میں نے نماز پڑھانے کو پسند کیا ہے۔ مجھے کہا گیا ہے چاہیں تو ان کے لیے معافی کی درخواست کریں اور چاہیں تو نہ کریں۔ اگر ان کے لیے ستر بار بھی معافی کی درخواست کی تو میں انہیں معاف نہیں کروں گا۔ اگر میں جانتا کہ ستر سے زیادہ مرتبہ دعائے مغفرت کروں تو اسے معاف کر دیا جائے گا تو میں ستر سے زیادہ مرتبہ بھی اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنازے کے ساتھ تشریف بھی لے گئے اور اس وقت تک وہاں ٹھہرے رہے جب تک کہ اسے دفن نہ کر دیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق اپنی قمیض بطور کفن کے اسے پہنائی۔ یہ ہے رحمتہ اللعالمین کا طرز عمل اور اس کے مقابلے میں ہم نے اس طرز عمل کے حامل نبی کی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے وہ ہر کوئی جانتا ہے۔

مذہب کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کیا گیا' مذہب کے نام پر جبر بھی کیا گیا اور اس طرح مذہب کو بدنام کیا گیا' معروف صحافی حسین نقی جو گی لپٹی کے بغیر بولنے کے حوالے سے شہرت رکھتے ہیں نے مارچ 95ء میں ماہانہ قومی ڈائجسٹ کو ایک انٹرویو دیا جس کے بعض حصے ہم یہاں پیش کر رہے ہیں جس سے معاملے کو سمجھنے میں مزید آسانی ہوگی حسین نقی صاحب لکھتے ہیں۔

"----- میں تو آپ سے سچ سچ کہوں' یہ اسلامی تحریکیں مجھے کچھ صیہونی تحریکیں لگتی ہیں' ان کے خاص مقاصد ہیں اور یہ انہی کے انداز میں بروئے کار ہیں جیسے صیہونیت کا یہودیت سے کوئی تعلق نہیں ایسے ہی ان اسلامی تحریکوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ لوگ اپنے نظریات بالجبر سوسائٹی پر نافذ کرنا چاہتے ہیں خواہ لوگ انہیں پسند کریں یا نہ کریں اگرچہ یہ ہو گا بھی نہیں اور نقصان ہی ہوگا۔ہندوستان میں "سنگ پری وار" کے نام سے جو تحریک چل رہی ہے میں سمجھتا ہوں اس کا بھی ہندومت سے کوئی تعلق نہیں۔ سنگ پریوار اسلامی تحریکیں اور صیہونیت ان تینوں کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ مذہب تو آدمی کی اخلاقی قدروں کو بہتر بناتا ہے۔ اس وقت پاکستان میں اسلام کا کتنا چرچا ہے لیکن اخلاقی قدریں تقریباً ختم ہیں------ مذہبی طبقات نے پاکستان کو جو کچھ نقصان پہنچایا ہے کسی اور نے نہیں پہنچایا۔ یوں صورت حال یہ ہے کہ ہم عوام ان انتہا پسند کے نرغے میں پھنس گئے ہیں۔ ان مذہبیوں نے معصوم لوگوں کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ ترقی اور خوشحالی کا عمل روک دیا ہے حیرت انگیز بات یہ کہ یہ لوگ ان ملکوں سے امداد لیتے ہیں جو اپنے ہاں تو نہ بولنے کی اجازت دیتے ہیں' نہ احتجاج کرنے کی نہ خود ترقی کا عمل شروع کرنے کی ہمت رکھتے ہیں' ایسے ملکوں سے رقم لے کر وہ ان ملکوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں جن میں ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کی امنگ ہوتی ہے۔

حسین نقی صاحب کی یہ آواز اس خاموش اکثریت کی آواز ہے جو مولویوں کے "اسلامی شکنجے" میں جکڑی ہوئی ہے۔ یہ اکثریت چند مولویوں کے خوف سے اپنی آواز کو دبائے ہوئے ہے لیکن اندر ہی اندر ان مولویوں اور ان کے خود ساختہ اسلام سے بیزار ہے۔

53ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے پس پردہ ممتاز دولتانہ کے ہاتھ کے بارے میں

Marfat.com

آپ پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ آیئے اس بارے میں حسین نقی صاحب کے خیالات ملاحظہ فرمایئے۔ 53ء کی تحریک کے حوالے سے فرماتے ہیں "جسٹس منیر انکوائری کمیشن کی رپورٹ میں ان امور پر بحث کی گئی ہے جو بالآخر ایک نظریاتی محاذ آرائی پر منتج ہوئے۔ یہ کمیشن قادیانی مسئلہ پر فسادات کی تحقیقات کے لیے قائم کیا تھا اور جسٹس منیر کے علاوہ جسٹس کیانی اس میں شامل تھے۔ آپ یہ بحث پڑھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ ان علماء کو جاگیرداروں نے جو اقتدار پر اپنا قبضہ مستحکم کرنا چاہتے تھے اور ان لوگوں نے جو اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے تھے تحریک کو فنانس کیا تھا۔ انہوں نے ہی اس تحریک کو پروجیکٹ کیا تھا۔۔۔۔۔۔ 53ء کے قادیانی فسادات کے بارے میں حمید نظامی مرحوم نے مؤقف اختیار کیا تھا کہ یہ حکومت کرا رہی ہے۔ وہ اسے کوئی مذہبی تحریک نہیں سمجھتے تھے چنانچہ ان پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ قادیانیوں کے لیے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ اب سب فرقے لائن میں لگے ہوئے ہیں۔۔

دیکھئے دیتے ہیں کس کس کو صدا میرے بعد

سنی شیعوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ شیعہ سنیوں کو گستاخ رسولؐ قرار دیتے ہیں۔ انہیں آل بیت کا دشمن سمجھتے ہیں نیز انکوائری کمیشن میں انہی امور پر بحث کی گئی تھی دلچسپ بات یہ ہے کہ اسلام کے کسی ایک نقطے پر بھی علماء کا اتفاق نہیں تھا وہ مسلمان کی تعریف بھی نہ کر سکے۔"

مزید فرماتے ہیں۔

"پاکستان میں نظریاتی محاذ آرائی مولانا مودودی مرحوم نے نہیں۔ احراریوں نے شروع کی۔ پاکستان بننے کے ساتھ ہی احراریوں نے اپنی سیاسی حکمت عملی تبدیل کر لی۔ انہوں نے مسجدوں میں قائداعظم کی آزاد روی کی پالیسی کو ہدف تنقید بنانے کی مہم سے آغاز کیا۔ کئی سیاسی لیڈر شراب پیتے تھے اور بعض علماء کرام بھی شراب پیتے ہیں۔ اکثر علماء کرام موسیقی سنتے ہیں۔ مولانا مودودی ایک زمانے میں کلاسیکل انڈین میوزک سنتے تھے۔ ظاہر ہے کوئی بھی ذہین آدمی میوزک سنے بغیر تو نہیں رہ سکتا۔ جہاں تک شراب کا معاملہ ہے تو اسلامی "اخبار نویس" غیر اسلامی اخبار نویسوں سے زیادہ شراب پیتے ہیں۔۔۔۔۔ بہرحال میں کہہ رہا ہوں کہ پاکستان میں نظریاتی کشمکش کا

Marfat.com

آغاز احراریوں نے کیا اور سیاسی وجوہات کی بناء پر کیا۔ انہوں نے پاکستان بننے کے بعد مسجدوں میں قائداعظم کے خلاف' لیاقت علی خان کے خلاف۔ ان کی بیگم کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کی۔ منیر انکوائری کمیشن کی رپورٹ میں آپ کو تمام تفصیلات مل جائیں گی۔

ڈائریکٹوریٹ آف انفارمیشن پنجاب در پردہ ختم نبوت کی تحریک کو سپورٹ کر رہی تھی۔ دراصل ممتاز دولتانہ پاکستان کے وزیراعظم بننا چاہتے تھے انہوں نے اور بھی بہت سے شوشے چھوڑے ——— ختم نبوت کی تحریک میں احرایوں نے ایک سیاسی حکمت عملی کے تحت قادیانیوں کو ہدف تنقید بنایا۔ پیپلز پارٹی اور بھٹو مرحوم دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے سو سال پرانا مسئلہ حل کر دیا انہوں نے کوئی مسئلہ حل نہیں کیا بلکہ مسئلے کو اتنا بڑھا دیا ہے کہ اب پاکستان میں ہر فرقے کے لیے مسئلہ پیدا ہو گیا ہے اور ہر فرقہ اس بنیاد پر ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہا ہے۔ اس وقت شیعہ وہابیوں کو کافر کہتے ہیں۔ سنی وہابیوں کو کافر کہتے ہیں ابھی بریلویوں کو کھلے عام کافر قرار نہیں دیا گیا لیکن اگر آپ تحریریں پڑھیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ انہیں بھی کافروں کی فہرست میں درج کیا جا چکا ہے۔ دوسری طرف بریلوی دیوبندیوں کو کافر قرار دیتے ہیں ابھی اسماعیلیوں کو کہا جا رہا ہے لیکن چونکہ اسماعیلیوں کے روحانی پیشوا آغا خاں کے پاس بہت مال ہے۔ ان کی دنیا میں طاقت بھی بہت ہے اس ملیے ابھی یہ نہیں کہا گیا کہ اسماعیلی فرقہ کو کافر قرار دیا جائے۔ جب مزید تقسیم ہو گی تو کافر قرار دے دیا جائے گا لیکن بلوچستان میں کہنا شروع کر دیا گیا ہے۔

قائداعظم نے بہت واضح انداز میں کہا تھا کہ اب پاکستان بن گیا۔ انہوں نے تو یہ بھی کہا تھا کہ اگر مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اور انتشار نہ ہوتا تو پاکستان پچاس سال پہلے آزاد ہو جاتا۔ اب جبکہ پاکستان بن گیا ہے تو عام لوگ بلا تفریق مذہب و ملت اس کے شہری ہیں۔ پیپلز پارٹی دعویٰ کرتی ہے کہ بھٹو قائداعظم کے جانشین ہیں۔ بھٹو صاحب نے تو قائداعظم کے اس اصول کو مسترد کر دیا اور ایک نفرت انگیز مہم کی بنیاد رکھی۔ اب اخلاقی اقدار ختم ہو رہی ہیں۔ مسجدیں زیادہ بن رہی ہیں مگر ان کا مقصد ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ مذہب ایک ایسا پردہ بن گیا ہے کہ جس میں آپ اپنے ناجائز ذرائع چھپا سکتے ہیں' ہیروئن سمگلنگ کے جرائم چھپا سکتے ہیں۔ علمائے کرام کی خوشحالی

Marfat.com

سے بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ درپردہ کیا کر رہے ہیں جو سائیکل پر سوار نہیں ہو سکتے تھے اب 20 لاکھ روپے کی گاڑی میں پھر رہے ہیں۔ اب تو مذہب ایک بہت بڑا مافیا بن گیا ہے۔ پاکستان کو اس مذہب پسند طبقہ نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔

قائداعظم کا نقطہ نظر یہ تھا کہ بتدریج پاکستان میں مناقشات ختم ہو کر رہ جائیں گے۔ تمام شہریوں کو مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔ جدید ریاست میں اس کے علاوہ کوئی صورت ہو بھی نہیں سکتی تھی۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ امریکہ' برطانیہ یا کینیڈا میں رہنے والے مسلمان اقلیت قرار دیئے جائیں اور ان کے حقوق غصب کر لیے جائیں۔ ان کو وہاں مساوی شہری تسلیم کیا گیا ہے لیکن اگر ہم لوگ اپنے علاقوں میں اس قسم کی حرکتیں کریں گے تو وہ لوگ ہماری جہالت کا رونا روئیں گے۔ پاکستان میں 98 فیصد مسلمان آباد ہیں لیکن علماء کی تشریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ 2 فیصد مسلمان ہیں اور 98 فیصد غیر مسلمان۔۔۔۔۔ پاکستان میں دستوری طور پر بعض فرقوں کو بعض عہدوں کے لیے نا اہل قرار دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حرکات جدید ریاست کے تصورات کے خلاف ہیں۔ پھر ان اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے اور اب تو فرقوں کی بنیاد پر بھی امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شناختی کارڈ پر اپنے فرقوں کا اندراج لازم قرار دیا جائے۔ یہ قوم کو توڑنے' تقسیم کرنے اور آپس میں لڑانے کی بات ہے۔ اس کی صلاحیتوں کو ضائع کرنے اور اس کی ترقی کو روکنے کا ذریعہ ہے۔ ان باتوں کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔"

حسین نقی مزید فرماتے ہیں

"بھٹو صاحب نے 73ء کا دستور دیا لیکن اس دستور کے ساتھ جو کچھ انہوں نے خود کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ دستور کی تشکیل کے دوران بھی انہوں نے موقع پرستی کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے دستور میں نام نہاد اسلام شقوں کو داخل کیا جس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ وہ چاہتے تو ایک لبرل ۔ دری دستور قوم کو دے سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا صرف اس لیے کہ تمام گروہوں کا اتفاق رائے حاصل کیا جائے پھر انہوں نے پاکستان کی فاشسٹ طاقتوں کے سامنے سرنڈر کیا اور احمدیوں کو اقلیت قرار دیا حالانکہ جمہوری ریاست کا یہ کام نہیں کہ شہریوں کی مذہبی حیثیت کا تعین کرے انہیں یہ بتائے کہ ان کا مذہب کیا ہے۔ پیپلز پارٹی کے دانشوار کہتے ہیں کہ انہوں نے

Marfat.com

سو سالہ مسئلہ حل کر دیا۔ میں کہتا ہوں انہوں نے کوئی مسئلہ حل نہیں کیا بلکہ روایت ڈال دی ہے کہ اب ہر فرقہ قطار میں کھڑا رہے۔ ہر ایک کے سر پر "کفر" کی تلوار لٹک رہی ہے۔ یہ سب کچھ بھٹو کا کیا دھرا ہے۔

جنرل ضیاء الحق جنھوں نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا اور اسلام کی بڑی خدمت کی کے بارے میں حسین نقی کہتے ہیں۔

جنرل ضیاء الحق ایک بین الاقوامی سازش کے ذریعے برسر اقتدار آئے انہوں نے اقتدار سنبھالنے کے بعد وعدہ کیا کہ وہ 90 روز کے اندر الیکشن کرائیں گے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔ انہوں نے غیر جماعتی انتخاب کے ذریعے ملک کے سیاسی نظام کو بے یقینی اور انتشار کی جانب دھکیلا۔ میں سمجھتا ہوں' انہوں نے جس انداز میں اسلام کو نقصان پہنچایا ویسا کسی اور نے نہیں پہنچایا۔ اگرچہ ایوب خاں بھی آمر تھے لیکن وہ ایک روشن خیال مسلمان تھے۔ ضیاء الحق نے مارشل لاء کے ساتھ اسلام کا تڑکا لگا کر معاملات اور خراب کر دیئے۔ انہوں نے زکوۃ کا نظام ایسے بھونڈے انداز میں نافذ کیا کہ اس سے بڑی اسلام میں کوئی تحریف نہیں ہو سکتی۔

قارئین! یہ ہے وہ صورت حال جس کے پس منظر میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا' قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ ان کے خلاف تحریکیں چلائی گئیں۔ حقیقت حال جب یہ ہو تو پھر قادیانیت کے پھیلنے کا شکوہ کیسا؟ جب علماء کرام' مذہبی و سیاسی جماعتوں کے افکار اور کردار کے تضادات کا یہ عالم ہو تو ایسے میں قادیانیت کیوں نہ پھیلے اور باخبر ہو جانے کے بعد ایک عام مسلمان کس سے شکایت کرے اور رہنمائی کے لیے کس کے پاس جائے۔

علماء کرام کی یہ بیوقوفانہ مخالفت' ضیاء حکومت کی امتناع قادیانیت آرڈیننس اور وائیٹ پیپر جاری کرنے ایسی غلط حکمت عملی کے حوالے سے مرزا طاہر احمد نے 25 جنوری 85ء کو دیئے گئے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

<موجودہ حکومت کی مخالفانہ کوشش بھی عملاً جماعت احمدیہ کے فائدہ کا موجب بنی ہے اور انشاء اللہ فائدہ کا موجب بنتی چلی جائے گی------ اس کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوا ہے کہ ساری دنیا میں جماعت کی طرف توجہ پیدا ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اب ان تک یہ اطلاعات پہنچیں' ساری دنیا کے اخبارات نے ان معاملات کا نوٹس

لیا۔ چنانچہ احمدیت اپنی شہرت کے لحاظ سے اور معروف ہونے کے اعتبار سے آج اس آرڈیننس کے جاری ہونے سے قبل کے وقت سے کم سے کم بیس گنا زیادہ معروف ہو چکی ہے۔ امریکہ بلکہ انگلستان میں بھی لوگوں کی بھاری اکثریت جماعت سے بالکل نا واقف تھی۔ ظاہر ہے ایک دو مشنز کے ذریعے کروڑوں کی آبادی کو ہلایا تو نہیں جاسکتا۔ لوگ دلچسپی نہیں لیتے لیکن موجودہ مخالفت میں جماعت جن حالات سے گزری اور مصائب سے دو چار ہوئی اس کے نتیجہ میں ایک انسانی ہمدردی پیدا ہوئی اور اس ہمدردی کی وجہ سے جماعت کے معاملہ میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ لوگوں نے جماعت کے لٹریچر کو پڑھنا شروع کیا اور پوچھنے لگے کہ تم کیا ہو۔ پھر اس کے علاوہ جو کسر رہ گئی تھی وہ حکومت پاکستان کے غیر منصفانہ لٹریچر نے پوری کردی کیونکہ ان کے لٹریچر کی طرز ہی ایسی ہے جس سے ایک معقول آدمی کو یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ ضرور دال میں کالا ہے۔ کوئی ایسی بات ہے کہ ایک طرف جماعت احمدیہ کے متعلق یہ لوگ کہتے ہیں کہ بس تھوڑے ہیں۔ سو سال میں زور لگانے کے باوجود ستر ہزار سے زیادہ نہیں بڑھ سکے اور ادھر ان سے کتنی بڑی کروڑوں کی حکومت خائف ہو جائے نہ صرف یہ بلکہ سارے عالم اسلام کے لیے خطرہ قرار دیا جائے۔ یہ اتنی نا معقول بات ہے جسے ہر آدمی تو ہضم نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس مضمون کو پڑھنے کے نتیجہ میں ایک ایسا آدمی بھی جس کو جماعت کے متعلق کچھ بھی علم نہ ہو اپنے اندر ایک ہمدردی محسوس کرتا ہے۔ کم سے کم جماعت سے متعلق معلوم کرنے کی جستجو اس میں ضرور پیدا ہو جاتی ہے ------ چونکہ پہلے تو ہم وہ وجوہات بتا ہی نہیں سکتے تھے قانون نے ہمارے ہاتھ باندھے ہوئے تھے اور ہم اپنے وعدہ کے پکے ہیں۔ اس لیے ہم مجبور تھے، ہم اپنے جواب شائع نہیں کر سکتے تھے۔ اب اس پر موجودہ حکومت کی مہر لگ گئی ہے، انہوں نے اپنا موقف بتا دیا ہے اب ہمارا جو موقف ہے وہ ہم ہی بتائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور جس رنگ میں چاہیں گے بتائیں گے اور ساری دنیا کو بتائیں گے اور ہر زبان میں بتائیں گے۔ یہ تو مقابلہ کر ہی نہیں سکتے۔ ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے، دلائل کے سامنے اگر ٹھہرنا ہوتا تو اپنے ملک میں ہمیں دفاع کا موقع نہ دیتے۔ دلائل کے سامنے ٹھہرنے کا حوصلہ ہوتا تو ہماری کتابیں ضبط کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ان کے تو پاؤں ہی کوئی نہیں۔ ان میں ادنیٰ سی بھی جرات ہوتی تو جماعت کو موقع دیتے کہ

Marfat.com

وہ بھی جواب دے۔ لیکن موقع تو ہم سے چھین نہیں سکتے۔ ہم تو ان کے گندے لٹریچر کے جواب کو ہر جگہ پہنچائیں گے اور پاکستان میں بھی پہنچائیں گے انشاء اللہ"

یعنی امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء کے بعد قادیانی جماعت پہلے سے 20 گنا زیادہ مشہور ہو گئی ہے اور رہی سہی کسر حکومت کے قرطاس ابیض نے پوری کردی ہے یہ ہے ہماری حکمت عملی

چنانچہ ...اءِ کرام! حکومت سے مطالبہ کیجئے کہ قادیانیوں پر پابندیوں کے اسی نوعیت کے پانچ مزید آرڈیننس جاری کرے تاکہ قادیانی جماعت 100 فیصد معروف ہو جائے اور ہر فرد قادیانی جماعت کے متعلق جان لے۔

6- مرزا طاہر احمد کی لندن منتقلی

آپ گزشتہ باب میں پڑھ چکے ہیں کہ ضیاء حکومت مرزا طاہر احمد کو گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی تھی اور اس کے لیے کسی بہانہ یا مناسب موقع کی تلاش تھی لیکن یہ عجیب بات ہے کہ حکومت وقت اپنی کوشش اور خواہش کے باوجود مرزا طاہر احمد کو گرفتار نہ کرسکی اور جماعت احمدیہ کے سربراہ لندن چلے گئے۔

قادیانی جماعت کی تاریخ میں مرزا طاہر احمد کا لندن چلے جانا بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ لندن منتقل ہونے کے بعد دنیا بھر میں جماعت احمدیہ بڑی مشہور ہوئی اور شاید اسی وجہ سے قادیانی جماعت ترقی کے ایک نئے دور میں داخل ہوگئی اور اس طرح مرزا طاہر احمد کو گرفتار کرکے قادیانی مسئلہ کے حل کا فیصلہ بھی وبال جان بن گیا جس فیصلے کے ذریعے قادیانیوں کی ترقی کو روکنا مقصود تھا وہ فیصلہ قادیانیوں کی ترقی کا باعث بن گیا چنانچہ مرزا طاہر احمد کے بقول میری لندن منتقلی کے دن سے لے کر 30 جولائی 95ء تک 57 نئے ممالک میں جماعت احمدیہ کی شاخیں قائم ہوئیں۔ یہ ہے نتیجہ مرزا طاہر احمد کی گرفتاری کے فیصلے کا اگر یہ فیصلہ نہ کیا گیا ہوتا اور مرزا طاہر احمد لندن منتقل نہ ہوتے تو یقیناً جماعت احمدیہ اتنی ترقی نہ کرتی۔

بہرحال جب جماعت احمدیہ کو یقین ہوگیا کہ ضیاء حکومت مرزا طاہر احمد کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کرچکی ہے تو جماعت کے بعض افراد نے مرزا طاہر احمد کو ملک چھوڑ جانے کا مشورہ دیا جسے انہوں نے قبول تو کرلیا لیکن شرط عائد کی کہ اگر میری گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوگئے تو اس صورت میں وہ ملک سے نہیں جائیں گے مرزا طاہر احمد نے یہ شرط اس لیے عائد کی کہ ان کے خیال میں وارنٹ گرفتاری جاری ہونے کے بعد ملک چھوڑنے سے لوگ بدظن ہو جائیں گے اور سمجھیں گے کہ میں ملک سے

Marfat.com

بعض جرائم کی وجہ سے فرار ہوا ہوں۔

وارنٹ گرفتاری تو ابھی تک جاری نہیں ہوئے تھے چنانچہ ملک چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا گیا اور انتظامات کی ذمہ داری ایک ریٹائرڈ سینئر فوجی افسر کو سونپ دی گئی جس نے فیصلہ کیا کہ مرزا طاہر احمد ہالینڈ کی فضائی کمپنی K.L.M کے ذریعے ملک سے باہر جائیں گے۔

نشستیں بک کروانے کے لیے ایک شخص کو کراچی بھیج دیا گیا اگرچہ یہ کام ٹیلی فون کے ذریعے بھی ہوسکتا تھا لیکن ان کے ٹیلی فون ریکارڈ کیے جانے کے خدشے کے پیش نظر ایسا نہیں کیا گیا۔

اس ہفتے K.L.M کی دو پروازیں روانہ ہونا تھیں ایک 30 اپریل کو علی الصبح جبکہ دوسری 2 مئی کے روز جانا تھی خلیفہ مرزا طاہر احمد کی خواہش تھی کہ وہ 2 مئی والی پرواز میں جائیں تاکہ تیاری کے لیے زیادہ وقت مل سکے لیکن K.L.M مینجر نے انہیں 30 اپریل کی پرواز کے ذریعے جانے کا مشورہ دیا اگرچہ اس میں کوئی نشست نہیں تھی تاہم اس نے کہا کہ وہ اس کا انتظام کرلے گا۔

K.L.M کے مینجر نے بتایا کہ 2 مئی والی پرواز کو خلیج کی ایک ریاست میں اترنا تھا اور اس بات کا امکان تھا کہ حکومت پاکستان خلیجی ریاست میں مرزا طاہر احمد کو گرفتار کرلے جبکہ 30 اپریل والی پرواز کو براہ راست ایمسٹرڈیم جانا تھا چنانچہ 30 اپریل کی پرواز میں مرزا طاہر احمد کی روانگی کا انتظام کرلیا گیا۔

ادھر ربوہ حکومت کی 6 خفیہ ایجنسیوں کی نگرانی میں تھا اور ان کے اہلکار مرزا طاہر احمد کی مصروفیات پر کڑی نظر رکھے ہوئے تھے۔

29 اپریل کی صبح جبکہ ابھی مکمل اندھیرا تھا تو ربوہ سے دو کاریں روانہ ہوئی جو براستہ لالیاں کراچی ہائی وے پر جا چڑھیں ان کاروں کی روانگی کے تین گھنٹے بعد تین کاریں ربوہ سے نکلیں ایک کار کی پچھلی نشست پر ایک شخص خلیفہ کی طرز کا لباس پہنے بیٹھا تھا معمول کے مطابق دو کاریں اس کار کے پیچھے تھیں اور ایک آگے۔ کاروں میں خلیفہ کے ذاتی محافظ دستے کے ارکان بیٹھے ہوئے تھے چنانچہ ہر ایک نے یہی سمجھا کہ خلیفہ مرزا طاہر احمد اسلام آباد جارہے ہیں۔ خفیہ ایجنسیوں کے اہلکاروں نے بھی حکام کو اطلاع دی کہ مرزا طاہر احمد اسلام آباد کے لیے روانہ ہوگئے ہیں۔ وہ اس

Marfat.com

بات سے بے خبر تھے کہ مرزا طاہر احمد تین گھنٹے پہلے کراچی کے لیے روانہ ہو چکے ہیں۔

کاروں کا یہ قافلہ جو اسلام آباد کی طرف روانہ ہوا تھا اس نے تھوڑی دیر بعد اپنا رخ جہلم کی طرف کرلیا جہاں مرزا طاہر احمد کے کزن مرزا منیر احمد کی فیکٹری تھی اور جہاں مرزا طاہر احمد قیام کیا کرتے تھے۔

مرزا طاہر احمد کی لندن روانگی کو اس حد تک خفیہ رکھا گیا کہ ربوہ میں رہائش پذیر احمدیوں کو بھی اس کا علم نہیں تھا یہاں تک کہ مرزا طاہر احمد کے ساتھ جانے والی ان کی تین بیٹیاں بھی اس بات سے بے خبر تھی کہ وہ لندن جارہے ہیں۔

خفیہ ایجنسیوں کے دو گروپوں نے اسلام آباد یہ اطلاع بھی دی کہ مرزا طاہر احمد جھنگ کے راستے کراچی کے لیے روانہ ہوگئے ہیں لیکن اعلیٰ حکام نے ان رپورٹوں کو قابل توجہ نہیں سمجھا کیونکہ ان کے پاس چار دوسری رپورٹیں موجود تھیں جن کے مطابق مرزا طاہر احمد اسلام آباد آرہے تھے۔

بہرحال مرزا طاہر احمد اور ان کے ساتھیوں کا کراچی تک کا سفر تو آسانی سے گزر گیا لیکن کراچی ایئرپورٹ پر ایک گھنٹہ ان کے لیے بہت بھاری تھا جو پرواز کے لیٹ ہونے کی وجہ سے ان پر گزرا۔

پرواز کا وقت 30 اپریل کو صبح 2 بجے کا تھا۔ 2 بج چکے تھے لیکن جہاز اڑنے کا نام نہیں لے رہا تھا حالانکہ انہیں یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ پرواز لیٹ نہیں ہوگی۔ K.L.M کا مینجر مرزا طاہر احمد کے پاس آیا اور کہا کہ پرواز لیٹ ہونے میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ ایئرپورٹ حکام پرواز کی اجازت نہیں دے رہے۔

ادھر ایئرپورٹ حکام اپنی پریشانی میں مبتلا تھے ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کیا جائے ان کے سامنے مرزا طاہر احمد کا پاسپورٹ پڑا ہوا تھا اور ساتھ جنرل ضیاء الحق کے دستخطوں سے جاری کیا گیا ایک لیٹر بھی موجود تھا جس میں جنرل ضیاء الحق نے ہدایت کی تھی کہ مرزا ناصر احمد جو خود کو احمدیہ تحریک کا خلیفہ کہتا ہے کو پاکستان چھوڑنے کی اجازت نہ دی جائے۔

وقت رکتا محسوس ہورہا تھا ایئرپورٹ حکام نے متعدد ٹیلی فون کیے' ہدایات لینا چاہیں لیکن رات 2 بجے انہیں کون ملتا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ پابندی تو مرزا ناصر احمد پر لگائی گئی جو دو سال قبل فوت ہو چکے ہیں لہٰذا جنرل ضیاء الحق کا یہ حکم اب قابل عمل

Marfat.com

نہیں رہا۔ جبکہ اطلاع یہ بھی تھی احمدیوں کا خلیفہ اسلام آباد کی طرف جارہا ہے چنانچہ مرزا طاہر احمد کو جانے کی اجازت دے دی گئی۔ رات تین بجے K.L.M کی پرواز نے کراچی ایئرپورٹ کو خیرباد کہہ دیا اور وہ مرزا طاہر احمد کو لے کر ایمسٹرڈیم روانہ ہوگئی۔ جہاں سے انہیں لندن چلے جانا تھا۔

مرزا طاہر احمد جیت گیا اور

جنرل ضیاء الحق ہار گیا۔

دن چڑھنے پر ضیاء الحق کو مرزا طاہر احمد کے چلے جانے کی خبر ملی تو صدر مملکت کے غصے کی انتہا نہ رہی۔ کراچی میں امیگریشن کے اعلیٰ حکام کو معطل کردیا گیا۔ تحقیقات شروع ہوگئیں۔ جنرل ضیاء الحق نے ضلع جھنگ کے پولیس افسر کو خود ٹیلی فون کیا اور پوچھا۔

مرزا طاہر کہاں ہے۔۔۔؟ مجھے فوراً مرزا طاہر چاہئے۔

پولیس افسر نے کانپتے ہوئے جواب دیا۔

جناب مجھے تو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں۔

جنرل ضیاء پھٹ پڑا۔ تم نے کیا کہا کہ مجھے معلوم نہیں؟ تم ذمے دار ہو اسے فوراً تلاش کرو کہ وہ کہاں ہے۔

حالانکہ جنرل ضیاء الحق کو معلوم ہوچکا تھا کہ مرزا طاہر احمد اب اس کی پہنچ سے دور ہے۔

مرزا طاہر احمد کے لندن چلے جانے کی خبریں دنیا بھر کے اخبارات نے شائع کیں جبکہ ہندوستان اور پاکستان کے لوگوں نے ریڈیو بی بی سی سے مرزا طاہر احمد کی زبانی ساری تفصیلات سنیں۔

30 اپریل کو 12.30 بجے مرزا طاہر احمد لندن پہنچ گیا جہاں سینکڑوں قادیانیوں نے ان کا استقبال کیا اور مرزا طاہر احمد کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی۔

Marfat.com

7- قادیانیت کا سیلاب

ممکن ہے سیلاب کے لفظ پر بعض اصحاب کو اعتراض ہو لیکن افسوس کہ ہم یہی لفظ استعمال کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ 93ء میں 84 ممالک کی 115 قوموں کے 2 لاکھ 4 ہزار 3 سو آٹھ افراد نے قادیانیت قبول کر کے مرزا طاہر احمد کے ہاتھ پر بیعت کی اس موقع پر مرزا طاہر احمد نے اپنی جماعت کو یہ ہدف دیا کہ آئندہ سال یعنی 94ء میں بیعتوں کی تعداد اس سے دوگنی کرنے کی کوشش کی جائے ان کے پیروکاروں نے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کوشش کی۔ اور دیا گیا ہدف پورا کر لیا چنانچہ 94ء میں 93 ممالک کے چار لاکھ اٹھارہ ہزار دو سو چار افراد نے قادیانیت قبول کی۔ اس موقع پر پھر آئندہ سال کے ٹارگٹ کو دوگنا کر دیا گیا۔ چنانچہ 95ء میں 96ء ممالک کے آٹھ لاکھ پینتالیس ہزار دو سو چورانوے افراد نے قادیانیت قبول کر کے مرزا طاہر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اب اگر ان تین سالوں کی تعداد کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تین سال کے دوران چودہ لاکھ سڑسٹھ ہزار آٹھ سو چھ افراد قادیانی ہوئے۔ اس سے پہلے کی رپورٹ بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

Marfat.com

قادیانیوں کی رفتار کار

سو سال کی عمر میں قادیانیت نے 148 کے قریب ممالک میں اپنا دائرہ اثر قائم کر لیا ہے۔ اب تک قادیانیت کو جتنا دبایا گیا ہے وہ اتنا ہی ابھری ہے پاکستان میں جہاں مسلمانوں کے مختلف الخیال مکاتب فکر قادیانیت کے خلاف اجماع Consenus کرتے چلے آ رہے ہیں آئینی اور قانونی پابندیوں' عدالتی اقدامات' انتظامی حکمت عملیوں اور سماجی بائیکاٹ کے باوجود اس تحریک کا دائرہ اثر سکیٹرنے کے بجائے اسے پھیلانے کا موجب بنے ہیں یہ حقیقت حال ایک طرف مسلمانوں کی کج فہمی کج روی پر دلالت کرتی ہے تو دوسری طرف عام مسلمانوں بالخصوص نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ کو یہ سوچنے پر مجبور کر رہی ہے کہ فتنہ' کفر' کذب اور دجل کے الزامات درست نہیں۔ سب سے بڑھ کر جب قاطعین قادیانیت کی کھلی بد اعمالیاں سامنے آتی ہیں تو فائدہ میں قادیانی ہی رہتے ہیں اور یہ حقیقت ہم کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ انکار کریں بھی تو کر نہیں سکتے۔

خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ قادیانی سابق روس کی کسی ایک ریاست میں بہت جلد اپنی حکومت قائم کر سکیں گے۔ قریباً" گیارہ سال قبل (مارچ 1983ء میں) روزنامہ مشرق لاہور میں جناب محمد نواز صدیقی کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں بتایا گیا۔ " سوویت یونین میں مسلمان اقلیت کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے ایک دستاویز میں یہ بات نوٹ کی گئی ہے کہ سوویت یونین میں مسلم اقلیت کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے جس سے منصوبہ سازوں کو کئی مشکلات درپیش ہیں کیونکہ خالص روسی نژاد روسی آبادی کی شرح مجموعی آبادی کے نصف سے بھی کم ہو جائے گی۔ ممتاز امریکی درسگاہ جارج ٹاؤن یونیورسٹی سے وابستہ مسٹر مرے سوویت آبادی کے تجزیہ کاروں میں ممتاز

مقام رکھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ روسی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ اور خالص روسی نژاد آبادی میں کمی روسی قیادت کی نظر میں پہلے ہی ایک اہم مسئلہ کا درجہ رکھتی ہے اور یہ مسئلہ مستقبل میں زیادہ گھمبیر ہو جائے گا سوویت یونین کی آبادی اس وقت 27 کروڑ ہے اور آبادی کے لحاظ سے یہ دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے لیکن وہاں آبادی کی شرح پانچویں دہائی میں ایک اشاریہ آٹھ فیصد سے کم ہو کر آٹھویں دہائی میں اعشاریہ صفر آٹھ فیصد ہو گئی ہے اس کے مقابلہ میں وسط ایشیا کی ریاستوں میں پیدائش کی شرح پانچ اشاریہ آٹھ فیصد ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق نہ صرف روسیوں کی افزائش نسل کی شرح کم ہے مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کی شرح اموات بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ توقع ہے کہ یہ دونوں عنصر مل کر سوویت یونین میں روسی نژاد آبادی کے موجودہ تناسب 52 فیصد کو کم کر کے 47 فیصد کی سطح پر لے جائیں گے۔ یہ تناسب 2000ء تک بدل جائے گا۔ اور اس وقت مسلمانوں کی تعداد کا تناسب 17 فیصد سے بڑھ کر 21 فیصد ہو جائے گا مسٹر مرے کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ سوویت یونین کی حکومت نے ان مسلمانوں کے معاشرے اور ثقافت کے تانے بانے کو ادھیڑنے کی کوشش کی ہے مگر اس کے باوجود وسط ایشیا میں مسلمانوں میں شعور اور آگے بڑھنے کے جذبہ میں اضافہ ہو رہا ہے روایتی روسی مسلمانوں کو دو باتوں سے بڑا اعتماد حاصل ہوا ہے۔ ایک تو ترک اتحاد کی تحریک ہے جس میں سوویت یونین میں رہنے والے تمام ترک باشندے بڑی کشش محسوس کرتے ہیں اور دوسری بات ملحقہ مسلم ممالک میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تحریک ہے۔ بعض مغربی مبصرین کو یقین ہے کہ سوویت یونین مسلمانوں کے آگے بڑھنے کے رجحان کو ان کی تعداد میں اضافہ سے تقویت ملی ہے"۔

راقم نے ایک قادیانی سے دریافت کیا کہ کچھ روز قبل جناب غلام حیدر وائیں مرحوم نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ روس کی ایک ریاست پر قادیانی حکومت بنا لیں گے آپ اس بارے میں کیا کہیں گے تو اس نے جواب دیا۔ "صرف روس میں ہی نہیں پوری دنیا میں" غالباً 1983ء کے اوائل کی بات ہے ایک قادیانی نے مجھے بتایا کہ بانی جماعت نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر قادیانیت کے فروغ کی پیش گوئی کی تھی تو یہ فروغ ساری دنیا میں حاصل ہو گا لیکن روس چونکہ دہریت نواز ہے اور بانی قادیانیت

Marfat.com

کی "بعثت" کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو منوانا اور بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے در پر سر بسجود کرانا ہے اس لیے یہ پیش گوئی روس میں ایک نمایاں شان کے ساتھ پوری ہو گی۔ وہاں حضور کے پیروکار جو حضور کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجیں گے۔ ریت کے ذروں کی طرح پھیلے ہوں گے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ یہ بات کس طرح ظہور پذیر ہو گی۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ وہاں مسلمانوں کی تعداد بڑھنا شروع ہو گی۔ اور یہ ابتدائی مرحلہ ہو گا۔ مرزا طاہر احمد نے 26 اکتوبر 1990ء کو لندن میں ایک خطبہ جمعہ میں کہا۔

"گزشتہ خطبے میں میں نے جماعت کو توجہ دلائی تھی۔ کہ بدلتے ہوئے حالات میں جماعت احمدیہ کے سامنے نئے میدان کھل رہے ہیں جن میں اسلام کا غیر اسلامی قدروں سے جہاد ہو گا اور نئے نئے معرکوں کے میدان کھلیں گے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ معرکے اپنی نوعیت کے لحاظ سے نئے نہیں بلکہ تاریخی لحاظ سے ہمیشہ سے ان کا وجود چلا آ رہا ہے لیکن بعض ادوار میں یہ نمایاں طور پر سر اٹھاتے ہیں اور نسبتی لحاظ سے ایک غیر معمولی اہمیت اختیار کر لیتے ہیں پس اس دور میں جس میں سے اب ہم گزر رہے ہیں۔ اس میں اسلام کا بہت بڑا مقابلہ معاشرتی قدروں سے ہو گا اور اہل مغرب جو زیادہ تر عیسائیت سے تعلق رکھنے والے ہیں انہوں نے نظریاتی جنگ سے بہت زیادہ بڑھ کر عمداً" جنگ کا رخ معاشرے کے اختلاف کی طرف موڑ دیتا ہے اور اسی بناء پر وہ مغربی قوموں کی اپنی دانست میں اسلام سے حفاظت کریں گے۔"

مرزا طاہر احمد نے 4 جولائی 1991ء کو کینیڈا میں قادیانی خواتین کے سالانہ جلسہ سے خطاب کے دوران کہا۔

"ہمارے اوپر آئندہ نسلوں کی ذمہ داری ہے اور خصوصیت کے ساتھ یہ نسل جواب ہمارے سامنے بڑھ کر جوان ہونے والی ہے اس کی ہم پر بہت ہی زیادہ ذمہ داری ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ احمدیت اب ترقی کے ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود کو خدا نے جو خوشخبری دی کہ اب نیک طبیعتوں کا اس طرف رجحان ہے اور ان پر فرشتے نازل ہو رہے ہیں ہم ایک ایسے دور میں داخل ہو رہے ہیں جہاں ہم ان فرشتوں کا نزول اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں اس

کثرت کے ساتھ جماعت میں دنیا کی دلچسپی بڑھ رہی ہے اور اس تیزی سے مطالبے آ رہے ہیں کہ اگر ہمارے موجودہ وسائل اسی طرح رہیں تو ناممکن ہے کہ ہم دنیا کی ضرورتیں پوری کر سکیں۔ ایک USSR کا میدان ہی اتنا وسیع ہے اور وہاں کی ضروریات اتنی زیادہ ہیں کہ اگر جماعت اپنے موجودہ تمام وسائل کو بھی USSR کے لیے وقف کر دے تب بھی وہ ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ جب سے روس کا Collapse ہوا ہے روس اچانک یوں بیٹھ گیا ہے جیسے اس میں کبھی جان ہی نہیں تھی۔ اس کے کچھ بد نتائج دنیا کے سامنے ظاہر ہو رہے ہیں اور کچھ ظاہر ہوں گے۔ ابھی تو سردست دنیا یہی سمجھ رہی ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی بہت بڑی فتح ہے یا Capitalism کی فتح ہے مگر یہ سب بیوقوفی کی باتیں ہیں۔ یہ نظام بھی ناکام ہو چکا ہے۔ جس میں ہم اس وقت موجود ہیں اور وہ نظام بھی ناکام ہو چکا ہے اور ان دونوں نظاموں کے ٹوٹنے کے نتیجہ میں ایک جو ٹوٹ کر ظاہر ہو گیا اور ایک ٹوٹنے والا ہے۔ ان کے نتیجہ میں جو انتشار پیدا ہو گا اس کو سنبھالنے کی تمام تر ذمہ داری جماعت احمدیہ کی ہے۔

روس کے انتشار کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کا وہاں بڑی تیزی سے نفوذ ہوا اور بکثرت ان کے ساتھ ہمارے رابطے ہوئے اور بہت بڑی بڑی اسلامی مملکتوں کے جو اس وقت روس کا حصہ ہیں چوٹی کے بعض نمائندگان' انگلستان آ کر مجھ سے ملے اور بعض تک ہم نے اپنے نمائندے بھیجے اب نتیجہ یہ نکلا ہے کہ خدا کے فضل سے اکثر مسلمان ریاستوں میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے اور ان کے راہنما اس سال جلسہ میں شرکت کے لیے حاضر ہو رہے ہیں بعض ایسے نئے ممالک بھی احمدیت میں داخل ہوئے ہیں جن کے متعلق ہمارے پروگرام میں کوئی ذکر نہیں تھا اور بظاہر کوئی سبیل نظر نہیں آتی تھی کہ کیسے ہم وہاں تک پہنچیں گے۔ مثلاً" منگولیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایسا انتظام کیا کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور یقیناً" یہ سارا کاروبار جو شروع ہو چکا ہے یہ خدا کی تقدیر کے تابع ہے اس میں ہمارا کوئی دخل نہیں' ہماری کوششوں کا کوئی دخل نہیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ پہلے منگولیا کے ایک مسلمان لیڈر جو قازق قوم سے تعلق رکھتے تھے اور کسی زمانہ میں وہ لوگ روس سے منگولیا منتقل ہو گئے تھے وہ انگلستان تشریف لائے۔ انگلستان آنے کے بعد کسی نے ان کو

Marfat.com

مشورہ دیا کہ اگر تم کسی مسلمان تنظیم سے رابطہ قائم کرنا چاہتے ہو تو ایک ہی جگہ ہے۔ تم لندن مسجد جاؤ اور ان سے ملو۔ وہ تمہیں سمجھائیں گے اور تمہاری ضروریات کے متعلق بھی تمہیں آگاہ کریں گے کہ کیسے پوری کی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے رابطہ کیا اور رابطہ کے بعد کئی مجالس ہوئیں اور انہوں نے اس بات پر آمادگی کا اظہار کیا کہ وہ واپس جا کر پہلے میرے نمائندے کو دعوت دیں گے اور پھر مجھے دعوت دیں گے تاکہ میں خود وہاں جا کر ان مسلمانوں سے رابطہ کر سکوں۔ ایک لاکھ 40 ہزار مسلمان قازق وہاں موجود ہیں لیکن الا ماشاء اللہ تمام کے تمام بے دین ہو چکے تھے۔ ایک بھی مسجد وہاں باقی نہیں رہی تھی۔ کلیتہ" اسلام کے نشانات وہاں سے مٹا دیئے گئے تھے۔ بہت ہی دردناک تصویر تھی جو انہوں نے میرے سامنے کھینچی لیکن مجھے یہ معلوم کر کے افسوس بھی ہوا کہ ان کے رجحانات تیل کی دولت کی طرف زیادہ ہیں اسلام کی طرف کم ہیں چنانچہ کچھ ایسے اشارے کرتے رہے جن سے میں سمجھا کہ ان کی ضرورتیں ہم سے پوری نہیں ہو سکیں گی ان سے میں نے کہا۔ دیکھیں! اگر تو آپ کو دنیا کی دولت چاہیے تو آپ غلط جگہ آ گئے ہیں۔ لیبیا سے رابطہ کریں۔ دولت تو ملے گی دین نہیں ملے گا اور انسانی قدریں نہیں ملیں گی۔ اسلام اگر ملا بھی تو نام کا وہ اسلام ملے گا جو زمانوں کا اسلام ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روشن زمانے کا اسلام نہیں ملے گا۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ کون سا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ بہرحال واپس جا کر انہوں نے ایک وعدہ پورا کیا اور میرے نمائندہ کو آنے کی دعوت دی۔ وہ جب اس علاقے میں پہنچے جہاں وہ نمائندہ منتخب ہوئے تھے۔ تو ان لوگوں کی طرز عمل بالکل مختلف تھا وہ واقعتہ" اسلام کے پیاسے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی ان کی راہنمائی کرے۔ کیونکہ اس سے پہلے میں روسی زبان میں ایک محبت بھرا پیغام اہل روس کے لیے لکھ چکا تھا۔ وہ اسے ساتھ لے گئے اور اسے پڑھنے کے بعد بہت تیزی سے ان کے اندر دلچسپی پیدا ہوئی وہاں سینما Halls کے سوا اور کوئی Halls نہیں ہوتے جہاں لیکچرز ہوں تو چونکہ کیمونسٹ پارٹی کے لیڈر خود دلچسپی لے رہے تھے اس لیے انہوں نے ہمارے نمائندہ کی سینما ہال میں تقریر کروائی اور وہاں سب نے ہاتھ اٹھا اٹھا کر تائید کی کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ان کو اس نمائندہ نے مطلع کر دیا کہ تمہارا لیڈر دوسری طرف رجحان رکھتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس

Marfat.com

بات کو برا منائے کہ تم ہم سے تعلق قائم کرو لیکن انہوں نے کہا کہ ہم نے اسے لیڈر چنا ہے۔ اگر وہ ہماری مرضی کے مطابق رہے گا تو لیڈر رہے گا نہیں ہو گا تو ہم دوسرا لیڈر چن لیں گے مگر احمدیت میں دلچسپی سے وہ ہمیں اب ہٹا نہیں سکتا۔ چنانچہ ان کے تین بہت ہی اہم لیڈر میرے امریکہ آنے سے پہلے مجھ سے ملنے آئے اور جب میں وہاں سے رخصت ہوا ہوں تو ابھی وہیں موجود تھے اس ملاقات کے نتیجہ میں ہم نے منگولین ایمبیسی کو بھی بیچ میں شامل کیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ واپس جا کر یہ بڑی جلدی احمدیت کی باقاعدہ رجسٹریشن کرائیں گے۔ اور اس کے بعد انہوں نے مجھے تاثر دیا کہ ایک دفعہ احمدیت کی رجسٹریشن ہوگئی تو ہمارے ساتھ سارے ایک لاکھ 40 ہزار مسلمان احمدیت کے ممبر بن جائیں گے چنانچہ جتنی دیر وہ وہاں رہے ہماری آپس میں بہت سے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی اور ان کی علمی ضروریات کا بھی تعین ہوا اور کس حد تک ہم معلم بھیج کر ان کی مدد کر سکتے ہیں یہ باتیں بھی طے ہوئیں۔ یہاں تک کہ منگولین ایمبیسی نے ہم سے وعدہ کیا۔ کہ آپ ان کی تربیت کے لیے وہاں جتنے آدمی بھی بھیجنا چاہیں گے ہم پاکستان کے ذریعے آپ کو ویزا کی درخواست دینے پر مجبور نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہم حالات کو جانتے ہیں۔ آپ براہ راست ہمیں کہیں۔ اور ہم ذمہ دار ہیں۔ کہ آپ کے آدمی وہاں پہنچتے رہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ رابطے بڑی تیزی کے ساتھ استوار ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ بہت سی کتب وہ ساتھ لے گئے۔ کچھ ہم ان کو بھجوا رہے ہیں۔ خیال یہ ہے کہ انشاء اللہ منگولیا میں سب سے پہلی مسجد جماعت احمدیہ قائم کرے گی اور امید ہے کہ بہت جلد اس کی بنیادیں ڈال دی جائیں گی۔

اب یہ ایک لاکھ 40 ہزار احمدی جو خدا کے فضل سے اس حال میں داخل ہوئے ہیں کہ ان کی تختیاں بالکل خالی ہیں۔ نام کا اسلام ہے لیکن کچھ پتہ نہیں کہ اسلام کیا چیز ہے ان کی تربیت کوئی آسان کام تو نہیں ہے۔ کتنی ہمیں ضرورتیں ہیں۔ بہت سی چیزوں کے ترجمے چاہئیں۔ بہت سے کارکن چاہئیں۔ بہت سی عورتیں چاہئیں جو عورتوں کے مسائل سے ان کو آگاہ کریں۔

ان آنے والوں میں ایک خاتون بھی تھیں جو میری اہلیہ سے بھی ملیں اور میری بچیوں سے بھی ملیں۔ بہت اچھا نیک تاثر لے کر وہ واپس لوٹی ہیں تو اس لیے میں

Marfat.com

آپ کے ساتھ یہ بات کھل کر، کر رہا ہوں۔ کہ آپ پر بہت ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ صرف ایک منگولیا کا ہی معاملہ نہیں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا روس کی مختلف ریاستوں سے بڑی تیزی کے ساتھ دلچسپی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ مردوں نے تو جو کام کرنا ہے وہ کریں گے ہی لیکن میری یہ دلی تمنا ہے کہ عورتیں کسی صورت میں بھی مردوں سے پیچھے نہ رہیں اور مجھے یقین ہے کہ اگر عورتیں یہ فیصلہ کر لیں تو ان میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ مردوں سے پیچھے نہیں رہیں گی۔ اس پر میرا ایک مشاہدہ گواہ ہے۔ حضرت مصلح موعود (غالباً" قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ مراد ہے) کے زمانہ میں بھی جب بھی حضرت مصلح موعود نے ایسی تحریک کی جس میں لجنہ کو خاص طور پر مخاطب کر کے ان پر ذمہ داری ڈالی تو اس تحریک کے جواب میں انہوں نے بہت جلدی لبیک کہا اور مردوں کے مقابلہ میں بہت تیزی کے ساتھ ان فرائض کو پورا کیا جو ان کے ذمہ لگائے گئے تھے۔ اسی طرح اب بھی میں دیکھتا ہوں کہ چونکہ اب ہر ملک کی صدر لجنہ براہ راست مجھ سے تعلق رکھتی ہے۔ بیچ میں کوئی واسطہ نہیں رہا۔ جب بھی کوئی ہدایت لجنہ کو دی جاتی ہے تو بلا تاخیر ان کی طرف سے خدا کے فضل کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے اس تحریک پر عمل ہوتا ہے اور مردوں میں نسبتاً" کچھ سستی ہو جاتی ہے۔ تعلیم کے معاملہ میں بھی ہم نے دیکھا ہے کہ ربوہ میں بھی اور پہلے قادیان میں بھی احمدی بچیاں تعلیم میں اپنے بھائیوں وغیرہ سے آگے تھیں۔ اس کی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ ان کے پاس باہر کے مشاغل نہیں تھے۔ لڑکے باہر جا کر بہت سا وقت ضائع کر دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود آپس میں باتیں کرنے کے مواقع تو تھے ناں۔ وہ قربانی کرنا کہ آپس میں باتیں چھوڑ کر پڑھائی کرنا یہ بھی بہت بڑی چیز ہے۔ چنانچہ لجنہ نے اور احمدی خواتین نے اللہ کے فضل سے اچھے کاموں میں ہمیشہ آگے قدم بڑھائے ہیں اور دنیا کی علمی ضرورتیں پوری کرنے میں لجنہ بہت بڑے کام کر سکتی ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ آپ میں سے جو اس وقت تعلیم حاصل کر رہی ہیں ان کو مختلف زبانیں سیکھنی چاہئیں اور روسی زبان اس وقت بہت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ روس کے متعلق حضرت مسیح موعود کی یہ پیشگوئی تھی کہ خدا تعالیٰ نے روس کا عصا میرے ہاتھوں میں تھمایا ہے۔ اور پھر یہ پیشگوئی تھی کہ میں ریت کے ذروں کی

طرح اپنے متبعین کو روس میں دیکھتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ وقت ہے اور یہ دور ہے کہ جس میں واقعتہً بڑی تیزی کے ساتھ ہم روس میں انشاء اللہ تعالیٰ دین پھیلانے لگیں گے۔ ان کا لجنہ سے بھی ایک تعلق ہے اور میری ذات سے بھی تعلق ہے اور میری خلافت کا بھی لجنہ سے ایک تعلق ہے۔ آج میں یہ مضمون آپ پر کھولنا چاہتا ہوں۔

جب ابھی میں غالباً جامعہ کا طالب علم تھا تو میں نے ایک عجیب خواب دیکھی اور اس کا میں نے اپنے پہلے جلسہ کے اس خطاب میں بھی ذکر کیا تھا۔ جو خواتین سے ہوا تھا۔ وہ خواب یہ دیکھی کہ ایک مجلس ہے جس میں مختلف علماء (غیر احمدی علماء بھی ہیں اور کچھ احمدی علماء بھی ہیں) کے درمیان احمدیت کی سچائی یا بطلان کی گفتگو ہو رہی ہے اور کچھ عرصہ کے بعد میں محسوس کرتا ہوں کہ جو احمدی علماء ہیں وہ جس طرح جواب دینے کا حق ہے ویسا جواب دے نہیں رہے اور جیسا فتح کا نمایاں اثر ظاہر ہونا چاہیے۔ ویسا فتح کا اثر ظاہر نہیں ہو رہا تو میں اٹھ کر جواب کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہوں اور فقرہ عجیب کہتا ہوں کہ میرے وہم و گمان میں بھی وہ بات نہیں آ سکتی تھی۔ اس زمانے میں یہ فقرہ بالکل ہی غیر معمولی اور اجنبی فقرہ تھا لیکن میں بات ہی اس طرح شروع کرتا ہوں کہ حضرت مصلح موعود نے بہت لمبا عرصہ پہلے یعنی ہندوستان کی تقسیم بھی ابھی نہیں ہوئی تھی اور میں ابھی بہت چھوٹا تھا۔ ایک رویا دیکھی اور رویا یہ تھی کہ آپ کسی ایسی جگہ میں ہیں جہاں اردگرد فوج کا گھیرا ہے اور خطرہ ہے اور اس کمرے میں ام طاہر (میری والدہ) لیٹی ہوئی ہیں اور ان کے ساتھ ایک بچہ ہے جو میرا بچہ ہے۔ لیکن چونکہ میری عمر اس بچے سے بڑی تھی جو ان کو نظر آیا۔ اس لیے حضرت مصلح موعود کو سمجھ نہیں آ سکی کہ یہ لڑکا کون ہے۔ بہرحال آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ خطرہ ہے میں ام طاہر کو کہتا ہوں کہ جلدی سے اٹھو اور تیار ہو۔ آؤ ہم اس ملک سے نکل جائیں۔ لیکن وہ شاید دیر کرتی ہیں۔ یا تیار نہیں ہو سکیں آپ نے بچے کو گودی میں اٹھایا اور تیزی کے ساتھ وہاں سے باہر نکل گئے۔ ایسی حالت میں کہ وہ بچہ ان کی گود میں ہے ایک ایسی جگہ جاتے ہیں جو اجنبی ہے اور وہاں جا کر پوچھتے ہیں کہ یہ کون سا علاقہ ہے تو لوگ آہستہ آہستہ کہتے ہیں۔ آہستہ بات کریں۔ یہ روس کا علاقہ ہے۔ آپ کہتے ہیں تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا کہ ہم تو

احمدی ہیں اور یہاں احمدیت پھیل رہی ہے۔ لیکن ابھی کھل کر باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے"۔

1989ء تک کی کارکردگی

قادیانیوں کی رفتار کی مکمل تصویر تو آگے جاکر بیان ہو رہی ہے مگر یہاں 1989ء تک کی کارکردگی ضرور درج کردوں کیونکہ قادیانیت کی تاریخ میں یہ وہ اہم سال ہے جب انہوں نے اپنے سو سال کی سالگرہ منائی۔ لہٰذا ان کے ایک پمفلٹ سے درج ذیل اعداد و شمار حاصل کئے گئے ہیں۔

* قادیانیت 125 ممالک میں قائم ہو چکی تھی۔
* دنیا کے 45 ممالک میں جماعت کے مرکزی واقفین زندگی مبلغین کام کر رہے تھے۔
* وہ ممالک جہاں جماعت قائم تھی ان میں سے کچھ ممالک کے نام یہ ہیں۔

براعظم افریقہ :- غانا۔ نائجیریا، سیرالیون، گیمبیا، آئیوری کوسٹ، لائبریا، بنین، کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، زمبیا، زمبابوے، زائر، ماریشس، ساؤتھ افریقہ، سینگال، بورکینا فاسو، ملاوی، کموروز، مالی، گنی بساؤ، موریطانیہ، ٹوگولینڈ، روانڈا بورونڈی، انگولا، تیونس، نائیجیریا، گنی مڈغاسکر، صومالیہ، کیمرون، مراکش، الجزائر، سوڈان، ایتھوپیا، کانگو، موزمبیق، گیبون۔

براعظم امریکہ :- امریکہ، کینیڈا، گیانا، ٹرینیڈاڈ، سرینام، برازیل، ڈومینکن آف ریپبلک، گوئٹے مالا

یورپ :- بلجیم، ڈنمارک، فرانس، مغربی جرمنی، ہالینڈ، ناروے، سوئٹزرلینڈ، سویڈن، سپین، برطانیہ، آئرلینڈ، یوگوسلاویہ، آسٹریا، پولینڈ، پرتگال، یونان، اٹلی، روس، فن لینڈ، لکسمبرگ

ایشیاء :- پاکستان، انڈونیشیا، ملائیشیا، بھارت، بنگلہ دیش، پاپوانیوگنی، سنگاپور ترکی، افغانستان، چین، جنوبی کوریا، مالدیپ، برونائی، ہانگ کانگ اور مشرق وسطیٰ کے ممالک۔

جزائر۔ بحرالکاہل بشمول براعظم آسٹریلیا :- آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی، ویسٹ سودا، طوالو، ٹونگا، کیری باس، نورو، سالمن جزائر، وانوتلی

* بنگلہ دیش، بھارت اور پاکستان کے علاوہ دنیا میں کل 1864 مقامات پر جماعت قائم

Marfat.com

تھی۔

* بیرون پاکستان کل مشن ہاؤسز کی تعداد 301 ہے۔
* بیرون پاکستان جماعت کے بیوت الذکر کی تعداد 1245 تھی۔
* براعظم افریقہ کے مختلف ممالک میں جماعت کے 28 ہسپتال خدمات انجام دے رہے تھے۔
* براعظم افریقہ میں 40 سیکنڈری سکول خدمات سرانجام دے رہے تھے۔

ایک قادیانی نے بتایا ہے۔

○ جماعت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقع پر دنیا کی پچاس مختلف زبانوں میں سارے قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرنے کی سعادت پا رہی ہے جن زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔

1- انگریزی
2- فرانسیسی
3- جرمن
4- لوگنڈا
5- ڈچ
6- گورمکھی
7- یوروبا
8- ڈینش
9- انڈیشین
10- سواحیلی
11- سپرانٹو
12- اٹالین
13- فجین
14- ہندی
15_ رشین
16- سپینش
17- سویڈش
18- کورین
19- کیکویو (کینیا)
20- جینیز
21- بر گیزی
22- فانٹی (غانا)
23- اوریا (انڈیا)
24- آسامی (انڈیا)
25- طوالو
26- ٹرکش
27- گجراتی (انڈیا)
28- پولش (پولینڈ)
43- پنجابی (پاکستان)
44- گریگ (یونان)
29- ہنگرین
30- ویتنامیز
31- چیک
32- چائینیز
33- سرائیکی (پاکستان)
34- مالی (ملیشیا)
35- پرشین (ایران)
36- ہوسار (نائجیریا)
37- بنگالی
38- سندھی
39- البانین
40- مینڈے (سیرالیون)
41- ملایم (انڈیا)
42- تامل (انڈیا)
47- پشتو (پاکستان)
48- تلگو (انڈیا)

45_ نارویجین 49- مرہٹی (انڈیا)

46- کروش (ایران، ترکی) 50- برمیز (انڈیا)

1989ء کے بعد تین سال کے اعدادوشمار مجھے نہیں مل سکے تاہم 1993ء کے اعدادوشمار جو جماعت کے امام مرزا طاہر احمد نے لندن کے اجتماع کے موقع پر بتلائے۔ اسے قادیانیوں کے ذیلی پرچہ الفضل کے حوالہ سے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

"ربوہ : 11 ستمبر جلسہ سالانہ جرمنی 1993ء کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک نیا سنگ میل نصب کیا گیا۔ اس روز 1339 یورپین باشندوں نے امام جماعت کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ یورپین احباب کے علاوہ دیگر کئی ممالک کے 157 افراد نے بھی اس روز بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ عالمی بیعت کی یہ تقریب چار مواصلاتی سیاروں کے ذریعے دنیا بھر میں دکھائی گئی۔ اس کے علاوہ ریڈیو کے 16 میٹر بینڈ پر بھی یہ کارروائی نشر کی گئی۔ پاکستان کے وقت کے مطابق رات پونے آٹھ بجے امام جماعت احمدیہ الرابع اس تقریب کے لیے تشریف لائے اور بیعت سے پہلے درج ذیل خطاب فرمایا۔

جس طرح جماعت احمدیہ برطانیہ کے حالیہ جلسہ سالانہ 1993ء کے موقع پر میں نے عالمگیر جماعت احمدیہ کو بیعتوں کا ایک ٹارگٹ دیا تھا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ جلسہ بھی ایک تاریخی جلسہ تھا۔ اسی طرح میں نے جماعت احمدیہ جرمنی کو ایک ہزار یورپین افراد کی بیعت کروانے کا ٹارگٹ دیا میں نے دعا کی کہ اے مولا اگر تو اس تعداد کو ایک ہزار سے زائد کر دے تو یہ تیرا انعام اور احسان ہے۔ بظاہر یہ ایک ناممکن ٹارگٹ معلوم ہوتا تھا لیکن اللہ چاہے تو کیا نہیں ہو سکتا میں نے خواہش کی کہ چودہ صدیوں کے مقابلہ پر ہر صدی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ایک سو احمدی عطا کر دے۔ چنانچہ ابھی ابھی امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے جو اعداد و شمار میرے سامنے رکھے ہیں ان کے مطابق آج کے دن تک کل 1496 بیعتیں ہو چکی ہیں۔ یہ سارے دوست آج کی اس بیعت میں شامل ہیں۔ ابھی جو مجلس سوال و جواب کا سلسلہ ہوا ہے اس کے بعد امید ہے کہ یہ تعداد پندرہ سو سے اوپر نکل جائے گی۔ مرزا طاہر احمد صاحب نے بیعت کنندگان کی ملک وار جو تفصیل بیان فرمائی وہ یہ تھی۔

یورپین 1339 بنگلہ دیش 35 مختلف افریقی ممالک 20، لبنان مراکش 5 صومالیہ

Marfat.com

ایتھوپیا 2، مصر 20، زایئر 13 ٹوگو 47 اور فلسطینی عرب 16-

قادیانیوں کا 1994ء میں داخلہ

حال ہی میں جماعت احمدیہ کے امام مرزا طاہر احمد نے ماریشس سے قادیانیت کو نئے سال (1994ء) کی مبارکباد پیش کرتے ہوئے۔ یہ "تاریخی تحفہ" دیا کہ "ہم نے سیٹلائٹ کے ذریعہ سب دنیا سے رابطے کا آغاز کرایا ہے۔ پہلے سیٹلائٹ پر خطبہ جمعہ (گھنٹہ سوا گھنٹہ) یا کچھ جلسے اور کچھ اجتماعات ہوا کرتے تھے لیکن آئندہ سے ایشیا کے لیے جاپان سے لے کر افریقہ تک، اور اس علاقے میں براعظم آسٹریلیا بھی شامل ہے۔ ہفتہ میں ایک سوا گھنٹہ کی بجائے ہفتہ میں ساتوں دن بارہ گھنٹے روزانہ پروگرام چلا کرے گا جو سیارہ ہمارے لیے زیادہ موزوں ہے اس کے ذریعہ آئندہ تمام ایشیا کی احمدی جماعتیں، تمام افریقہ اور آسٹریلیا وغیرہ میں یہ پروگرام شروع کیا گیا ہے"۔

انہوں نے اعلان کیا کہ جہاں تک یورپ کا تعلق ہے۔ سردست ساڑھے تین گھنٹے روزانہ کا وقت حاصل کر لیا گیا ہے۔ روس کا آخری کنارہ جو مشرق کی طرف ہے وہ اس میں شامل ہے اور مغرب کی طرف اور جنوب کی طرف پرتگال کا ملک شامل ہے۔ شمال میں ناروے کا انتہائی شمالی حصہ شامل ہے۔ بارہ گھنٹے روزانہ کا پروگرام وڈیو پر بنانا۔ یہ اتنا بڑا کام ہے کہ عام آدمی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اس پروگرام کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے مرزا صاحب نے کہا۔ غیر معمولی طور پر، نئے علاقوں کا، نئی قوموں کا، نئے مزاج کے لوگوں کا، نئی زبانیں بولنے والوں کا، احمدیت کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے اور طلب اتنی بڑھ چکی ہے کہ ناممکن ہو گیا ہے کہ جماعت احمدیہ محض لٹریچر کے ذریعہ ان پیاسوں کی پیاس بجھا سکے۔ لازم ہو گیا تھا کہ ہم ایک وسیع پروگرام کے ذریعے دنیا کی اکثر آبادی تک ٹیلی ویژن کے ذریعے پہنچیں۔ مرزا صاحب نے کہا ہم جس دائرے میں کام کریں گے لازماً" ایک کروڑ سے زائد آدمی ان پروگراموں کو دیکھنے والے ہوں گے۔

پروگراموں کی تیاری کے سلسلہ میں مرزا صاحب نے انکشاف کیا کہ انگلستان کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں خواتین اور مرد سینکڑوں کی تعداد میں محنت کر رہے ہیں انہوں نے باقی دنیا کی جماعتوں کو نصیحت کی کہ آپ اپنے اپنے ملک کے نقطہ نگاہ سے

Marfat.com

اور اپنے ہاں بولی جانے والی بولیوں کے نقطہ نظر سے خود پروگرام بنائیں اور ہمیں بھجوائیں۔ انہوں نے گھانا' نائجیریا' سیرالیون' گیمبیا' سمیت سب دنیا سے کہا کہ وہ اپنی اپنی زبانوں میں پروگرام بنا بنا کر ہمیں بھیجتے چلے جائیں' یہاں تک کہ بارہ گھنٹے بھی کم ہو جائیں۔

پروگراموں کی تفصیل بتاتے ہوئے مرزا صاحب نے بتایا کہ۔

○ خدا کے فضل سے بہترین قرات کے ساتھ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت اور ہر آیت کے بعد مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ

○ جماعت احمدیہ نے 15 ہزار بچے راہ خدا میں امام کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں ہم ٹیلی ویژن کے ذریعہ دنیا کی بڑی زبانیں۔ اہل زبان کی زبان میں عالم دنیا کے احمدی بچوں اور اور بڑوں کو بھی سکھائیں گے اور یہ پروگرام روزانہ جاری ہوں گے۔

○ عنقریب ٹیلی ویژن پر بیک وقت آٹھ زبانیں سکھائی جائیں گی تمام دنیا کے ممالک کے جغرافیائی حالات' ان کی تاریخ کے حالات' ان کے کلچر کے حالات وغیرہ بھی پیش کیے جائیں گے۔ گو باقاعدہ پروفیشنل طریق پر بنی ہوئی وڈیوز ملتی ہیں۔ لیکن ان میں ناچ گانے شامل ہوتے ہیں اس لیے جہاں تک ممکن ہوگا ہم وڈیوز بنائیں گے۔

○ ہم حمد' درود شریف اور نعتیں بھی ترنم کے ساتھ پڑھیں گے اور اس کے معنے بھی دنیا کو سکھائیں گے۔

○ ہم چاہتے ہیں کہ تمام دنیا کے احمدی بہترین طریق پر کھیلوں کی تربیت حاصل کریں گے۔ آپ نے بتایا کہ کھیلوں کے اعتبار سے مشرق بہت پیچھے ہے۔ ہم یہ اہتمام کر رہے ہیں مثلاً اگر فٹ بال سکھانا ہے تو فٹ بال کے بہترین ماہرین فٹ بال سکھائیں۔ انہوں نے تفصیلات میں داخل ہوتے ہوئے تیراکی کا ذکر کیا اور بتایا کہ ہم اس کھیل میں مغرب سے بہت پیچھے ہیں' شاید صدی بھر پیچھے ہوں ہم ابتدائی معیار کے ٹیسٹوں پر بھی پورا نہیں اترتے۔ پس غیرت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہم ان سب قسم کے کھیلوں کو جو اولمپک میں شامل ہیں۔ ساری دنیا کے احمدیوں------ اور دوسروں کو بھی جو فیض حاصل کرنا چاہیں گے۔ سکھانا شروع کر رہے ہیں۔

انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ میوزک کے بغیر تو لوگ رہ ہی نہیں سکتے۔ ہم

Marfat.com

نے سوچا کہ پروگرام بنائیں۔ ماہرین ان کے ہوں گے' مزاج ہمارا ہو اور وقفوں میں میوزک کی بجائے ہم درود شریف پڑھتے جائیں گے۔ میوزک کے بغیر خوبصورت آواز میں نغمے ہوں گے' حمد و ثنا ہوگی۔ (۱)

1995ء کی رفتار کار

جولائی 95ء کے جلسہ سالانہ منعقدہ لندن میں مرزا طاہر احمد کا خطاب بھی ہمارے موضوع سے تعلق رکھتا ہے اس کا خلاصہ ہم یہاں ربوہ سے شائع ہونے والے روزنامہ ''الفضل'' 3 اگست کے شمارے سے لے کر پیش کر رہے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے 30 ویں جلسہ سالانہ میں دوسرے دن کے خطاب میں فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج دنیا کے 148 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے اور پھول پھل لا رہا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا میرے لندن آنے کے 11 سال کے عرصے میں 57 نئے ممالک احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ اس سال جن نئے ممالک میں احمدیت نافذ ہوئی ہے ان کے نام یہ ہیں۔

کمبوڈیا' لاؤس' جمیکا' ایکوٹوریل گنی' ویٹ نام' میکیڈونیہ اور گریناڈا

مشرق بعید میں احمدیت کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحب نے فرمایا تھائی لینڈ سے مشرق بعید کے ممالک کے سفر آغاز ہوا۔ اس نئی مہم میں سب سے قابل ذکر نام مکرم رفیق چانن صاحب کا ہے جو سوئزر لینڈ کے باشندہ ہیں کمبوڈیا تھائی لینڈ کے سپرد تھا۔ یہاں مکرم حسن بصری صاحب نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ امریکہ کے سپرد دو ممالک تھے جمیکا اور گریناڈا۔ دونوں ممالک میں احمدیت کے پودے لگ چکے ہیں۔

آپ نے مزید تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا میکیڈونیہ (مقدونیہ) کو جرمنی کے سپرد کیا گیا تھا۔ اس ملک کی زبان پنجابی سے بہت ملتی ہے۔ مغربی افریقہ کے ممالک گیون اور کیمرون کے درمیان ایکوٹوریل گنی ہے۔ یہ نائیجریا کی جماعت کے سپرد تھا۔ اس کے علاوہ گوئٹے مالا کے سپرد ایل سلواڈور اور کولمبیا کے سپرد وینز ویلا تھا۔

اس سال 2259 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ ایک سال میں اللہ تعالیٰ نے 762 نئی بیوت الذکر (عبادت گاہیں۔ مساجد لکھنے پر پابندی اس لئے مسجد کے لئے قادیانی

بیعت کا لفظ استعمال کرتے ہیں) عطا فرمائی ہیں۔ ان میں سے 691 بیوت الذکر وہ ہیں جو عبادت گزاروں کے ساتھ ملی ہیں اس کے علاوہ مختلف ممالک میں 119 بیوت الذکر زیر تعمیر ہیں۔

ہندوستان کے بارے میں مرزا طاہر احمد نے بتلایا کہ وہاں بھی وسیع کامیابیاں مل رہی ہیں۔ آندھرا پردیش میں ایک گاؤں پورے کا پورا بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوا۔

دعوت الی اللہ کے نئے مراکز' جن کو پہلے مشن ہاؤس کہا جاتا تھا۔ ان کے قیام کے سلسلے میں فرمایا افریقہ میں 25 نئے مراکز قائم ہوئے۔ 1984ء تک دعوت الی اللہ کے یہ مراکز افریقین ممالک میں 103 تھے اب 11 سال بعد یہ بڑھ کر 231 ہو گئے ہیں۔

احمدیہ ٹیلی ویژن کے بارے میں مرزا طاہر احمد نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم احسان ہے۔ اس کے ذریعے عالمی سطح پر بیداری پیدا ہوئی ہے۔ جسوال برادران کا نام جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ان میں سب سے زیادہ اخلاص اور وفا سے کام کرنے والا سعید احمد جسوال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نئی ٹیم بھی عطا کی ہے کیونکہ جسوال برادران کے پاس جو کام ہے وہ ان کے بس سے آگے نکل گیا تھا۔ اس نئی ٹیم میں رفیق حیات صاحب کے ساتھ ایسے طالب علم ہیں جو کالج سے آنے کے بعد گھر بھی نہیں جاتے اور یہاں کام شروع کر دیتے ہیں۔ اور پھر رات گئے اپنے اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایم ٹی اے کے پروگراموں کی مقبولیت کے پیش نظر دوسرے ٹی وی سٹیشن بھی ہمارے پروگرام اپنے چینلز پر نشر کرتے ہیں چنانچہ امیر صاحب ناروے نے بتایا کہ اوسلو کے نیشنل ٹی وی پر اس جلسے کا تینوں دن کا پروگرام دکھایا گیا ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا رفیق حیات صاحب کی ٹیم نے سال میں کل 12775 گھنٹے وقت دیا۔ سعید جسوال صاحب کی ٹیم نے 15715 گھنٹے سارا سال میں وقت دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان طالب علموں کی خدمات کو اس طرح نوازا ہے۔ کہ سب کے سب کو اللہ نے نمایاں کامیابی سے نوازا ہے۔

احمدیہ ٹیلی ویژن کے پروگراموں کو مزید عمدہ بنانے کے لئے اپنے پیروکاروں کو

Marfat.com

مخاطب ہو کر مرزا طاہر احمد نے کہا کہ اس کے پروگرام تیار کرنے میں سب کو حصہ لینا چاہیے۔ البانیہ والوں کو بھی میں نے کہا ہے کہ روزانہ ایک گھنٹہ البانین زبان میں پروگرام چاہیے۔

مرزا طاہر احمد نے تراجم کے ضمن میں عربی کے مترجم مکرم سید حلمی الشافعی کے ترجمہ کی تعریف فرمائی۔ اور فرمایا کہ یہ ترجمہ اس طرح کرتے ہیں کہ لگتا ہے کہ میں خود عربی بول رہا ہوں۔ عربوں کی طرف سے ان کو تحسین کے بہت سے پیغام موصول ہو رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی تعلیمی کوششوں کے ضمن میں مرزا طاہر احمد نے فرمایا کہ افریقہ میں جماعت کے جو تعلیمی ادارے قائم ہیں ان کی تعدادیوں ہے۔

ہائر سیکنڈری سکول	39
جونیئر سیکنڈری سکول	30
پرائمری سکول	220

حضرت صاحب نے فرمایا اس ضمن میں ہمیں نئے واقفین نو کی بھی ضرورت ہے۔

جماعت احمدیہ کی طبی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحب نے فرمایا کہ مجلس نصرت جہاں کے تحت 10 ممالک میں 30 ہسپتال قائم ہیں ان میں 28 ڈاکٹر صاحبان خدمات بجا لا رہے ہیں۔ بورکینافاسو اور بنین میں نئے ہسپتالوں کے قیام کا منصوبہ زیر غور ہے سردست وہاں پر موبائل ڈسپنسری شروع کر دی گئی ہے۔

لائبیریا میں احمدیہ ٹریننگ سنٹر کو دوبارہ شروع کر دیا گیا ہے۔ اب وہاں امن کے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ بد امنی کی وجہ سے جن مقامی احمدیوں سے رابطہ ٹوٹ گیا تھا ان سے اب دوبارہ رابطہ قائم ہو رہا ہے۔

ہومیوپیتھی کے بارے میں مرزا طاہر احمد نے جو ٹیلی ویژن پر ہفتہ میں دو دن ہومیوپیتھی بھی سکھلاتے ہیں نے تفصیل سے بتایا یہ بے حد کامیاب اور سستا علاج ہے۔ پھر اس میں ایسی ایسی بیماریوں کا بھی علاج موجود ہے جو عام ڈاکٹروں کے پاس نہیں ہے احمدیہ ٹیلی ویژن پر ہومیوپیتھک لیکچروں کا جو سلسلہ جاری ہے اس سے غیر از جماعت ڈاکٹر بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں وہ خطبات بھی سن رہے

Marfat.com

ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا آج جماعت احمدیہ کو دونوں علوم علم الابدان اور علم الادیان پر بادشاہت عطا ہوئی ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا ہمیں ہومیو پیتھک لیکچروں کے تراجم کے لیے اچھے مترجمین کی ضرورت ہے جن ممالک کو توفیق ملے وہ ہومیو پیتھک لیکچرز کے تراجم کے ویڈیوز بھجوائیں۔ انڈونیشیا' جاپان' افریقہ' روس' اور قازقستان کی زبانوں میں بھی اس کے تراجم ہونے چاہئیں۔ مرزا طاہر احمد نے فرمایا آج قازقستان کا بھرپور وفد پہنچ گیا ہے۔ ان کے ارادے بڑے نیک اور بلند ہیں۔ قازقستان میں خدا تعالٰی کے فضل سے احمدیت کی طرف بڑا رجحان ہے۔

مرزا طاہر احمد نے فرمایا کہ ہم نے 234 ہومیو داوؤں کا ایک سیٹ بنایا ہے۔ جو دو مضبوط ڈبوں میں بند ہے۔ اس کی قیمت صرف 50 پاؤنڈ ہے اس کے بعد آپ عمر بھر کے لیے دوسری مہنگی دواؤں کے چنگل سے بچ جاتے ہیں۔ عمر بھر کے علاج کے لیے یہ کوئی مہنگا سودا نہیں۔

واقفین نو کی تفصیل بتلاتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے بتلایا اس تحریک کے تحت 13 ہزار 158 واقفین تو احباب جماعت نے گذشتہ سال پیش کیے تھے امسال ان کی تعداد بڑھ کر 14 ہزار 571 ہو گئی ہے۔ ان میں سے 10 ہزار سے زائد لڑکے ہیں اور 4 ہزار لڑکیاں ہیں۔

پریس اینڈ پبلیکشنز: مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کی سربراہی میں یہ شعبہ مصروف عمل ہے۔ کثرت سے اخبارات' رسائل ریڈیو اور ٹی وی سے ان کے روابط ہیں۔

قیدیوں کی خدمت کے بارے میں مرزا طاہر احمد نے قادیانیوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ان کی غیر مشروط خدمت کریں۔ ہرگز محض دعوت الی اللہ کی طرف خاطر ان کی خدمت نہ کریں۔

دعوت الی اللہ کا ذکر کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد نے فرمایا خدا تعالٰی کے فضل و کرم سے دعوت الی اللہ بہت وسعت پذیر ہے۔ صرف اس سال افریقہ کے 9 ممالک میں 980 جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ 1393 دیہات میں پہلی بار احمدیت کا نفوذ ہوا اور جماعتیں قائم ہوئیں۔ 827 نئی بیوت الذکر عطا ہوئیں۔ 666 افریقن چیفس احمدی

ہوئے۔ 963 امام احمدی ہوئے۔ 72 گاؤں کے سردار احمدیت کی آغوش میں آئے۔

بیعتوں کی مجموعی تعداد:- مرزا طاہر احمد نے کہا کہ میری دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ گذشتہ دو تین سال سے بیعتوں کی تعداد پچھلے سال سے دوگنی کرتا آیا ہے۔ جب یہ تعداد 4 لاکھ سے بڑھ گئی تو میرا دل ڈر گیا۔ لیکن دعائیں کرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے امسال بھی دوگنے سے زیادہ بیعتیں عطا فرما دیں چنانچہ گذشتہ سال کی بیعتوں کی تعداد سے دگنے ہونے کی صورت میں بیعتوں کی تعداد 8 لاکھ 37 ہزار بنتی تھی۔ جبکہ امسال خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے 8 لاکھ 41 ہزار 325 بیعتیں عطا فرما دیں۔

جب سے دنیا بنی ہے کبھی یہ واقعہ نہیں ہوا کہ ایک وقت میں تمام عالم میں اتنی تعداد میں سعید روحیں خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار کر رہی ہوں۔

فرنچ بولنے والے ممالک میں احمدیت کے نفوذ کا ذکر کرتے ہوئے نمایاں حضرت صاحب نے فرمایا اس سال اس ضمن میں نمایاں کامیابی عطا ہوئی ہے۔

مرزا طاہر احمد نے کہا کہ دو سال پہلے اسی جلسہ سالانہ میں نے اپنی ایک حیرت انگیز رویا بیان کی تھی جس کا مطلب یہ نکلتا تھا کہ اب فرانسیسی زبان بولنے والے ممالک میں احمدیت کا غیر معمولی نفوذ ہوگا۔

پچھلے سال چند سالوں میں فرنچ بولنے والے ممالک میں احمدیت کے نفوذ کا ریکارڈ یہ ہے۔

1990ء میں فرنچ بولنے والے علاقوں میں احمدی ہونے والوں کی تعداد 6 ہزار اسی تھی۔ 1991ء میں یہ تعداد کم ہو کر 5 ہزار 94ء رہ گئی۔

1992ء میں یہ تعداد 5 ہزار 531 تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رویاء کے ذریعے بشارت دی چنانچہ 1993ء میں یہ تعداد یکدم بڑھ کر 36 ہزار 611 ہو گئی۔ اور 1994ء میں یہ تعداد ایک لاکھ 62 ہزار 227 ہو گئی۔ اور 1995ء میں یہ تعداد بڑھ کر 3 لاکھ 88 ہزار 933 ہو گئی ہے۔ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ آسمان کا خدا ہے جو میرا حامی و ناصر ہے۔

مرزا طاہر احمد نے کہا کہ اب مجھے امید ہے کہ مشرق بعید میں یہی سلسلے جاری ہوں گے جب اللہ چاہے گا وہ فرنچ بولنے والے علاقوں کی طرح کمبوڈیا' ہند چینی اور ویٹ نام کی تقدیر بھی بدل دے گا۔ خدا کرے تیزی سے ایسا ہو جلد تر ایسا ہو۔

مرزا طاہر احمد نے مزید کہا کہ آئیوری کوسٹ کو اس بارے میں نمایاں خدمت کی توفیق ملی ہے۔ اس کے علاوہ سیرالیون، گیمبیا اور غانا کو بھی اس سال غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ غانا کا ملک خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سال جھنجھوڑا گیا ہے۔ اس سال پہلی بار غانا نے ایک لاکھ بیعتوں کا ہدف کراس کر لیا ہے۔"

قادیانیوں کی رفتار کار کے حوالے سے 93، 94 اور 95 کا خاکہ کچھ اس طرح بنا ہے۔

	1993	1994	1995	ٹوٹل
ملک کی تعداد جہاں احمدیت Established ہو چکی ہے	135	7	6	148
احمدیہ بیت الذکر (ماسوائے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا)	2646	2251	981	5878
احمدیہ تبلیغی مراکز (ماسوائے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا) (سینٹرل و لوکل)	463			822
احمدیہ مبلغین (ماسوائے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا)	744			811
جماعت ہائے احمدیہ (ماسوائے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا)	4576	1551	2259	8386
تراجم قرآن	50	2		52-27 زبانوں میں میں کام ہو رہا ہے
ہسپتال	28		2	30 دو ممالک ں منصوبہ زیر غور ہے
ہائر سیکنڈری سکول	35		4	39

جونیئر سیکنڈری سکول	44		44	
پرائمری سکول	219		1	220
نرسری سکول	58			58
اخبارات و رسائل				
واقفین نو اس تحریک کے تحت احمدی والدین نے اپنے امام مرزا طاہر احمد کے کہنے پر اپنے بچوں کو دوسری صدی میں خدمت کیلئے وقف کریا	79		6	85
پریس	6			6
	عالمی بیعت کے پندرہ قوموں 2 لاکھ 4 ہزار 3 سو تہتر افراد نے بیعت کی	84 ممالک 15 قوموں کے 4 لاکھ 18 ہزار 200 لوگوں نے بیعت کی	96 ممالک کی 162 قوموں کے تہتر لاکھ 45 ہزار 29 افراد	کا 96 ممالک

یورپ کے ملک البانیہ میں صرف ایک سال میں
45 ہزار یورپین نے بیعت کی
فرنچ بولنے ممالک نے ایک سال میں 3 لاکھ 88 ہزار 933 لوگ شامل ہوئے۔ ان میں سے ایوری کوسٹ سرفہرست تھے۔ جہاں دو لاکھ کے قریب بیعتیں ہوئیں۔ اس طرح قادیانیوں کی ٹوٹل تعداد دنیا بھر کے دو کروڑ کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے۔

Marfat.com

قادیانی جماعت کا نظام

قادیانیوں کی رفتار کار کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نظام جماعت سے آگاہی حاصل کی جائے۔ چنانچہ قادیانیوں کی تنظیم سے متعلق مختصر تعارف ہم انہی کے ایک کتابچے سے لے کر ان کے اپنے الفاظ میں پیش کر رہے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے کتب سابقہ' قرآن کریم اور سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام جاری فرمایا ہے جو خداوند کریم کے خاص فضل سے بڑی کامیابی کے ساتھ جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ جاری و ساری رہے گا۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔" (الوصیت)

جماعت احمدیہ کی تمام تر ترقیات اور اس کے استحکام کا راز نظام خلافت میں ہے آج دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی موجودگی خلافت ہی کے دم بدم سے ہے۔ اب اس مبارک نظام کے تحت جماعت احمدیہ کا یہ سلسلہ بڑھے گا۔ پھولے گا پھلے گا اور دنیا کی کوئی طاقت اس کے راستے میں روک نہیں بن سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام جماعت احمدیہ کو عشاق کی جماعت عطا فرمائی ہے۔

آپ خود اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔۔

احمدیوں کے امام سے بڑھ کر اس دنیا میں بھلا کون غنی ہوگا
سچے دل جس کی دولت ہیں اور اخلاص اس کا سرمایہ ہے

احباب جماعت کو اپنے پیارے امام کے ساتھ اپنی وابستگی کو پہلے سے مضبوط سے مضبوط تر کرنا چاہئے۔ امام وقت کے ساتھ ذہنی' فکری اور عملی ہم آہنگی بہت ضروری ہے اور اپنے عزیز و اقارب سے بڑھ کر پیار عقیدت کا اظہار ہونا چاہئے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے لیے بیٹے اور باپ سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

Marfat.com

آنحضورؐ نے اس سے پوچھا قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے اس نے کہا صرف آپؐ کی محبت، تب سرکار دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **المرء مع من احب** کہ آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ اس کی محبت ہو خلیفہ نبی کا نمائندہ ہوتا ہے اگر آپ محبت کو بڑھائیں تو خدا بھی آپ کے ساتھ محبت کو بڑھائے گا۔

آج مسلمانوں نے اس عظیم نعمت کو خیرباد کہہ دیا اور مختلف برائیوں کا شکار ہوگئے ہیں۔ مولانا سید ابوالحسن ندوی نے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔

"اس وقت عالم اسلام خلافت کے اس ضروری ادارے اور اس مبارک نظام سے محروم ہے جس کے قیام کے مسلمان مکلف بنائے گئے تھے اور جس سے محرومی کا جرمانہ وہ مختلف شکلوں میں ادا کررہے ہیں۔ (تعمیر حیات لکھنؤ انڈیا)

رسالہ جدوجہد لاہور لکھتا ہے کہ خلافت ہی ہے جو مسلمانوں کو متحد رکھ سکتی ہے مگر افسوس آج مسلمان اتحاد کے اس طریق کو بھی الوداع کر بیٹھے ہیں۔

مبارک ہو جماعت احمدیہ کو جن میں یہ مبارک نظام جاری ہے اور نظام خلافت کے تحت جماعت احمدیہ میں ایک بیت المال کا نظام جاری ہے جس میں اشاعت اور فلاح و بہبود کے لیے رقوم اکٹھی ہوتی ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

چندہ عام

الٰہی جماعتوں کی طرح جماعت احمدیہ میں بھی مالی قربانی کا نظام جاری ہے بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد نے اپنے دور میں ہی مالی قربانی کی تحریک کی جس کو چندہ عام کا نام دیا گیا۔ اس کی شرح اس وقت چندہ دینے والے کی صوابدید پر تھا مگر بعد میں سیدنا المصلح الموعود (قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ) نے اس کی شرح 1/16 مقرر فرمائی جو ہر کمانے والے پر واجب ہے۔

چندہ وصیت

1905ء میں جب حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے وفات کے قریب آنے کی خبر دی تو آپ نے ایک رسالہ الوصیت تحریر فرمایا۔ جس میں آپ نے بہشتی مقبرہ (قبرستان) کے لیے اپنا قطع زمین وقف فرمایا اور مزید ضروریات کے لیے کچھ رقم کا

Marfat.com

مطالبہ بھی کیا اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ اسی رسالہ میں فرماتے ہیں۔

"اس لیے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لیے تجویز کی اوز میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لیے ہوگئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا رب العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا! اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لیے ہوچکے ہیں اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یارب العالمین۔

پھر تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور و رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں اور تیرے لیے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کرچکے ہیں جن سے تو راضی ہو اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ اور وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا رب العالمین۔"

اللہ تعالیٰ نے الہاما" اس مقبرہ کے بارے میں فرمایا۔

انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور اس میں دفن ہونے والے کے لیے شرائط کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو۔"

پھر فرماتے ہیں۔

"یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لیے ممکن

ہے پابند احکام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔"

انہی شرائط کی وجہ سے مخالف حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ احمدیوں نے ربوہ میں جنت اور دوزخ بنا رکھی ہے۔

ان شرائط مندرجہ میں ایک شرط یہ ہے کہ وہ 1/10 سے 1/3 تک اپنی آمدنی کا اور جائیداد سے احمدیت کے لیے ادا کرے جسے چندہ وصیت کہتے ہیں اور چندہ ادا کرنے والے مرد کو موصی اور عورت کو موصیہ کہا جاتا ہے جو شخص یہ چندہ ادا کرے اس پر چندہ عام لازم نہیں۔

چندہ جلسہ سالانہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے 1891ء میں خدا تعالیٰ سے اذن پاکر جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی۔ گو بعض غاصبوں نے پاکستان میں اس مذہبی اور خالصتہ مذہبی اجتماع پر پابندی لگا کر ہماری مذہبی آزادی پر ڈاکہ مارنے کی کوشش کی ہے اور 1983ء میں تین لاکھ کے اجتماع سے گھبرا گئی مگر خدا تعالیٰ نے کئی 3 لاکھ کے اجتماعات کرانے کا ذمہ اس طرح اٹھا لیا کہ اب ڈش انٹینا کے ذریعہ ہر جمعہ کو حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبات ساری دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں اس کے علاوہ اب یہ جلسہ سالانہ تقریباً 70 سے زائد ممالک میں ہر سال منعقد ہوتا ہے اس کے لیے چندہ کی اپیل خود بانی جماعت احمدیہ نے فرمائی۔ جو اب تک جاری ہے۔ جس کی شرح ماہانہ آمدن کا دسواں حصہ سال بھر میں ادا کرنا ہے۔

چندہ تحریک جدید

1934ء میں اس کی بنیاد جماعت کے دوسرے خلیفہ نے رکھی تھی۔ اس کے ذریعہ تمام دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کے نام کو بلند کرنا مقصود ہے۔ آج جماعت احمدیہ اسی مبارک تحریک کے تحت 148 ملکوں میں پھیل چکی ہے ہر احمدی کا اس تحریک میں چندہ ادا کرنا ضروری ہے جو کم سے کم 24 روپے سالانہ ہے۔ معیاری چندہ کے

Marfat.com

لیے تنخواہ کا پانچواں حصہ سال میں ادا کرنا ہوتا ہے چندہ دہندگان کے اعتبار سے اس تحریک کو چار دفاتر میں تقسیم کیا گیا ہے دفتر چہارم کا آغاز موجودہ امام حضرت خلیفہ المسیح الرابع نے 1985ء میں کیا۔ اس میں خصوصی چندہ دینے والوں کو معاونین خصوصی کہا جاتا ہے جو درج ذیل ہے۔

معاونین خصوصی صف اول 1000 روپے معاونین خصوصی صف دوم 500 روپے

چندہ وقف جدید

سیدنا حضرت مصلح موعود (قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ) نے 1957ء میں ہندوؤں کو عیسائی یلغار سے بچا کر دین حق میں لانے کے لیے اس تحریک کا اعلان فرمایا۔ 1975ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ (جو اس مبارک تحریک کے پہلے ممبر ہوئے تھے) نے اس تحریک کو ساری دنیا کے لیے وسیع کردیا۔ اس تحریک کا ایک اہم شعبہ دفتر اطفال ہے۔ جس میں جماعت احمدیہ کے بچے اور بچیاں چندہ ادا کرتے ہیں جو کم از کم 12 روپے سالانہ ہے اور یک صد روپیہ خصوصی چندہ ادا کرنے والا بچہ ننھا مجاہد کہلاتا ہے جبکہ 15 سال سے بڑے افراد کم سے کم شرح 24 روپے ادا کرتے ہیں اور 1000 اور 500 ادا کرنے والے مجاہد اول اور مجاہد صف دوم کہلاتے ہیں۔

تزکیہ اموال زکوٰۃ

تزکیہ اموال بھی انفاق فی سبیل اللہ کی ایک قسم ہے جو ہر اس مسلمان پر فرض ہے جو تزکیہ اموال کے نصاب کے تحت آتا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاتا سکتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن قرار دیا ہے۔ تزکیہ اموال سے مال میں برکت پڑتی ہے اس کو بڑھاتی ہے اور آفات سے بچاتی ہے مرزا بشیرالدین محمود دوسرے خلیفہ فرماتے ہیں۔

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف قرآن کریم میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بے شک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر (تزکیہ اموال) ادا کرو۔۔۔۔۔ اگر کوئی شخص باقاعدگی سے (تزکیہ اموال) ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا کو دین کی خاطر کماتا ہے لیکن اگر کوئی

Marfat.com

شخص (تزکیہ اموال) نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کماتا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں۔"
(تفسیر کبیر)

چندہ الگ ہے اور تزکیہ اموال الگ

حضرت خلیفہ ثانی فرماتے ہیں۔
"تیسری چیز چندہ ہے جو دین کے جہاد کے لیے ہوتا ہے یہ جہاد خواہ تلوار سے ہو یا قلم اور کتب سے یہ بھی ضروری ہے کیونکہ (تزکیہ اموال) اور صدقہ تو غرباء کو دیا جاتا ہے اس سے کتابیں نہیں چھاپی جاسکتیں اور نہ وہ مبلغوں کو دیا جاسکتا ہے۔"
(ملائکۃ اللہ)

تزکیہ اموال کا نصاب ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کے برابر نقدی اور زیور ہے اور اس کا چالیسواں حصہ ادا کرنا ہوتا ہے اور ایک سال تک پڑی رقم پر ادائیگی فرض ہے اس زیور پر بھی اس کا نصاب لاگو ہوگا جو ایک سال تک پہنا نہ جائے یا تزکیہ اموال کے ڈر سے ایک دفعہ پہنے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتوں کو جو آپؐ کی خدمت میں کڑوں کے ساتھ حاضر ہوئیں وعید کرتے ہوئے فرمایا اگر زکوۃ ادا نہ کی تو خدا قیامت کے دن اس کے مقابل پر آگ کے کڑے پہنائے گا
(ترمذی)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔
ہر ایک جو (تزکیہ اموال) کے لائق ہے وہ (تزکیہ اموال) ادا کرے۔ (کشتی نوح)

ذیلی تنظیمیں

سیدنا حضرت بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی نے تربیتی نقطہ نظر سے احباب و خواتین جماعت کو مختلف ذیلی تنظیموں میں تقسیم فرمایا۔ ان تنظیموں کے بارے میں یہ بات نوٹ فرمانے کے قابل ہے کہ یہ خالصۃ مذہبی اور دینی تنظیمیں ہیں جن کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں یہ تنظیمیں مختلف ادوار سے متعلقہ احباب و خواتین

Marfat.com

کی تعلیم و تربیت کی ذمہ دار ہیں اور ان کی اخلاقی، دینی، روحانی، ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتی رہتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا اپنی عمر کے اعتبار سے ان تنظیموں سے منسلک رہنا ضروری ہے۔ یہاں یہ امر بھی بیان کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ یہ تمام تنظیمیں مل کر جماعت کی ایک جنرل باڈی بنتی ہے اور یہ تنظیمیں ہر سطح پر جماعت کے نظام کے تابع کام کرتی ہیں۔

لجنہ اماء اللہ

یہ احمدی مستورات کی روحانی تنظیم ہے اس کا قیام 1922ء میں عمل میں لایا گیا ہر پندرہ سال سے اوپر کی احمدی خاتون اس کی ممبر ہے آٹھ سے پندرہ سال کی احمدی لڑکیاں ناصرات الاحمدیہ کی ممبر ہوں گی جو لجنہ اماء اللہ تنظیم ہی کی ایک شاخ ہے۔ جہاں تین ممبرات موجود ہیں وہاں یہ تنظیم قائم کی جاتی ہے۔ اپنی اپنی جگہوں پر ممبرات مختلف دینی روحانی شعبوں مثلاً" خدمت خلق، اصلاح و ارشاد تعلیم و تربیت کے تحت کام کرتی ہیں۔

اس تنظیم کا اپنا چندہ "چندہ ممبری" کہلاتا ہے جو کم سے کم ایک روپیہ ماہانہ ہے۔ کمانے والی یا جائیداد رکھنے والی لجنات ایک روپیہ چندہ دیتی ہیں۔ جبکہ ناصرات کم از کم ایک روپیہ ماہوار چندہ ادا کرتی ہیں۔

مجلس انصاراللہ

یہ احمدی بزرگوں کی تنظیم ہے۔ 40 سال سے اوپر تمام مرد حضرات اس تنظیم کے ممبر ہیں۔

حضرت مصلح موعود (قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ) نے اس کی بنیاد رکھی اس تنظیم کے ممبر ناصر کہلاتے ہیں۔ اس تنظیم کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ 40 سال سے 52 سال تک کے انصار صف دوم اور 52 سال سے اوپر کے انصار صف اول میں شامل ہیں۔

اس میں بھی مالی نظام جاری ہے۔ اور ہر ناصر ہر سو روپیہ پر ایک روپیہ چندہ ادا کرتا ہے۔

Marfat.com

مجلس خدام الاحمدیہ

یہ احمدی نوجوانوں کی روحانی تنظیم ہے۔ جس کا قیام 1938ء کے اوائل میں عمل میں لایا گیا اس تنظیم میں پندرہ سے چالیس سال تک عمر کے ہر مبائع کا شامل ہونا لازمی ہے اس تنظیم کا ہر رکن خادم کہلاتا ہے اس تنظیم کا ماٹو یہ ہے "قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔" مجلس خدام الاحمدیہ کی زیر نگرانی سات سے پندرہ سال تک کی عمر کے احمدی بچوں کی ایک الگ تنظیم مجلس اطفال الاحمدیہ کے نام سے قائم ہے جس کا ہر رکن طفل کہلاتا ہے۔

نوجوانوں کی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے ان کے بھی کئی ایک شعبے ہیں جن میں تعلیم و تربیت' اصلاح و ارشاد' خدمت خلق' وقار عمل وغیرہ شامل ہیں۔

ہر خادم جو برسرروزگار ہے سو روپیہ پر ایک روپیہ چندہ ادا کرتا ہے جبکہ طلبہ سے 50 پیسے ماہوار چندہ مجلس وصول کیا جاتا ہے۔

مجلس اطفال الاحمدیہ اپنا چندہ الگ جمع کرتی ہے جس کی شرح ایک روپیہ ماہوار ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات ______ قادیانیت کا سیلاب

۱۔ مذہب کا سرطان صفحہ 162

Marfat.com

8- قادیانیت اور ہماری حکمت عملی

قادیانیت' وطن عزیز میں سب سے زیادہ حساس موضوع ہے کہ جس پر لب کھولنے یا قلم اٹھانے سے قبل ہزار بار سوچنا پڑتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ گزشتہ نصف صدی کے دوران پاکستان میں مختلف مکاتب فکر کے پیروکاروں کے رویے کچھ اس طرح سے پروان چڑھے ہیں کہ جن میں کسی دوسرے کے نقطہ نظر کو برداشت کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ سیاست میں انتہا پسندی تو تھی ہی لیکن مذہب کی انتہا پسندی نے سیاسی انتہا پسندی کو مات کردیا ہے اور آج حالات اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ عقل کی بات کرنا اور دلائل سے کسی کو سمجھانا ناممکن کی حد تک مشکل ہوچکا ہے خصوصاً" لفظ قادیانی ایک ایسے اندھے کنوئیں کی حیثیت اختیار کرچکا ہے جس کے قریب سے گزرنے کی بھی جرات کوئی نہیں کرتا۔ مختلف مذہبی جماعتوں کے رہنما "صحراء" میں قادیانیت کے خلاف فتح کے پرچم لہراتے پھر رہے ہیں اور اپنے تئیں سمجھتے ہیں کہ ہم نے قادیانیت کے فتنے کو قریب قریب ختم کردیا ہے۔

اخبارات میں بیانات اور جلسوں میں تقریروں کے حد تک جیسا کہ ہمارے علماء کرام بیان فرماتے ہیں فتنہ قادیانیت واقعتا" ختم ہوچکا ہے اور قادیانیوں کو پاکستان مین پر مارنے کی بھی ہمت نہیں------ لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر آنے والا دن قادیانیت کو مزید عروج کی طرف لے کر جارہا ہے اور قادیانیوں کا حلقہ اثر روزبروز پھیلتا جارہا ہے۔ اس سلسلے میں مزید افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ہمارے مذہبی طبقے کا رویہ قادیانیت کے بارے میں منفی ہے۔ گزشتہ نصف صدی کے اس منفی رویے کا نتیجہ آج دنیا کے سامنے اس طرح آموجود ہوا ہے کہ گزشتہ تین سال کے دوران ہی لاکھوں افراد نے قادیانیت قبول کی ہے اس کی تفصیل آپ گزشتہ باب میں

Marfat.com

پڑھ چکے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گزشتہ ایک صدی پر پھیلی ہوئی قادیانیت کو ختم کرنے کی کوششوں کا جائزہ لیا جانا چاہئے یا نہیں۔ ایک سو سال بعد اپنی حکمت عملی کا ازسرنو جائزہ لینا چاہئے یا نہیں ــــــ قادیانیت ختم کرنے کی ہماری کوشش کامیاب رہیں یا قادیانی اپنے مذہب کی تبلیغ میں زیادہ کامیاب رہے۔ ان سوالوں کے جواب تلاش کرنا بالکل مشکل نہیں۔ صورتحال بالکل واضح ہے کہ قادیانی سینکڑوں سے ہزاروں ہوگئے' پھر ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی اور اب دنیا بھر میں قادیانیوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ تک جا پہنچی ہے۔ آیئے اپنی حکمت عملی اور قادیانیوں کی تبلیغ کے طریقہ کار کا جائزہ لیں اور اپنی پالیسی کی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے قادیانیت کے خاتمہ کے لئے نئی حکمت عملی اختیار کریں۔

حکمت عملی کی اہمیت

منزل اور مقصد کا تعین کرنے کے علاوہ اسے حاصل کرنے کے لئے اختیار کردہ طریقہ کار بھی بڑی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ عین ممکن ہے کہ کوئی فرد اپنی منزل کا تو صحیح تعین کرلے لیکن اس کے پہنچنے کے لئے اس کا طریقہ کار صحیح نہ ہو ایسی صورت میں وہ اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا اور ناکامی اس کا مقدر بنے گی اس حوالے سے تاریخ میں ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں کہ جب انفرادی طور پر بعض افراد نے اور اجتماعی طور پر بعض جماعتوں یا قوموں نے محض غلط حکمت عملی اختیار کرنے کی وجہ سے شکست کھائی اپنی قوت و طاقت کا انداز کرکے منزل تک پہنچنے کے لئے صحیح راستے کا انتخاب بہت ضروری ہے۔ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ 1975ء میں مسلمان قوم کے رہنماؤں نے غلط اندازوں پر اختیار کی گئی غلط حکمت عملی کی وجہ سے انگریز کے مقابلے میں نہ صرف شکست کھائی بلکہ اس کا بہت زیادہ نقصان بھی اٹھایا۔ اس کے بعد ہماری قریبی تاریخ میں خاکسار تحریک اور جماعت اسلامی کو محض غلط حکمت عملی اختیار کرنے کی وجہ سے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ خاکسار تحریک کا جو حشر ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ رہی جماعت اسلامی تو ابتداء میں صحیح طریقہ کار اختیار کرنے کے

Marfat.com

باعث اس کی بنیادیں تو مضبوط ہو گئیں لیکن حکمت عملی کو تبدیل کرتے ہوئے جب جماعت کی قیادت نے انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تو وہ ختم ہو کر رہ گئی اور گزشتہ نصف صدی کے غلط حکمت عملی کا نتیجہ یہ ہے جماعت اسلامی اپنی افادیت تقریباً" کھو چکی ہے جس مقصد کے لئے اسے بنایا گیا تھا وہ اس سے بہت دور ہو چکی ہے۔

قادیانیت کے پھیلاؤ کے معاملے میں جہاں قادیانیوں کی حکمت عملی کو خاصا عمل دخل حاصل ہے وہاں اس کے مخالفین کی غلط حکمت عملی کا کردار بھی کچھ کم نہیں۔ آئیں دیکھتے ہیں کہ قادیانیوں نے کیا طریقہ کار اختیار کیا۔

قادیانی طریقہ کار

قادیانیت کے بانی اور اس کے بعد کے قادیانی رہنماؤں نے ہمیشہ ہر موقع پر ٹکراؤ کی پالیسی اختیار کرنے سے گریز کرتے ہوئے اپنے کام یعنی دعوت و تبلیغ پر توجہ دی ہے حکمت عملی کے حوالے سے یہی بات بنیادی نقطہ ہے جس پر قادیانیت کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کے بعد ہمیں جو چیز قادیانی تحریک میں نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ قادیانی رہنماؤں نے حالات کے جبر سے مجبور ہو کر "شارٹ کٹ" نہیں اپنایا بلکہ وہ اذہان کی تبدیلی کے لئے ہی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔

قادیانیت کی ابتداء میں ہندوستان انگریزی حکومت کے تابع تھا اس وقت مسلمانوں کی دوسری تحریکوں نے انگریز حکمرانوں کے خلاف ٹکراؤ کی پالیسی اختیار کی تھی" وہ اس حوالے سے پیدا ہونے والے مسائل میں الجھ کر اپنی توانائیاں ضائع کرتے رہے اس عرصہ میں ایک سرسید احمد خان نظر آتے ہیں جنہوں نے حالات و واقعات کا تجزیہ کر کے انگریز سے مصالحت کی پالیسی اختیار کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں اپنے مقصد میں خاصی کامیابی حاصل ہوئی بانی قادیانیت مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اول روز سے ہی تشدد ٹکراؤ اور جذباتی نعروں سے گریز کیا اور صبح و شام اپنے افکار و نظریات کی تبلیغ میں جتے رہے مرزا غلام احمد کی وفات کے بعد قادیانیوں کے خلیفہ اول' دوم بھی اس پالیسی پر گامزن رہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قیام پاکستان سے قبل ہی قادیانی تحریک اس قابل ہو چکی تھی کہ اس نے اپنے مبلغین کو دوسرے ممالک میں بھیجنا شروع کر دیا۔ فتاوی تکفیر سے بے نیاز قادیانی تحریک کے رہنماؤں نے اپنی

Marfat.com

تنظیم سازی پر توجہ دی' قادیانیت قبول کرنے والوں کی تعمیت کی اور اس مقصد کے لئے ادارے قائم کئے۔ رسائل و جرائد کا آغاز کیا۔ قرآن پاک کے تراجم کا کام شروع کیا۔ اپنے لٹریچر کو دوسری زبانوں میں منتقل کرکے اپنی تبلیغ کے دائرہ اثر کو بڑھایا۔ قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیرالدین محمود احمد جو ایک طویل مدت (اکیاون برس) تک خلافت کے عہدے پر فائز رہے نے اپنے دور میں بے پناہ کام کیا۔ انہوں نے قادیانی تحریک کے اندر کئی ذیلی تنظیمیں قائم کیں۔ اور قادیانیت کو ایک مضبوط تنظیمی ڈھانچہ فراہم کیا۔ یہ سب کچھ صرف اسی لئے ہی ممکن ہوسکا کہ قادیانی قیادت نے کسی بھی موقع پر اپنی توجہ تشدد کی طرف مائل نہیں ہونے دی۔ قادیانی قیادت نے بانی جماعت اسلامی مولانا مودودی کی طرح اپنے قوت کا غلط اندازہ کرکے حکمت عملی تبدیل نہیں کی۔ مشکل ترین حالات میں بھی قادیانی تحریک کے رہنماؤں نے اپنے پیروکاروں کو ہمارے علمائے کرام کی طرح غلط راستے پر نہیں ڈالا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ وہ اپنے غلبے کے لئے جلد بازی کا شکار نہیں ہوئے اور نہ ہی اس جلدبازی کا سایہ انہوں نے اپنے پیروکاروں پر پڑنے دیا ہے۔ چنانچہ مرزا بشیرالدین محمود احمد لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ زمانہ جلد آئے گا جب دنیا میں چاروں طرف احمدیت ہی احمدیت ہوگی۔ بے شک وہ زمانہ بظاہر دور نظر آتا ہے لیکن کئی کام ہوتے ہیں جو انسان کی نظر میں تو عجیب ہوتے ہیں لیکن اللہ کی نظر میں عجیب نہیں ہوتے۔'' (۱)

مزید کہتے ہیں۔

''اپنے ہاتھوں میں اسلام کے جھنڈے لے کر باہر نکل جاؤ اور جس طرح پہلے زمانہ میں مسلمانوں نے اسلام کے جھنڈے دنیا کے ہر کونہ میں لہرا دیئے تھے اس طرح تم بھی اسلام کے جھنڈے تمام دنیا میں لہرا دو۔'' (۲)

قادیانیوں کے موجودہ امام مرزا طاہر احمد نے بھی اپنے پیروکاروں کو یہ نہیں کہا کہ چند سال کے اندر اندر انہیں غلبہ حاصل ہونے والا ہے بلکہ ایک اور انداز میں اپنے پیروکاروں کو یہ نصیحت کی۔

''امن قائم کرنے والا اقتدار حاصل کرنے کا انتظار نہیں کرتا۔ آج ہم اپنی کوشش کرکے دنیا میں قیام امن کے لئے کام کررہے ہیں مجھے خوف ہے کہ اقتدار ملنے

کے بعد شاید ہم اس خصوصیت کے حامل نہ رہ سکیں گے۔ تاہم بانی سلسلہ احمدیہ نے ایک ہزار سال تک جماعت احمدیہ کے امن کے دور کے خبر دی ہے۔ اس کے بعد حالات بدلیں گے اور ساری دنیا کرپٹ ہو جائے گی۔ تب شاید وہ وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ ساری دنیا کی صف لپیٹ دے گا۔ میرا یقین ہے کہ آئندہ سو سال کے اندر اندر احمدیت دنیا بھر میں پھیل چکی ہوگی۔" (۳)

(الفضل 6 اپریل 94ء)

قادیانی قیادت نے تمام تر مشکلات کے باوجود اپنے لوگوں کے باوجود اپنے لوگوں کو جذباتی تقریریں کر کے مشتعل نہیں کیا بلکہ کچھ دوسری طرح کی نصیحتیں ہی کرتے رہے۔ چنانچہ 3 اگست 90ء خطبہ جمعہ کے اختتام پر مرزا طاہر احمد کہتے ہیں۔

"جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے میری نصیحت یہ ہے کہ خواہ وہ آپ کو اپنا بھائی شمار کریں یا نہ کریں آپ امت محمدیہ ﷺ کی مدد کرتے چلے جائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اس تعلیم کو کبھی فراموش نہ کریں کہ

اے میرے دل تو ہمیشہ اس بات کا دھیان رکھنا' ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ تیرے دشمن یعنی مسلمانوں میں سے جو تیری دشمنی کر رہے ہیں' آخر تیرے محبوب رسول ﷺ کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں پس تو اس محبوب رسول ﷺ کی محبت کی خاطر ہمیشہ اس سے بھلائی کا سلوک کرتا چلا جا خدا تعالیٰ نے ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

17 گست 90ء کے خطبہ جمعہ میں مرزا طاہر احمد نے کہا

"اگر ان عاجزانہ' غریبانہ نصیحتوں پر عمل کریں گے تو بلاشبہ کامیاب اور کامران ہوں گے۔ دنیا میں بھی کامران ہوں گے اور آخرت میں بھی سرفراز ہوں گے لیکن اگر خدانخواستہ انہوں نے اپنے عارضی مفادات کی غلامی میں اسلامی کے مفادات کو پرے پھینک دیا اور اسلامی تعلیم کی پروا نہ کی تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ان کو دنیا اور خدا کے غضب سے بچا نہ سکے گی۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کی طرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرے اور ہمارے دل کو فرحت نصیب فرمائے اور ہماری تمام بے قراریاں اور کروب دور فرمائے جن میں آج مجھے یقین ہے کہ ہر احمد کا دل مبتلا ہے۔"

24 اگست کے خطبہ جمعہ میں مرزا طاہر احمد نے کہا

Marfat.com

"قرآن کریم جب تقویٰ پر زور دیتا ہے تو ایسے تقویٰ پر زور دیتا ہے جس سے فراست پیدا ہوتی ہے جس سے مومن خدا کے نور سے دیکھنے لگتا ہے اور عقل کل اور تقویٰ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں ہر چالاکی جو تقویٰ سے عاری ہوگی۔ وہ لازماً ناکامی پر منتج ہوگی اسے چالاکی کہہ سکتے ہیں عقل کل نہیں کہہ سکتے پس آج دنیا خواہ مشرق کی ہو یا مغرب کی عقل کل سے عاری ہے کیونکہ وہ تقویٰ سے عاری ہے اور تقویٰ کی امین اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت' اے مسیح موعود کی جماعت تمہیں بنایا گیا ہے۔ پس اس امانت کا حق ادا کرو اور جب تک تم اس امانت کے امین بنے رہو گے خدا تمہیں غلبہ عطا فرمائے گا اور ناممکن کو تم ممکنات بنا کر دکھاتے چلے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

حکمت عملی کے حوالے سے ہی مرزا طاہر احمد کا 9 نومبر 90ء کا خطبہ جمعہ کا اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔

"گزند پہنچیں گے' تکلیفیں پہنچیں گی' قرآن فرماتا ہے کہ ایسا ہوگا روحانی اور جذباتی طور پر تم کئی قسم کی اذیتیں پاؤ گے لیکن اگر تم ثابت قدم رہو اور اگر محمدؐ کے اس جواب پر ہمیشہ پوری وفا اور توکل کے ساتھ چمٹے رہو کہ اے اللہ تلوار اٹھانے والے دشمن جس طرح کل میرے خدا نے خدا والوں کو تیری تلوار سے نجات بخشی تھی اور اپنی حفاظت میں رکھا تھا آج بھی وہی زندہ خدا ہے اس کی جبروت کی قسم کھا کر ہم کہتے ہیں کہ وہی خدا آج بھی ہمیں تمہارے ظلم و ستم سے بچائے گا پس اگر آپ کو ان دعاوی سے تکلیف ہے تو مجھے احمدیوں کے اس ردعمل سے تکلیف پہنچی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ نعوذباللہ من ذالک یہ تلوار اب ان ہاتھوں میں آئی کہ جو ضرور احمدیت کا سرکاٹ کے رہیں گے۔ خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا ہمیشہ ان ظالموں کی مخالفت نے احمدیت کی ترقی کے سامان پیدا کئے ہیں نئے راستے کھولے ہیں کہ ہر لمحہ اس کی چھاتی پر سانپ لوٹتے رہے مگر احمدیت کی ترقی کو وہ دنیا میں روک نہیں سکا۔ اور آخر انتہائی ذلت کے ساتھ نامراد اور ناکام اس دنیا سے رخصت ہوا پس تلواروں کے بدلنے سے تمہارے ایمان کیسے بدل سکتے ہیں اپنے ایمانوں کی حفاظت کرو اور ثابت قدمی دکھاؤ اور اللہ پر توکل رکھو اور یقین کرو کہ وہ خدا جس نے یہ وعدہ کیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے وہ خدا اور اس کے رسول ضرور

Marfat.com

غالب رہیں گے۔ ضرور غالب رہیں گے اور ضرور غالب رہیں گے۔"

یہ ہے قادیانیوں کی حکمت عملی اور ان کے کام کا طریقہ کار جس کی مثالیں ہم سب اپنے گردوپیش سے ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ پاکستان بھر میں یہ بات بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ جب کہیں کسی قادیانی کو قتل یا اس پر تشدد کیا جاتا ہے تو اس کی طرف سے ایف آئی آر تک درج نہیں کروائی جاتی جب کسی جگہ قادیانیوں کے کسی کام میں رکاوٹ پیدا کی جاتی ہے تو وہ فوراً" ازخود ہی اس کام کو چھوڑ کر کسی دوسری طرف چل نکلتے ہیں لیکن اپنی توانائیاں ضائع نہیں کرتے اس کے مقابلے میں ان کی تمام تر توجہ اپنی تبلیغ پر مرکوز ہے۔ قادیانی مبلغین تو خیر 24 گھنٹے ہی اس کام میں صرف کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں لیکن عام قادیانی بھی اس معاملے میں سستی نہیں برتتے۔ چندہ دینے کا معاملہ ہو یا کوئی اور تنظیمی کام ہر قادیانی ہر لمحہ اس کے لئے تیار ہے۔ یہی پرجوش لوگ' یہی طاقتور لوگ جب ایسے حالات دیکھتے ہیں جہاں ٹکراؤ کا خدشہ ہو تو اس سے گریز کرکے اپنی طاقت کو محفوظ کرلیتے ہیں اور اس طاقت کو دوسری طرف صرف کرکے اس کا پھل کھاتے اور خوش ہوتے ہیں۔

ہمارا طرز عمل

قادیانیوں کے اس طریقہ کار کے مقابلے میں ہمارا طرز عمل بالکل مختلف رہا ہے مختلف ہونے میں تو شاید کوئی مضائقہ نہ ہوتا لیکن مسئلہ یہ بنا کہ ہم نے اپنے اس طرز عمل کو کسی ٹھوس بنیاد پر کھڑا نہ کیا بلکہ ہر دور میں ہماری قیادت نے محض وقتی اور سطحی طریق سے مسئلہ قادیانیت کو حل کرنے کی کوشش کی۔

قادیانیت کے آغاز میں مرزا غلام احمد قادیانی کے وقت متعدد علماء کرام نے اس مسئلہ سے صرف نظر کیا۔ اس حد تک کہ بیشتر علماء نے قادیانی مسئلہ پر اظہار خیال تک بھی زحمت گوارا نہیں کی۔ اس کے علاوہ علماء کے ایک محدود طبقہ نے مرزا غلام احمد کے خلاف کفر کے فتوے حاصل کئے اور جلسہ جلوس کی حد تک مرزا غلام احمد کو اتنا تنگ کیا کہ اکثر و بیشتر میدان سے بھاگ گئے۔ غلطی یہ ہوئی کہ ان علماء نے ان وقتی کامیابیوں کو مستقل سمجھ کر دلائل کے میدان میں قادیانیت کا کوئی توڑ نہیں کیا۔ انہی صفحات میں "قادیانی کشمکش" کے باب میں آپ یہ حالات ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ

Marfat.com

مرزا غلام احمد بعض علماء کے مقابلے میں آنے سے گریز کرتے رہے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی مثالیں اس سلسلے میں پیش کی جاسکتی ہیں اس سے بعد کے دور میں قادیانی قیادت کی اپنی تنظیم سازی دلائل کی تلاش اور نظریات کے فروغ کے لئے کوشاں رہی لیکن ہماری قیادت جو اب مجلس احرار کی شکل میں سامنے آچکی تھی نے قادیانیت کے جواب صرف جلسہ ہائے عام میں ہی دینا ضروری سمجھا اس سلسلے میں اگر کسی نے قادیانیت پر کام کیا بھی تو وہ اس قدر کم تھا قادیانیوں کے کام کے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت نہ رہی۔ ہم اپنی قیادت کے کام کے طریقہ کار کا اندازہ لگانے کے لئے طوالت سے بچنے کی خاطر صرف ایک ہی مثال سے اکتفا کرتے ہیں۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری فرماتے ہیں۔

"مرزا کے جانشین مویسو محمود سے کہو کہ فیصلہ آج ہی ہو جاتا ہے تم اپنے باپ کی خانہ ساز نبوت لے کر آؤ میں نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا علم لہراتا ہوا آؤں گا تم اپنے ابا کی عبادت کے مطابق یا قوتیاں کھاؤ اور پلومر کی ٹانک وائن پی کر آؤ میں اپنے نانا کی سنت کے مطابق جو کے ستو کھاکر آؤں گا تم جریدہ ہزہنال پہن کر آؤ میں اپنے نانا کے مطابق موٹا چھوٹا پہن کر آؤں گا

ہمیں میدان ہمیں چوگاں ہمیں گو

آؤ اور اپنے باپ کو صحیح العقل انسان تو ثابت کرو دکھاؤ۔ مناظرہ میرا تمہارا اس بات پر ہے اور یہ فیصلہ مناظر ہوگا میں ملت اسلامیہ کا نمائندہ ہوں تم میدان میں اترو لکھنؤ، دہلی یا تمہارے مرقد قادیان میں کہیں بھی جہاں تم چاہو۔

نبوت کے ڈاکو! تم میں اتنی ہمت کہاں کہ تم بخاری کے مقابلہ میں آؤ ہمارے مقابلے میں جو بھی آیا ہم نے اسے پچھاڑا ہے تم انگریز کے ذلہ خوار ہو اور میں ابن حیدر کرارؓ حیدرؓ نے یہودیوں کے مرکز خیبر کو اکھاڑا اور میں مرزائیت کے مرکز تمہارے قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔"

خطابت کے لحاظ سے یہ بہترین اور مسحور کردینے والی تقریر ہے۔ اس طرز کی تقریر کرنے والا شخص یقیناً کسی بھی ہجوم کو مشتعل کرکے کسی بھی طرف چڑھائی کرسکتا ہے لیکن اگر چڑھائی کرنے سے نظریات کو دبایا جاسکتا ہوتا تو کفار مکہ اسلامی نظریات کو کبھی بھی اٹھنے نہ دیتے روس میں کبھی بھی کیمونسٹ انقلاب برپا نہ ہوتا اور شاہ ایران

Marfat.com

کسی صورت میں امام خمینی کو برداشت نہ کرتے۔ ہمارے امیر شریعت جلسہ عام میں مسحور کن تقاریر کرکے داد و تحسین وصول کرتے رہے لیکن "موسیو محمود" اپنے نظریات کو پھیلانے کی طرف متوجہ رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا بشیر الدین محمود کے دور میں قادیانیت کا پھیلاؤ بہت زیادہ ہوا انہوں نے اپنی جماعت کو مضبوط تنظیمی بنیادیں فراہم کیں چنانچہ آج مجلس احرار کا کہیں وجود نہیں ہے جبکہ جماعت احمدیہ پہلے سے زیادہ طاقتور شکل میں دنیا کے سامنے موجود ہے۔

ہمارے علماء کرام کی یہی سطحی پالیسی اس کے بعد بھی قائم رہی اور قائم ہے وہ قادیانیوں کے خلاف الزامات لگاتے رہے جلسے منعقد کرتے رہے اور جلوس نکالتے رہے اس سے آگے بڑھ کر وہ قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ کرتے رہے انہی حالات میں 53ء میں تحریک چل پڑی عدالتی کمیشن نے اس تحریک کو فسادات کا نام دیا اور عدالتی رپورٹ تمام کی تمام قادیانیوں کے حق میں گئی۔ ہمارے علماء کرام میں سے کسی نے بھی سرسید کے راستے پر چلتے ہوئے حالات کی نزاکت کو نہ سمجھا اور حکمت عملی تبدیل کرنے کے بارے میں آواز بلند نہ کی۔ وقت گزرتا چلا گیا قادیانیت کے خلاف نعرے لگتے رہے۔ اور آوازے بلند ہوتے رہے لیکن کسی نے بھی قادیانی لٹریچر کا جواب تیار کرنے کے لئے تحقیق نہ کی۔ ان کے دلائل کا توڑ نہ کیا——— شاید اس لئے کہ یہ مشکل کام تھا۔ یہ سلسلہ چلتے چلتے 74ء تک آپہنچا قادیانیوں کو کافر قرار دے کر 90 سالہ مسئلہ حل کرلیا گیا لیکن مسئلہ حل نہ ہوا پھر انہی علماء نے قادیانیوں سے شکوہ شروع کردیا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور تبلیغ کیوں کرتے ہیں اس کے بعد دوسرے مطالبات شروع ہوگئے جس کے نتیجے میں قادیانیوں پر مزید پابندیاں امتناع قادیانیت آرڈیننس کی شکل میں عائد کردی گئیں۔ لیکن مسئلہ حل نہ ہوا' قادیانیوں نے ان پابندیوں کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ نتیجتاً ان پر مقدمات بنتے رہے اور انہیں سزائیں ملتی رہیں۔ گزشتہ دس سال کے دوران 722 قادیانیوں کے خلاف کلمہ طیبہ پڑھنے یا بیج لگانے کے الزام میں مقدمات درج ہوئے۔ اذان دینے کے الزام میں 376 قادیانیوں پر مقدمات درج ہوئے اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے کے الزام 99 قادیانیوں کے خلاف مقدمات درج کرائے گئے۔ اسی طرح مختلف نوعیت کے الزامات کے تحت 501 قادیانیوں کے خلاف 100 مقدمات درج ہوئے 131 قادیانیوں

Marfat.com

پر توہین رسالت کا الزام عائد کیا یا۔ اس کے علاوہ 128 قادیانیوں کو ملازمت سے فارغ کیا گیا 50 قادیانیوں پر قاتلانہ حملے ہوئے 32 قادیانیوں کو قتل کیا گیا اس عرصہ کے دوران قادیانیوں کی 66 عبادت گاہوں سے کلمہ طیبہ ہٹایا گیا۔ 9 عبادت گاہوں کو مسمار کردیا گیا۔ 11 عبادت گاہوں کو سیل کردیا گیا 7 کو آگ لگائی گئی اور 13 عبادت گاہیں تعمیر کرنے سے روکا گیا۔

یہ پابندیاں اور مقدمات جو درحقیقت قادیانیت کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے کئے تھے قادیانیت کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے۔ اس صورتحال نے قادیانیت کے لئے مہمیز کا کام کیا اور وہ مزید پھیل گئی۔ قادیانی دنیابھر میں پھیل گئے۔ ان کی تبلیغی سرگرمیاں مزید تیز ہوگئیں یہ پابندیاں مسئلہ کو حل کرنے کے لئے عائد کی گئیں تھیں مسئلہ کو حل نہ کرسکیں مسئلہ قادیانیت جوں کا توں موجود ہے۔

اب کیا کیا جائے ---- یہ سوال یہ بہت بڑا سوال آج پھر ہمارے سامنے موجود ہے آیئے اس کا جواب ماضی سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تاریخ کا سبق

تاریخ عالم میں آج تک کوئی مثال ایسی نہیں ملتی کہ جب نظریات کو قوت کے زور پر دبا دیا گیا ہو۔ نظریات جو بھی ہوں۔ جیسے بھی ہوں ان کو طاقت کے ذریعے ختم نہیں کیا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں ایسا بھی ہوا کہ کوئی ایک محض نظریاتی پرچم لے کر اٹھا، تنہا، ایک فرد بھی اس کے ساتھ نہیں تھا دلائل کی قوت سے وہ لوگوں کو قائل کرتا گیا، لوگ ملتے گئے، قافلہ بنتا گیا، اسی بنیاد پر بڑی بڑی جماعتیں قائم ہوئیں۔ دنیا میں انقلابات برپا ہوئے اور ایسا بھی ہوا کہ تاریخ کا رخ ہی موڑ دیا گیا۔ حضرت ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور خود سرکار دو عالم رحمتہ العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا۔ ان کی مخالفت ہوئی یا یہ سب لوگ پہلے دن سے سینکڑوں ہزاروں افراد کی حمایت کے ساتھ میدان میں آئے تھے نہیں انہوں نے تنہا آغاز لیا، اوردلائل کی قوت سے دنیا میں انقلاب برپا کیا---- دنیا کی کوئی طاقت ان نبیوں کو روک سکی نہ ان کے نظریات کا خاتمہ کرسکی۔ خود پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کی زندگی اس بات کا مکمل ثبوت ہے کہ ہتھیاروں کی قوت یا کسی بھی قسم کے دوسرے حربے نظریات کا راستہ نہیں

روک سکتے۔

اس کے بعد پھر ہم کیوں بزور قوت قادیانیت کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہے ہیں ہم قادیانیوں کو طاقت کے بل بوتے پر کیوں ختم کرنا چاہتے ہیں جبکہ ہم جانتے ہیں اور تجربہ کے بعد آزما چکے ہیں طاقت کے ذریعے ایسا ہونا ناممکن ہے۔

ہماری حکمت عملی کیا ہونی چاہئے؟

ہمارے علماء کرام کو تنہا یا متحد ہوکر سب سے پہلے ان بنیادوں کو تلاش کرنا چاہئے جس کے اوپر یہ عمارت کھڑی ہے اس کے بعد وہ بنیادیں ختم کرنے کے لئے دلائل کے ہتھیاروں کو اکٹھا کرنا چاہئے اور پھر قادیانیوں کو [illegible] اجتماعی اور انفرادی طور پر تبلیغ کے ذریعے راہ راست پر لانے کی کوشش کی جانی چاہئے۔ یہی مسئلہ قادیانیت کا واحد حل ہے۔ جس کے لئے علماء وقت کو سنجیدگی کے ساتھ کوشش کرنی چاہئے۔ وگرنہ قادیانیت کے خاتمہ کا ہمارا خواب کبھی بھی پورا نہیں ہوسکے گا۔

حوالہ جات _ قادیانیت اور ہماری حکمت عملی

1- الفضل 25 اپریل 85ء
2- الفضل 29 اپریل 58ء
3- الفضل 6 اپریل 94ء

Marfat.com

قادیانیت کا سیلاب

اور

ہماری کم ہمتی

اسرار وڑائچ

14-30848
DATA ENTERED
272

Marfat.com